# گلشنِ ہمیشہ بہار

(تذکرہ شعرائے اُردو)

مصنّفہ

نصراللہ خاں خویشگی

مرتّبہ

ڈاکٹر اسلم فرخی

انجمن ترقیِ اُردو

بابائے اُردو روڈ۔ کراچی

خویشگی، نصر اللہ خان

**گلشن ہمیشہ بہار: تذکرۂ شعراء**

Khweshgi, Nasrullah Khan

**Gulshan Hamesha Bahar: Tazkirah-e- Shoara**

# گلشن ہمیشہ بہار

# گلشنِ ہمیشہ بہار

(تذکرۂ شعراء)

مُصنّفہ

نصراللہ خان خویشگی

مُرتبہ

ڈاکٹر اسلم فرّخی

انجمن ترقّی اُردو پاکستان

بابائے اُردو روڈ۔ کراچی ۱

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو ۳۲۷



اشاعتِ اوّل — ۱۹۶۷ء

تعداد — گیارہ سو

طباعت — انجمن پریس

زیرِ اہتمام — محمد مصلح الدین سعدی



قیمت

سات روپے



یادبود

جشن فرخندهٔ تاجگذاری

محمّدرضا پهلوی آریامهر

شاهنشاهِ ایران

و

علیاحضرت فرح پهلوی

شهبانوی ایران

آبانماه ۱۳۴۶

# مندرجات

# حرفے چند

اعلیٰ حضرت محمد رضا شاہ پہلوی آریا مہر شہنشاہ ایران اور ملکۂ فرح پہلوی شاہبانوی ایران کے جشن تاجپوشی کے مبارک موقع پر انجمن ترقی اردو چار کتابیں اور مجلۂ "اردو" کا خاص نمبر شائع کر رہی ہے۔

انجمن ترقی اردو باقاعدہ طور پر آج سے پچپن برس پہلے وجود میں آئی تھی۔ اگرچہ انجمن کا کام اس سے بہت پہلے شروع ہو گیا تھا لیکن ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۲ء تک اس کی حیثیت آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک شعبے کی تھی۔ انجمن کے پہلے سیکریٹری ہمارے مشہور مورخ اور ادیب مولانا شبلی نعمانی تھے۔ جن کی شہرۂ آفاق تصنیف "شعرالعجم" کا ترجمہ ایران میں شائع ہوچکا ہے۔

اگرچہ بنیادی طور پر انجمن کا کام اردو زبان و ادب سے متعلق ہے مگر اس نے اپنی نصف صدی سے زیادہ عرصے کی سرگرمیوں کو محض اردو تک محدود نہیں رکھا۔ انجمن اب تک کئی ایسی گراں قدر کتابیں اور مقالے شائع کر چکی ہے جن کا فارسی زبان اور ادب سے تعلق ہے۔

شہنشاہ ایران کے جشن تاجپوشی کے مبارک موقع پر انجمن جو کتابیں شائع کر رہی ہے، وہ اس ادارے کی ان خدمات میں جو فارسی زبان و ادب سے متعلق ہیں، ایک بیش بہا اضافہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان علمی و تحقیقی تالیفات کو اہل علم قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

میں انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان کی طرف سے انجمن ترقی اردو اور اس کے فاضل صدر جناب اختر حسین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ممتاز حسن

صدر

انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان

کراچی

# دیباچہ

• جمیل الدین عالی
معتمد اعزازی

اس بار انجمن کے اشاعتی پروگرام میں بربنائے محبت کچھ نہایت مفید اضافے کئے گئے ہیں۔

ایران اور پاکستان کے ثقافتی روابط نہ صرف بہت پرانے ہیں بلکہ پاکستان پر ایران کی زبان اور تہذیب نے جو گہرے اثرات مرتب کئے ہیں ان سے ساری دنیا واقف ہے۔

ان قدیم روابط کے علاوہ پاکستان اور ایران کی مسلسل اور مستحکم دوستی بھی ضرب المثل ہوگئی ہے۔ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے دونوں ملکوں کے عوام میں ایک دوسرے کے لئے خلوص اور خیر سگالی کے جذبات روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خوش قسمتی سے دونوں ملکوں کی حکومتیں بھی ایک دوسرے کی بہترین دوست ثابت ہوئی ہیں اور باہمی اعتماد کی فضا میں ہر جہتی تعاون کے نئے نئے منصوبوں پر عمل کرتی رہتی ہیں۔

ایران کے حکمراں اور اہل ایران اہل پاکستان سے جیسی محبت کرتے ہیں اس کا ایک روشن ثبوت ہمیں اس وقت بھی ملا جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا تھا۔ اس وقت ایران نے جس جرات اور ہمدردی سے پاکستان کا ساتھ دیا تھا پاکستان کے لوگ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

ہمارے لئے یہ بڑے فخر اور خوشی کی بات ہے کہ آج ایران اور پاکستان کی دوستی دنیا بھر میں ایک مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

۲۶ اکتوبر کو ہمارا محبوب، باوفا اور مضبوط دوست ایران اپنے سربراہ اعلیٰ حضرت شہنشاہ رضا شاہ پہلوی کا جشنِ تاجپوشی منا رہا ہے اور ہماری حکومت اور عوام

اور ہمارے تہذیبی ادارے اپنے ہمسائے کی تقریب میں اپنے اپنے طور سے شریک ہو رہے ہیں۔
اس موقع پر انجمن بھی چند کتابیں شائع کر رہی ہے جو انجمن کے فارسی محفوظات سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اُردو فارسی کا جو رشتہ ہے اس کی تفصیل بیان کئے بغیر یہ عرض کر دیا جائے کہ انجمن کے پاس نہ صرف بہت سی کمیاب فارسی مطبوعات موجود ہیں بلکہ ایسے فارسی نوادر بھی محفوظ ہیں جو اردو کے مآخذ پر کام کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔
اس موقع پر یہ مناسب سمجھا گیا کہ اہل ایران کی خوشنودیِ خاطر کے لئے انھی کی زبان میں چند کتابیں پیش کی جائیں جن سے ہمارے اور ان کے قدیم روابط کی مزید یادیں تازہ ہو جائیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔

## تذکرہ ہمیشہ بہار

اس کے مولف کشن چند اخلاص ہیں جنھوں نے بارھویں صدی ہجری کی ابتدا میں شعرائے فارسی پر کام کیا تھا۔ اس تذکرے کو ہمیشہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس میں مصنف نے اپنے معاصرین کے حالات جمع کئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مولف نے اپنے پیش رو تذکرہ نگاروں سے استفادہ کیا ہے لیکن خود انھوں نے بہت سی قابل قدر معلومات کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اس تذکرے میں تین سو سے زیادہ شعرا کا ذکر ہے۔
جس نسخے کی بنیاد پر اس کا متن تیار ہوا ہے اس کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ خود مولف کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے۔ اسے ڈاکٹر وحید قریشی نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ بعض وجوہ سے مخطوطے کا پورا متن شائع کرنا ممکن نہ تھا اس لئے فی الحال ایک تہائی حصہ چھپ رہا ہے۔ اور اس طرح بہت قیمتی معلومات کی چند زریں جھلکیاں پیش کی جارہی ہیں۔ تذکرے کا یہ حصہ رسالہ "اردو" کے اُس خاص نمبر میں شامل ہے۔ جو فارسی زبان و ادب سے متعلق ہے۔ یہ تذکرہ کتابی صورت میں بھی عنقریب شائع ہو جائے گا۔

## تذکرہ گلشن ہمیشہ بہار

اسے نصر اللہ خاں خویشگی نے ۱۸۵۲ء میں تالیف کیا تھا اور یہ اسی سال شائع بھی ہو گیا تھا۔ لیکن پھر یہ تذکرہ ایسا معدوم ہوا کہ بہت سے اہل علم نے تو اس کے وجود ہی سے انکار کر دیا۔ اس اعتبار سے اس تذکرے کی اشاعت ایک طرح کی ادبی بازیافت ہے۔ اس میں بیشتر شعرائے اردو کا ذکر ہے لیکن ضمنی طور پر ان فارسی گو شعرا کے حالات بھی آگئے ہیں جن کے حوالے بہت سے دوسرے تذکروں میں نہیں ملتے۔ اس کے مرتب ڈاکٹر اسلم فرخی ہیں۔

## فارسی زبان و ادب

انجمن کا سہ ماہی "اردو" گزشتہ پینتالیس برس سے شائع ہو رہا ہے۔ اور اس میں فارسی زبان و ادب کے متعلق بہت سے مقالات شائع ہوئے ہیں" اردو" کی پرانی جلدیں تقریباً نایاب ہو گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ان مضامین کی افادیت آج بھی نہ صرف برقرار ہے بلکہ بڑھ گئی ہے۔ چنانچہ انجمن نے طے کیا کہ ان مضامین کا ایک انتخاب شائع کر دیا جائے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے محترم پیر حسام الدین راشدی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس معاملے میں ہماری معاونت کی۔ یہ انتخاب انھوں نے بڑی محنت اور توجہ سے فرمایا ہے

## فہرست مخطوطات فارسی

انجمن کے کتب خانہ خاص میں اردو مخطوطات کے علاوہ فارسی اور عربی مخطوطات کا ایک بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے اور ان میں سے بیشتر مخطوطات اپنی قدامت، موضوعات اور روش تحریر کی بنا پر تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ انجمن نے طے کیا کہ ان کی وضاحتی فہرست شائع کر دی جائے لیکن مزید جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اس کام کی تکمیل میں وقت لگے گا لیکن ان مخطوطات کی ایک اجمالی فہرست بھی اہل علم کے لئے کوئی چھوٹی موٹی خوش خبری نہیں ہے۔ یہ فہرست چونکہ پہلی بار شائع کی جا رہی ہے اس لئے اس کی

اہمیت و افادیت کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوں گے۔ فی الحال تو فارسی دانوں اور فارسی پر کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک چونکا دینے والے انکشاف کی حیثیت سے پیش کی جا رہی ہے۔

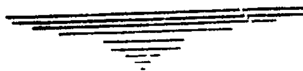
---

امید ہے کہ ایران اور پاکستان کے اہل نظر ان کتابوں کو پسند کریں گے اور بطور خاص ایران کے دوست انجمن کے اس اقدام کو ہمارا خراج عقیدت سمجھ کر قبول فرمائیں گے

ع یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر

واضح رہے کہ انجمن ان کتابوں کی اشاعت کی ضرور ذمہ دار ہے لیکن اصل میں اس موقع پر ان کی ترغیب اشاعت کا سہرا ہمارے دو ارکین منتظمہ کے سر ہے جو اپنی ذاتی حیثیتوں میں بھی ملک کے جیّد اہلِ علم میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ دو حضرات جناب ممتاز حسن اور جناب پیر حسام الدین راشدی ہیں جو فارسی زبان سے بے حد شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ پاک ایران ثقافتی تعلقات کے فروغ میں نمایاں کارکن ثابت ہوئے ہیں۔ انھی حضرات کی تحریک پر صدر انجمن جناب اختر حسین نے مہلت کم ہونے کے باوجود ان کتابوں کی ترتیب و اشاعت پر توجہ فرمائی اور یوں انجمن کے اشاعتی منصوبوں میں یہ قابل قدر اور یادگار اضافے ہوئے۔

ان حضرات کا تعاون انجمن کے اہم ترین اثاثوں میں شمار ہوتا ہے۔



# فہرست شعرا

## خیابانِ الف

## خیابان بائے موحدہ

## خیابان ہائے حطی

## خیابانِ خائے معجمہ



## خیابانِ دال مہملہ

## خیابانِ شینِ معجمہ

## خیابانِ صاد مہملہ



## خیابانِ ضاد معجمہ



## ۲۵۰۔ خیابانِ طائے مہملہ

## خیابان ظائے معجمہ



## خیابان عین مہملہ

## خیابان غین معجمہ

## خیابان کاف عربی و فارسی

## خیابانِ لام



## خیابانِ میم

## خیابانِ نون

## خیابان ہائے ہوز



## خیابان یائے تحتانی

# مقدمہ

ڈاکٹر اسلم فرخی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعرائے اُردو کی تذکرہ نویسی کی روایت میں ابتدا ہی سے انتقامی اور جوابی کارروائی کا جذبہ نظر آتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جوابی کارروائی کرنے اور انتقام لینے والا عموماً فائدے میں نہیں رہتا کیونکہ منفی جذبہ یا تحریک دیرپا اثرات کی حامل نہیں ہو سکتی اور نہ لوگوں کو اس کی صداقت کا صحیح احساس ہو سکتا ہے۔ تاہم شعرائے اُردو کے تذکروں کی تالیف میں یہ منفی جذبہ عام طور پر نمایاں نظر آتا ہے۔ اور اس منفی جذبے نے کسی نہ کسی حد تک تذکرہ نویسی کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ چنانچہ میر تقی میر کے تذکرے 'نکات الشعرا' کے جواب میں سید فتح علی حسینی گردیزی نے 'تذکرہ ریختہ گویان' مرتب کیا اور میر کے تنقیدی نظریے کو 'خوردہ گیری' اور 'عیب جینی' قرار دیا۔ لچھمی نراین شفیق نے بھی اپنا تذکرہ 'چمنستان شعرا' اسی میر شکنی کے جذبے سے متاثر ہو کر تالیف کیا تھا۔ شفیق کا مطمح نظر یہ تھا کہ انعام اللہ خاں یقین کے سلسلہ میں میر کے اعتراضات کا مسکت جواب لکھا جائے اور یقین کو میر سے بڑا شاعر ثابت کیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض تذکرہ نگاروں کے یہاں میر کی اختصار پسندی کے خلاف واضح ردعمل ملتا ہے۔ حکیم قدرت اللہ قاسم کا 'مجموعہ نغز'، خوب چند ذکا کا 'عیار الشعرا' اور نظم الدولہ سرور کا 'عمدہ منتخبہ' اسی ردعمل کا مظہر ہیں۔ ان تذکروں میں اختصار کے بجائے 'جامعیت بلحاظ اسما و افراد' کا رجحان ملتا ہے۔ بہر حال ردعمل اختصار کے خلاف ہو یا صاحب تذکرہ کے اسلوب 'تنقیدی نقطہ نظر' اور اصابت رائے کے خلاف، تذکرہ نویسی کی روایت منفی جذبات کے باوجود آگے بڑھی اور شعرائے

اردو کے متعدد تذکرے مرتب ہو گئے۔

۱۲۴۸ھ میں نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ وحسرتی نے گلشن بے خار کے عنوان سے شعرائے اردو کے ایک تذکرے کی ابتدا کی اور ۱۲۵۰ھ کے آخر تک اسے مکمل کر دیا۔ یہ وہی شیفتہ ہیں جن کے بارے میں مرزا غالب نے کہا ہے ؎

غالب بفن گفتگو ناز د بدیں ارزش کہ او

ننوشت در دیوان غزل تا مصطفےٰ خاں خوش نکرد

حالی نے یادگار غالب میں شیفتہ کی اصابت رائے، فطری سادگی اور ذوق شعری کی بہت تعریف کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیفتہ شعر فہمی اور ادبی ذوق کے اعتبار سے یگانہ روزگار تھے۔ مومن اور غالب جیسے نازک مزاج اور باکمال ان کے ذوق شعری کے مداح اور معترف تھے اور حالی نے تو صاف صاف اس بات کا اقرار کیا ہے کہ انہیں سب سے زیادہ فائدہ شیفتہ کی ہم نشینی سے ہوا اور شیفتہ نے ان کے ذوق شعری پہ جلا کی۔ جلا ہی نہیں کی بلکہ نقد و انتقاد اور دید و دریافت کی صلاحیت کو ابھارا۔ گلشن بے خار چھ سو چالیس شعرا کا مبسوط تذکرہ ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر کے بقول " اس میں تقریباً چھ سو شعرا کا مختصر حال ہے جو زیادہ تر تذکرہ قاسم سے ماخوذ ہے۔ لیکن بہت سے تذکروں سے زیادہ صحیح ہے۔" خدا معلوم ڈاکٹر اسپرنگر نے گلشن بے خار کو تذکرہ قاسم سے ماخوذ قرار کیوں دیا۔ یا تو انہوں نے گلشن بے خار کو غور سے پڑھا نہیں یا پھر جان بوجھ کر اغماض برتا۔ گلشن بے خار میں شیفتہ نے قاسم کے ترجمے میں واضح طور پر لکھا ہے " تذکرہ در حال فکر ریختہ نگاشتہ است و بملاحظہ نرسیدہ " ظاہر ہے کہ شیفتہ کے اس واضح بیان کے بعد اخذ و استفادہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دراصل گلشن بے خار کی مقبولیت، شہرت اور اعتبار کا سبب شاعروں کا مختصر حال نہیں ہے اگرچہ اس اختصار میں میر کے اختصار کی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا کہ شیفتہ نے ضروری اور مناسب تفصیل کو ہر جگہ مدنظر رکھا ہے اور معاصرین کے سلسلہ میں اپنی قابل اعتماد ذاتی معلومات سے

پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے۔ گلشن بے خار کو مقبولیت، شہرت اور اعتبار حاصل ہونے کی بنیادی وجہ شیفتہ کا صحیح شعری ذوق اور ان کی تنقیدی صلاحیت ہے۔ شیفتہ نے یہ کوشش کی ہے کہ روشِ عام اور ہمہ رانیکی یادکردن کے اصول سے بلند ہو کر ہر دور کے شعرا کے کلام کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ان کا شاعرانہ مرتبہ از سرِ نو متعین کیا جائے۔ گویا شیفتہ نے یہ کوشش کی ہے کہ اردو شاعری اور شاعروں کا دیانت دارانہ جائزہ لیا جائے۔ اس جائزہ کا مقصد شعراء کی بازیافت نہیں بلکہ ان کے کلام اور شاعرانہ رتبے کا تعین نو ہے۔ شیفتہ سے پہلے اس قسم کی کوشش کا احساس میر کے تذکرے میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ لیکن میر اکثر اوقات بیدردی طنز و تعریض اور تلخی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حاتم اور یقین کے ترجموں میں ان کا لہجہ بڑا درشت اور ناروا ہو گیا ہے اور اس درشتی نے میر کی تنقیدی عظمت کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ گردیزی، قائم، شفیق، مصحفی، میر حسن، قاسم، ذکا، سرور اور اسی عہد کے دوسرے تذکرہ نگاروں کے یہاں تنقیدی جائزے کی حیثیت ضمنی ہے۔ شاعرانہ مرتبے کے تعین اور کلام پر دیانت دارانہ رائے کے بجائے بیشتر تذکرہ نگاروں نے تعریف و توصیف کو اپنا شعار بنایا ہے کسی نے ضبط سنین کی کوشش کی ہے۔ کسی نے سوانحی حصہ پر زیادہ توجہ کی ہے۔ کسی نے شعرا کی سیرت ابھارنے کے سلسلہ میں دلچسپ واقعات، حکایتوں اور لطیفوں سے کام لیا ہے (ان سب کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلّم ہے)، لیکن تنقیدی اشارے اول تو ہیں ہی نہیں اور اگر ہیں تو توصیفی الفاظ کے بوجھ سے اتنے دب گئے ہیں کہ ان کی حیثیت مشتبہ ہو گئی ہے۔ تذکرہ نویسی کے اس پس منظر میں گلشن بے خار کی اہمیت اور حیثیت دونوں بڑھ جاتی ہیں۔ شیفتہ نے مختلف شعراء کے بارے میں حقیقت پسندانہ رویّہ اختیار کیا ہے اور اپنے عہد کے شعری معیار اور ادبی قدروں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ شیفتہ اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق شعر کو 'فنی شریف' سمجھتے تھے اور طریقۂ راسخہ سے منحرف ہونے والوں کے بالکل قائل نہیں تھے۔ اسی اشرافیت اور طریقۂ راسخۂ شعرا کی پابندی نے شیفتہ کے بعض بیانات کے نکتہ چیں بھی پیدا کر دیے۔

انشاء اور نظیر اکبر آبادی کے سلسلہ میں شیفتہ نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کی بنا پر وہ مورد الزام ٹھہرائے گئے اور گلشن بے خار کے جوابات تحریر کئے گئے۔ ان میں سے ایک جواب حکیم قطب الدین باطن نے گلستان بے خزاں کے نام سے مرتب کیا۔ گلستان بے خزاں کو اسپرنگر نے گلشن بے خار کا ناقابل فہم اردو ترجمہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ رائے صحیح نہیں ہے۔ گلستان بے خزاں کا لہجہ درشت سہی لیکن یہ گلشن بے خار کا ترجمہ نہیں بلکہ بڑا سخت جواب ہے۔

دوسرا جواب مولوی نصر اللہ خاں خویشگی خورجوی المتخلص بہ قمر نے "گلشن ہمیشہ بہار" کے عنوان سے مرتب کیا۔ خویشگی گلشن ہمیشہ بہار کے دیباچے میں لکھتے ہیں: "بہ عمر سی سال بہ تقریب سیاحت وارد قصبہ بجنور کہ حصہ شمال است از مراد آباد شدہ بود کہ بمطالعہ این ننگ بنی آدم تذکرہ گلشن بے خار کہ از گل تراشی نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ است درآمد و دل بہ سیر خیابانش مائل شد و ہر یک گلشن را بہ نظر تحقیق دید، صفایش را بہ ہزار تدقیق ملاحظہ نمود سبحان اللہ بایں ہمہ محن و مشقت گلے کم یافت کہ بے خار باشد و روشن ندید کہ صاف از خاشاک بود پس بہ عرق ریزی آں مساعی خیز رحم آمد کم بہ تصفیہ اش بستہ و بہ گلبن ہائے بے خارش و نونہالان ہندی و فارسی دیگر گلستانے جداگانہ آراستہ کہ خار را دراں دخلے نیست و خزاں را براں تصرفے نہ لہٰذا بہ گلشن ہمیشہ بہار نام یافت"۔ اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ خویشگی شیفتہ کی تذکرہ نویسی کے معیار سے مطمئن نہیں تھے۔ اگرچہ انہوں نے باطن کی طرح برہمی کا اظہار نہیں کیا لیکن جہاں کہیں انہیں موقع ملتا ہے وہ شیفتہ اور استاد شیفتہ یعنی مومن کے سلسلہ میں طنز و تعریض سے کام لیتے ہیں۔ مثلاً شیفتہ کے بھائی اکبر خاں اکبر کے ایک مطلع کے سلسلے میں لکھتے ہیں ؎

ہوا نہ شوق سے اس کوچے میں گزر اپنا ۔ ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا

من می گویم کہ اگر چنیں بودی ؎ ہوا ہے شوق سے جب کوچے میں گزر اپنا ۔ ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا

باخوشس می نمود مگر عجب است کہ استاد چہ دست کشود اللہم الاان یقال کہ فکرش رسائی نہ نمودہ ٔ اکبر بھی شیفتہ کی طرح مومن سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔ خوشگی نے ایک تیر سے سب کو شکار کیا ہے۔ مومن کے ایک اور شاگرد شیخ غلام ضامن کرم کے سلسلہ میں لکھتے ہیں ؎

نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب　　　　گو آہ سرد و بادِ سحر دونوں ایک ہیں

داغ را با گل کہ عبارت از درد است مناسبت نیست۔ بجائے گل اگر لالہ موزوں می کرد حسن تمام می بخشید یارب کہ استادش از شیفتہ بہ مجاز رفتہ کہ بر کلام شاگرد باوجود مطالعہ اش حرفے نگفتہ۔ خوشگی نے استاد شیفتہ پر اعتراض کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہ بات الگ ہے کہ گل کے بجائے لالہ موزوں کرنے سے گل و عندلیب کی مناسبت ختم ہو جائے گی اور شعر میں خلا پیدا ہو جائے گا۔ غلام علی محی الدین عشق کے ترجمے میں خوشگی نے لکھا ہے "اگرچہ بعض سرد طبعان دیوان او را قابل عدم تماشہ نوشتہ اند فاما حق آنست کہ بہ نسبت دیگر خوش می گوید" بعض سرد طبعان سے شیفتہ مراد ہیں جو یہ لکھ چکے تھے " صاحب تصانیف بسیار است اما نظر بہ یکے از دیوانش کہ از نظر گزشتہ و ایں ابیات ازاں منتخب گشتہ شاید کہ آں ہم قابل تماشہ نباشد " اس بحث کو پھیلانے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خوشگی کے حالات زندگی پیش کر دئے جائیں تاکہ گلشن ہمیشہ بہار کی نئی اہمیت اور حیثیت متعین کرنے کے سلسلہ میں صاحب تذکرہ کی شخصیت اور سیرت بھی سامنے رہے۔

مولوی نصر اللہ خاں خوشگی احمدی سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔ آپ شاہ عبد العلیمؒ غازی پوری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مولوی نصر اللہ خاں کے والد کا نام حکیم عمر خاں خوشگی تھا حکیم عمر خاں بن ملک داد خاں ایک بزرگ صاحب عظمت و فتوت تھے خورجہ میں علم طب کا فیضان ان کی ذات سے جاری ہوا تھا۔

حکیم عمر خاں کے تین صاحبزادے تھے۔ فیض اللہ خاں، نجیب اللہ[1] خاں اور نصر اللہ خاں

---

[1] نجیب اللہ خاں کا تخلص رمق تھا۔ گلشن ہمیشہ بہار میں ان کا ترجمہ موجود ہے

نجیب اللہ خاں اور نصر اللہ خاں توام تھے۔ مولوی نصر اللہ کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو سکی لیکن قیاساً ۱۲۲۰ھ کو ان کا سال پیدائش قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کا انتقال ۷۹ سال کی عمر میں ۱۲۹۹ھ میں ہوا تھا۔ مولوی نصر اللہ صغیر سن ہی تھے، کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور ان کے ماموں فتح خاں نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ چنانچہ مولوی نصر اللہ دس برس کے سن میں اپنے ماموں کے ساتھ اعظم گڑھ چلے گئے۔ فتح خاں وہاں تحصیل داری کے عہدے پر فائز تھے۔ اعظم گڑھ میں مولوی نصر اللہ سات آٹھ برس تک فنون سپہ گری و جوانمردی کی تکمیل میں مصروف رہے اور پہلوانی، کشتی، گتکہ، پھری، سواری، بندوق، تلوار سب میں کمال حاصل کیا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ فتح خاں نے ایک کاغذ اور کچھ پیغام حاکم ضلع کو بھیجا۔ مولوی نصر اللہ یہ پیغام لے کر گئے۔ حاکم ضلع نے کاغذ دیکھ کر پڑھنے کا حکم دیا۔ مولوی نصر اللہ کو بعض الفاظ پڑھنے میں دقت ہوئی اور بڑی غیرت آئی، چنانچہ انہوں نے پڑھنے لکھنے کی طرف بھی توجہ کی۔ ماموں نے ان کا شوق دیکھ کر انھیں مولانا چراغ علی کے سپرد کیا۔ اس وقت مولوی نصر اللہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ مولانا چراغ علی نے اپنے شاگرد کو کتب درسیہ، قواعد فارسیہ، عروض، قوافی اور عربی صرف و نحو کی تعلیم دی۔ اس کے بعد مولوی نصر اللہ کو علم دین کا شوق ہوا اور انہوں نے مولانا احمد علی چریا کوٹی کا تلمذ اختیار کیا۔ مولانا احمد علی ذی استعداد اور صاحب تصانیف بزرگ تھے ۱۲۴۶ھ میں وہ بنارس چلے گئے اور مولوی نصر اللہ کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ بنارس کے تین سالہ قیام میں مولانا احمد علی نے اپنے شاگرد کے دل میں صحیح علمی ذوق و شوق اور لگن پیدا کر دی۔ یہ علمی ذوق مولوی نصر اللہ کی پوری زندگی میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "کتب درسیہ کہ جن کا معمول فارغ التحصیل علمائے زمانہ کا ہے ان سے بھی علاوہ نہیں کتابیں فقیر نے بحالت تعلق عہدہ ڈپٹی کلکٹری کے بتوجہ استاد اپنے کے پڑھی ہیں، چنانچہ اکثر استاد مرحوم مجھے پابند نوکری کا معذور متصور فرما کر خود میرے مقام پر چندے قیام کیا کرتے اور شکوک و

دقائق علوم کو حل کر دیتے تھے یہ کسی ڈپٹی کلکٹر کا اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لئے اساتذہ سے استفادہ کرنا کوئی تعجب خیز اور انوکھی بات نہیں ہے۔ علمی ذوق و شوق کے سلسلے میں یہ بات البتہ قابل توجہ ہے کہ "ڈپٹی کلکٹری کی مصروفیات کے باوجود مولوی نصراللہ طلبہ کی ذہنی تربیت میں بھی مصروف رہے۔ مولوی افتخار عالم مارہروی نے حیات النذیر میں لکھا ہے کہ مولوی نصراللہ نے شمس العلما مولوی نذیر احمد اور ان کے بھائی مولوی علی احمد کو ہونہار اور ذہین دیکھ کر اپنے حلقہ درس میں لے لیا تھا۔ مولوی نصراللہ اس زمانہ میں بجنور میں ڈپٹی کلکٹر تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کا تبادلہ مظفر نگر ہو گیا تو مولوی نذیر احمد اور مولوی علی احمد بھی ان کے ساتھ مظفر نگر گئے اور پڑھتے رہے۔ مولوی افتخار عالم کا بیان ہے کہ ان دونوں بھائیوں کی طبعی شوخی اور ذہانت کی وجہ سے خان صاحب بہت خوش ہو کر پڑھاتے تھے اور اکثر لوگوں کے سامنے صرف عربی کے سوالات پوچھتے۔ صیغے دریافت کرتے اور جواب پاکر اظہار مسرت فرماتے۔ جاڑے کے موسم میں دورے پر ساتھ لے جاتے اور علم والوں سے صحبت ہوتی تو انہیں دونوں بھائیوں کو پیش کرتے۔ جہاں ڈپٹی صاحب کو شاگرد بنانے اور مرید کرنے کا شوق تھا وہاں یہ بھی تھا کہ اپنی ہی تصنیف کی ہوئی کتابیں پڑھاتے۔ خان صاحب کے ایک نحوی رسالے کا نام مفتاح تھا۔ غرض ہمارے مولانا نے وہاں پانچ برس کے عرصہ میں نحو عربی میں شرح ملا تک اور منطق میں تہذیب اور میر قطبی اور فلسفے میں میبذی تک پڑھا[1]" درس و تدریس کا شوق، تصنیف و تالیف کا شغل، طلبہ کی تربیت کا جذبہ، مولوی نصراللہ کی زندگی میں جز و اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ مطالعے کا بے حد شوق تھا اور عمدہ کتاب جس قیمت پر بھی ملتی خرید لیتے تھے۔ مولوی صاحب کی عادت تھی کہ زمین پر کہنی رکھ کر کتاب پڑھتے تھے۔ چنانچہ اس وجہ سے دونوں کہنیوں میں داغ پڑ گئے تھے۔

---

[1] حیات النذیر۔ افتخار عالم مارہروی صفحہ ۱۵

اردو فارسی اور عربی کے علاوہ مولوی نصر اللہ پشتو اور ترکی سے بھی واقف تھے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد مولوی نصر اللہ اپنے ماموں کے پاس کام سیکھتے رہے اور ۱۲۴۹ھ میں ان کے نائب مقرر ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد تحصیل سلیم پور کے منصرم اور بعد ازاں گورکھپور میں تحصیلدار ہو گئے۔ مولوی نصر اللہ انتظامی امور کا فطری سلیقہ رکھتے تھے۔ راست باز اور دیانت دار تھے اس وجہ سے وہ جہاں بھی رہے مقبول رہے ۲۲ ر اکتوبر ۱۸۳۸ء کو وہ مین پوری میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۳۹ء میں ان کا تبادلہ بجنور ہو گیا۔ گلشن ہمیشہ بہار قیام بجنور ہی کی یادگار ہے۔ ۱۸۴۲ء میں مولوی نصر اللہ بجنور سے مظفر نگر تبدیل ہو گئے۔ یہاں چھ سات برس قیام رہا۔ آخر آخر میں مولوی صاحب گوڑگانوہ میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں آپ یہیں تھے۔ ہنگامہ ختم ہونے کے بعد آپ نے سرکاری نوکری ترک کر دی اور خورجہ میں خانہ نشین ہو گئے کچھ دن خانہ نشین رہنے کے بعد آگرے کے ایک رئیس جوتی پرشاد کا کام انجام دیتے رہے۔ پھر کچھ عرصہ کپورتھلہ میں گذارا لیکن اس ریاست کی ملازمت انہیں پسند نہ آئی اور وہ مستعفی ہو گئے۔ اب مولوی صاحب نے حیدرآباد کا رخ کیا ۱۲ ر جنوری ۱۸۶۵ء کو وہ خورجے سے روانہ ہوئے اور ۱۹ ر فروری کو حیدرآباد پہنچے یہاں سر سالار جنگ نے مولوی صاحب کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اول اول وہ ناظم فوجداری مقرر ہوئے اور آخر میں صدر تعلقہ دار ہو گئے تھے۔ مولوی نصر اللہ کے قیام حیدرآباد کی یادگاران کی مشہور تالیف "تاریخ دکن" ہے۔ "تاریخ دکن" مبسوط کتاب ہے اس سے مولوی نصر اللہ کے عمیق مشاہدے، تاریخی بصیرت، جغرافیائی معلومات کی وسعت اور انتظامی قابلیت کا اندازہ ہو سکتا ہے[1]۔ حیدرآباد میں مولوی صاحب نے بہت اچھا وقت گذارا۔ یہیں سے وہ ۱۲۹۲ھ میں حج بیت اللہ کے لئے گئے تھے دس گیارہ

---

[1] تاریخ دکن کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے اس کتاب کی تکمیل ۱۲۸۵ھ میں ہوئی تھی اور ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں مطبع نولکشور سے شائع ہوئی تھی۔

سال کی ملازمت کے بعد سالار جنگ نے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا اور مولوی صاحب نے خورجے واپس آکر درس و تدریس، طلبہ کی ذہنی تربیت اور روحانی سلسلے کو رونق بخشی۔ مولوی نصر اللہ کی زندگی کا یہ دور صوفیائے کرام کی یاد تازہ کرتا ہے اس عہد میں وہ ذہنی اور روحانی اصلاح میں ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں ۱۲۹۹ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں مولوی صاحب کا وصال ہوا۔ مزار خورجہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

ابتدا میں عرض کیا جا چکا ہے کہ مولوی نصر اللہ قادریہ نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگ اور شاہ عبد العلیم غازی پوریؒ سے بیعت تھے۔ شاہ صاحب نے مولوی صاحب کو خرقۂ خلافت بھی عطا کیا تھا۔ مولوی صاحب کے مریدوں اور معتقدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا دراصل مولوی صاحب کی پوری زندگی فیض رسانی، خلق خدا کی خدمت اور روحانی سربلندی کا نمونہ تھی۔

مولوی نصر اللہ کی تصانیف کی فہرست خاصی طویل ہے اور یہ فہرست اردو، فارسی، عربی اور نثر کی پر محیط ہے۔ ان تصانیف کی تفصیل یہ ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| گلشن ہمیشہ بہار | تذکرہ شعرائے اردو | فارسی |
| تاریخ دکن | | فارسی |
| جامع الصرف | | |
| منبع الصرف | | |
| مجمع الصرف | | |
| رکاز مظفر نگر | | |
| نخبہ حسان النحو | | فارسی |
| مقام النحو | | عربی |
| حکمت بالغہ | | اردو |
| تحفۃ المصلین | | |

| | | |
|---|---|---|
| شرح رباعیات یوسفی | | فارسی |
| تریاک خورجب | | |
| جامع فتح خانی | مشتمل برحالات فتح خاں | فارسی |
| تنویر تدابیر | قانون حیدرآباد | عربی |
| گنٹکر پھری | | اردو |
| نموالصباغین | | |
| لغت عربی دفارسی | | |
| تفسیر منیر اول | | |
| یمن اظفری | | ترکی |

ان تصانیف کے علاوہ مولوی صاحب نے حکیم رضا علی خاں مرحوم حیدرآبادی کی کتاب تذکرۃ الہند کو اپنی تصحیح کے ساتھ ۱۲۹۰ھ میں شائع کیا اور حواشی کے ساتھ ساتھ کتاب کے آخر میں خاتمہ بھی لکھا ہے[1]

مولوی نصراللہ کی ان تصانیف سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں ادبیات کے مقابلہ میں علوم سے زیادہ شغف تھا اگرچہ وہ شعر بھی کہتے تھے اور قمر تخلص کرتے تھے لیکن شاعری ان کی زندگی میں کسی خاص اہمیت کی حامل نظر نہیں آتی۔ فن شعر میں ان کے تخلیقی اظہار کو جوانی کی امنگ اور ذوقی محفل آرائی سے زیادہ حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ غالباً مولوی صاحب نے دیوان بھی مرتب نہیں کیا تھا کیونکہ ان کی فہرست تصانیف اس کے ذکر سے خالی ہے۔ دیوان مرتب نہ کرنا بھی اسی امر پر دلالت کرتا ہے کہ مولوی صاحب کی شاعری ایک وقتی جذبے کے تحت ابھری تھی۔ وقت کے ساتھ یہ جذبہ بھی سرد پڑ گیا لیکن اس جذبے سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ شعرائے اردو کا ایک تذکرہ

---

[1] مولوی نصراللہ کے حالات گلشن ہمیشہ بہار کے علاوہ ان کی سوانح عمری 'بیاض جانفزا' مرتبہ مولوی فرید احمد قادری غازی پوری۔ تاریخ دکن اور حیات النذیر سے ماخوذ ہیں۔

مرتب ہو گیا۔

گلشن ہمیشہ بہار اردو اور فارسی کے چار سو بیس شعرا کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اس میں اہم اور غیر اہم دونوں طرح کے شعرا شامل ہیں۔ تذکرہ نگار جن شعرا سے ذاتی طور پر واقف ہے ان کے حالات اور انتخاب کلام میں غیر معمولی طوالت سے کام لیا گیا ہے۔ ہر چند کہ یہ طریقہ کار اصول تذکرہ نگاری کے منافی ہے لیکن مصنف نے اسی کو مد نظر رکھا ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں شائع ہوا تھا جس مطبوعہ نسخہ پر موجودہ نسخے کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کا سال اشاعت ۱۲۷۰ھ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ۱۲۷۰ھ سے پہلے بھی اس کی اشاعت ہوئی ہو لیکن یہ دعویٰ محتاج ثبوت ہے۔ دراصل اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار اپنے مصنف کے بقول اس زمانے کی تصنیف ہے جب مصنف کی عمر ۳۰ سال کی تھی۔ مولوی نصر اللہ کا یہ بیان ہم سبب تالیف کے ذیل میں پہلے ہی نقل کر چکے ہیں۔ اس بیان کی رو سے گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ٹھہرتا ہے۔ مولوی صاحب اس زمانے میں بجنور میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ سبب تالیف کے علاوہ مولوی صاحب نے اپنے ترجمے میں بھی صراحت کی ہے کہ "حالا عمر سی سالگی است۔ بہ تحریک بعض احباب سخن گو گوہر شناس مجلس مشاعرہ می آراید۔" مولوی صاحب کے اس بیان کی تائید بعض قرآئن سے بھی ہوتی ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار میں نظام الدین ممنون متوفی ۱۲۶۰ھ، خواجہ حیدر علی آتش متوفی ۱۲۶۳ھ اور فتح خاں استد تخلص متوفی ۱۲۶۲ھ کے ترجموں سے ان کے بقید حیات ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مولوی نصر اللہ نے اپنے ترجمے میں اپنے ماموں فتح خاں استد کا تذکرہ ایک زندہ شخص کی حیثیت سے کیا ہے، لیکن ایک جگہ ان کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" کے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ یہ اضافہ غالباً تذکرے کی اشاعت کے وقت ہوا ہے۔ یہاں ایک اور غلط فہمی کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے۔ "نگار پاکستان تذکرہ نمبر" میں گلشن ہمیشہ بہار کے تعارف میں یہ جملے ملتے ہیں: "بعض قرآئن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں ہی مکمل ہوا اور اسی سال شائع کر دیا گیا۔" اس خیال کو یوں بھی

تقویت پہنچتی ہے کہ مصنف نے شیخ محمد ابراہیم متوفی ۱۲۷۰ھ کو بقید حیات اور مومن خاں مومن متوفی ۱۲۶۸ھ کو متوفی ظاہر کیا ہے۔ یہ بیان صحیح نہیں، کیونکہ مومن کے ترجمے سے ان کی وفات کا علم نہیں ہوتا بلکہ یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس ترجمے کی تحریر کے وقت مومن بقید حیات تھے۔ مومن کا ترجمہ یہ ہے: "مومن خاں مومن از دودمان گرامی دار خاندان نامی است۔ از روز ولادت الی الآن بہ سبب موافقت جہاں آباد و اہل آں بہ یکتنے حرکت نہ کردہ و بوصل شاہدان شیریں و وصال یاران نگین بلبلان نوشین کام و زباں حلاوت آگیں۔ نکتہ دان شیریں بیاں، سخن گوئے بردش نکوئے، در طب طبیبے آزمودہ و در ہر علم نصیبے کافی ربودہ۔ دیوانش مملو از اصناف سخن و بشہرۂ مثنویات او بہ اکناف زمن، امروز جنس سخن را در بازار سخنوران ازو رواجے و بزمرۂ عشق بازان این دیار عالی مزاجیست۔ اگرچہ بہ اد برنخوردہ ام فاما تیر محبتش بردل خوردہ ام۔" آخری جملے نے بات بالکل واضح کر دی ہے۔ ابتدائی جملوں میں بھی "از روز ولادت الی الآن" سے مومن کے بقید حیات ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے۔ ان تمام باتوں سے قدرتی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار ۱۲۵۷ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں اشاعت پذیر ہونے سے یہ سوال البتہ پیدا ہوتا ہے کہ تیرہ سال تک اس کی اشاعت کیوں نہیں ہوئی یا پھر یہ کہ ۱۲۷۰ھ سے پہلے بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی۔ اس سوال کا کوئی جواب ممکن نہیں۔ بہرحال گلشن ہمیشہ بہار کی تصنیف اور اشاعت میں تیرہ سال کا فصل ہے۔ لیکن اس فصل میں مصنف نے تذکرے میں کوئی اضافے نہیں کئے اور نہ اس دوران میں وفات پانے والے شاعروں کے ترجموں میں ضروری ترمیم کی۔

ہم ابتدا میں اس امر کی صراحت کر چکے ہیں کہ گلشن ہمیشہ بہار کی تصنیف کا مقصد جوابی کارروائی ہے۔ مولوی نصراللہ موقع محل کی مناسبت سے شیفتہ اور استاد شیفتہ کے سلسلے میں طنز و تعریض کو روا رکھتے ہیں لیکن بحیثیت مجموعی وہ شیفتہ کی خوشہ چینی سے آگے نہیں بڑھے۔ معدودے چند شاعروں کے علاوہ جن سے وہ ذاتی طور پر واقف تھے (اور یہ سب غیر اہم شاعر ہیں) باقی تمام شعرا کے ترجموں میں انہوں نے شیفتہ سے استفادہ ہی نہیں کیا بلکہ چند فقروں کی تبدیلی سے ان کی

پیش کردہ معلومات کو اپنا سرمایہ بنا لیا ہے۔ دوسروں کی معلومات سے فائدہ اٹھانا کوئی معیوب بات نہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا آیا ہے لیکن دوسروں کی معلومات کو اپنا سرمایہ بنا لینا یقیناً قابلِ اعتراض ہے اور خصوصاً اس صورت میں جب کہ مقصود و منشا ردِ کھنا ہو۔ بات صرف شعرا کے ترجموں ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ انتخاب کلام میں بھی یہی کیفیت نظر آتی ہے ہم نے متن میں ان تمام اشعار کی نشاندہی کی ہے جو گلشنِ بے خار سے لئے گئے ہیں۔ اس تقابلی مطالعے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ گلشن ہمیشہ بہار میں گلشنِ بے خار کا فیض کس حد تک نمایاں ہے۔

مولوی کریم الدین نے تذکرہ نگاری کو تاریخ کی شاخ قرار دیا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ شعرا کے حالات قلم بند کرنے کے سلسلے میں تاریخ کے اصولوں کو مدِنظر رکھا جائے ضبطِ سنین کی کوشش کی جائے اور شعرا کی زندگی کو تاریخی ترتیب اور دیانت کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ہماری تذکرہ نویسی کی روایت میں بعض ایسے تذکرے ملتے ہیں جن میں یہ اصول برتے گئے ہیں۔ ضبطِ سنین کے اعتبار سے شفیق اور مصحفی کے تذکرے اور تاریخی اصولوں کے اعتبار سے علی ابراہیم کا تذکرہ گلزارِ ابراہیم مثال کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ عام تذکرہ نگاروں نے بھی اکثر و بیشتر ان اصولوں پر عمل کیا ہے اور مختلف شعرا کے سن وفات قلم بند کئے ہیں لیکن مولوی نصر اللہ نے اس سلسلہ میں کوئی خاص اہتمام نہیں برتا ہے۔ وہ تاریخ کا بڑا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ تاریخِ دکن اسی ذوق کا کرشمہ ہے مگر گلشن ہمیشہ بہار میں ضبطِ سنین اور واقعات کی تاریخی تنقیح کا وہ تصور نہیں ملتا جو تاریخِ دکن کے مولف کے شایانِ شان ہے

کسی تذکرے کی قدر و قیمت اور حیثیت متعین کرنے کے سلسلے میں جن اصولوں کو مدِنظر رکھنا پڑتا ہے ان میں پہلا اصول خود تذکرہ نگار کی شخصیت ہے۔ اہم ادبی شخصیتوں نے جو تذکرے مرتب کئے ہیں ان کی حیثیت بہت اہم ہے۔ میر، قائم، مصحفی اور شیفتہ کے تذکرے صاحبِ تذکرہ کی اہم ادبی شخصیت کی وجہ سے بہت زیادہ اہم ہو گئے ہیں۔

مولوی نصراللہ اپنے دور کی ایک اہم شخصیت تھے لیکن ادبی اعتبار سے انہیں کوئی نمایاں مرتبہ حاصل نہیں تھا اس وجہ سے گلشن ہمیشہ بہار کو وہ ادبی افتخار حاصل نہیں ہو سکا جو بعض دوسرے تذکرہ نگاروں کے حصے میں آیا۔ ان تذکرہ نگاروں نے جو میر، قائم، مصحفی اور شیفتہ جیسا ادبی مرتبہ نہیں رکھتے تھے اپنے تذکروں میں شعرا کی شخصیت ابھارنے کی کوشش کی۔ دلچسپ واقعات، معاصرانہ چشمک اور نوک جھونک کے بیان ادبی مناقشوں کی تفصیل اور عام شاعرانہ فضا کے اظہار سے ان لوگوں نے اپنے تذکروں کو دلچسپ اور جاذب نظر بنا دیا اور شاعروں کو زندہ حیثیت سے پیش کیا۔ مجموعۂ نغز، خوش معرکۂ زیبا اور گلستان سخن میں یہی انداز اختیار کیا گیا ہے اور جامعیت کی کوشش کے باوجود شاعر اور شاعرانہ فضا اور ماحول کو اجاگر کرنے میں سلیقے کو مد نظر رکھا گیا ہے تذکرہ نگاروں نے مختلف شعرا کا مقابلہ و موازنہ بھی کیا ہے اور ہر تذکرے میں تذکرہ نگار کی ذاتی تحقیق و جستجو کا بڑا حصہ شامل ہوتا ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار میں یہ خصوصیات برائے نام ملتی ہیں۔ تاہم اس میں بعض ایسی معلومات ضرور موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے حواشی میں اس نوع کی معلومات کی صراحت کی ہے۔ گلشن ہمیشہ بہار کی تنقیدی اور تحقیقی خوبیاں اور خامیاں بھی حواشی ہی میں معرض بحث میں آئی ہیں لہذا یہاں ان کا تذکرہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ یہ خواہ مخواہ کی تکرار ہوگی۔

گلشن ہمیشہ بہار اگرچہ ایک جوابی تذکرہ ہے لیکن مولوی نصراللہ کا لب و لہجہ مہذب، سنجیدہ اور متین ہے۔ ایراد و اعتراض کے مواقع پر بھی ان کی متانت اور سنجیدگی برقرار رہتی ہے جو ایک علمی اور ادبی تصنیف کے شایان شان ہے۔ مولوی نصراللہ چونکہ ایک صوفی بزرگ تھے اس لئے تذکرے میں بھی انہوں نے صوفیانہ اخلاق کو برقرار رکھا ہے اور علمی سنجیدگی کی فضا ہر جگہ برقرار رکھی ہے۔

گلشن ہمیشہ بہار کی ترتیب ابجد کے قاعدے پر ہے اگرچہ اس ترتیب میں جا بجا خامی

کا احساس ہوتا ہے۔ الف ممدودہ اور مقصورہ میں کوئی فرق نہیں کیا گیا اور کاف گاف میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔ تذکرے کی ابتدا فتح خاں المتخلص بہ اسد کے ترجمے سے ہوتی ہے۔ فتح خاں مولوی نصر اللہ کے ماموں تھے۔ انھیں کی آغوش تربیت میں مولوی نصر اللہ نے پرورش پائی تھی۔ فتح خاں سے تذکرے کی ابتدا کرنا عقیدت کا بڑا مؤثر اظہار ہے۔ اسی سے مولوی نصر اللہ کے مزاج۔ افتاد طبع اور شرافت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔



ابتدا میں صراحت کی جا چکی ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار اردو اور فارسی کے شعرا کا تذکرہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ شعرائے اردو ہی کا تذکرہ ہے۔ فارسی شعرا کی حیثیت ضمنی ہے۔ فارسی کے جو شعرا اس میں شامل ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں جن سے مولوی نصر اللہ ذاتی طور پر واقف تھے۔ گلشن بے خار کے مقابلے میں گلشن ہمیشہ بہار میں شعرا کی تعداد خاصی کم ہے۔ در اصل مولوی نصر اللہ نے نسبتاً زیادہ معروف شاعروں کو اپنے یہاں جگہ دی ہے۔ انھوں نے جو اضافے کیے ہیں وہ ان شاعروں کے ہیں جو غیر معروف تو تھے لیکن مولوی صاحب اُن سے بذاتِ خود واقف تھے۔

گلشن ہمیشہ بہار اگرچہ ۱۲۷۰ھ میں شائع ہو گیا تھا لیکن اردو کی ادبی تاریخوں میں اس کے حوالے نہ ہونے کے برابر ہیں اور مطبوعہ نسخہ بھی بہت کمیاب ہے۔ مطبوعہ نسخے کی کمیابی تو تعجب خیز نہیں لیکن یہ سوال ضرور اہم ہے کہ ہمارے ادبی مورخوں نے اس تذکرے سے کیوں اغماض برتا۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ مولوی نصر اللہ شاعر کی حیثیت سے معروف نہیں تھے معاصر تذکرے ان کے ترجمے سے خالی ہیں، شاعر کی حیثیت سے ان کا نام نہ آنا اپنی جگہ صحیح لیکن تذکرہ نگار کو اس طرح فراموش کر دینا کہ اس کا اور اس کے تذکرے کا کہیں نام بھی نہ آئے یقیناً حیرت کا باعث ہے مولوی نصر اللہ اپنے دور کے معروف بزرگ تھے انہوں نے گلشن ہمیشہ بہار میں بھی اپنے حالات تفصیل سے

لکھے ہیں اور ان کے ایک مرید مولوی فرید احمد غازی پوری نے بھی بیاض جانفزا کے عنوان سے ان کی سوانح مرتب کر کے شائع کی تھی۔ لہٰذا یہ عذر بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا کہ تذکرہ نگار کے حالات دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس کے کارنامے کو نظرانداز کیا گیا۔ بظاہر تو یہ وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ گلشن ہمیشہ بہار کی محدود اشاعت اور کمیابی نے اسے معروف نہ ہونے دیا اور لوگ اس کے وجود سے بے خبر رہے۔

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ پروفیسر ممتاز حسین نے میر امن کی تاریخ وفات متعین کرنے کے سلسلے میں گلشن ہمیشہ بہار کا ایک اقتباس پیش کیا ہے۔ ان کا پورا بیان یہ ہے: " نصر اللہ خاں فہر خورجوی اپنے تذکرے گلشن ہمیشہ بہار میں احسن شاعر کے ذکر میں یوں لکھتے ہیں " احسن۔ میر احسن نام دارد۔ پسر میر امن از خوش فکران مرشدآباد است۔ جوانے دلچسپ دیا اکثر خوبی موصوف، مدتے در عظیم آباد می باشد واز فیض صحبت فقیہہ صاحب درد مند شاگرد مرزا مظہر جانجاناںؒ۔ انشا خوب می نویسد و در تاریخ دانی دستگاہ درست دارد۔ پدرش روز پنجشنبہ وقت صبح سال ۱۲۱۷ھ رخت از ورد بادیۂ فنا شد۔ بعد وفات پدر نامدار نواب الدولہ کہ از امرائے آں دیار اند او را بسلک مصاحبت خود منسلک کردند" گلشن ہمیشہ بہار کا جو مطبوعہ نسخہ ہمارے پیش نظر ہے اس میں میر حسن احسن کا ترجمہ ہے نہ یہ عبارت۔

بحیثیت مجموعی گلشن ہمیشہ بہار اوسط درجے کا تذکرہ ہے لیکن اردو تذکرہ نگاری کے ارتقا میں اسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ گلشن بے خار سے ماخوذ ہونے کے باوجود اس میں مصنف کی ذاتی تحقیق و جستجو بھی موجود ہے اور اس کے ذریعہ سے بعض نئی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔ ادبی تحقیق و جستجو کے موجودہ دور میں ادبی تاریخ کے تمام مآخذ کو منظر عام پر لانے

---

(۱) باغ و بہار مرتبہ ممتاز حسین ص ۲۷-۲۸

کی کوششیں ہو رہی ہیں تاکہ ادبی تاریخ کے تمام پہلو سامنے آجائیں اور ہر پہلو کی تنقیح ہو جائے۔
اسی خیال کے پیش نظر انجمن ترقی اردو نے اسے اپنے اشاعتی پروگرام میں جگہ دی جس مطبوعہ نسخہ پر موجودہ نسخے کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ترقی اردو بورڈ کراچی کی ملکیت ہے۔

اس تذکرے کی ترتیب میں جن بزرگوں اور دوستوں نے میری اعانت فرمائی ان میں پہلا نام جناب محمد ابوبکر خاں صاحب خویشگی رئیس خورجہ کا ہے جو صاحب تذکرہ کے پوتے ہیں موصوف ہی کے کرم سے میری رسائی مولوی نصر اللہ کی سوانح عمری تک ہوئی اور بعض بڑی اہم باتیں بھی معلوم ہوئیں۔ میں موصوف کا بیحد شکر گذار ہوں۔ جناب ڈاکٹر ابو اللیث صاحب صدیقی صدر شعبہ اردو، جامعہ کراچی، استاذی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب صدر شعبہ اردو جامعہ سندھ، استاذی پروفیسر غضنفر امروہوی صدر شعبہ اردو اردو کالج اور برادرم شمس زبیری مدیر نقش نے مجھے مفید مشوروں سے نوازا۔ جناب لطیف اللہ صاحب بخاری استاد شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ناظم آباد نے متن کی تصحیح اور مقابلے میں میرا ہاتھ بٹایا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

روشن سراج ناظم آباد ۴، کراچی ۱۸ — اسلم فرخی — ۲۰ مئی ۱۹۶۰ء

ان ھذہ تذکرة

دل اسیری بدیوان کو عالم سے ہم بھی ریختہ ✽ باغ میں گلشن ہمیشہ بہار تذکرہ شعرا

الحمد للہ کہ بنا نہمیدہ ایزد و دود المجلال تذکرہ عجیب و غریب کہ بہ تعلقش
منجر از فصاحت و بہ سطر سطرش دال بر بلاغت یعنی



سالم از لحن ابوزبان عیب گردد او ملو از خند لسان خوش شنوا
دلدادیان شیرین گفتار از خیابان ارائی باغبان گلدار شیرین ادا

مؤلفہ مولوی عبد العلیم نصر اللہ خان خویشگی احمدی خورجوی دام ظلہ

در مطبع فتح الاخبار باہتمام محمد عثمان خان جلیۂ انطباع پوشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہزاران ہزار حمد وثنا بہار آرائے گلستان فصاحت راست کہ طوطیان چمن
قدم وگلشن حدوث بالوف لطائف وصنوف نکات ہر دم بسپاسش صفیر سنجی از
توئی توئی می کنند وگلدستہ ہائے درود دبے شمار نثار نخل بند گلشن بلاغت باد
کہ قمریان تنزیہہ وتشبیہہ بحسن نطقش بصد شوق دبدارش صدائے کوکو میزنند سیرابی
بخش بوستان غبراو رونق دہ صحن خضرا تا چار باغ دین ودنیا بانتظام ہر چہار
پیشکاران صدق ویقین گل فشان است ازیں سو ہدیہ بروح پاک شان رساند ازاں
سو قبول گرداند پس ازیں ژولیدہ بیان میگوید عبد العلیم نصر اللہ خاں اثیم احمدی خیشگی
خورجوی درگذر وحق ازکردہ او کہ بعمر سی سالہ (۳۰) بتقریب سیاحت وارد قصبۂ بجنور
کہ حصہ شمالی است ازمراد آباد شدہ بود کہ بمطالعہ ایں ننگ بنی آدم تذکرہ گلشن بے خار
کہ ازگل تراشئ نواب مصطفٰے خاں شیفتہ است ۔ درآمد ودل بسیر خیابانش مائل شد و
ہر یک گلشن را بنظر تحقیق دید وصفائش را بہزار تدقیق ملاحظہ نمود سبحان اللہ بایں ہمہ

محن و مشقت موجد گلے کم یافت کہ بے خار باشد و ردشے ندید کہ صاف از خاشاک بود پس بہ عرق ریزی آں مساعی خیز رحم آمد کمر بہ تصفیہ اش بستہ و گلبن ہائے بے نزارش و منونہالان منہدی رنارسی دیگر گلستانے جداگانہ آراستہ کہ خار را دران دخلے نیست و خزاں را بدان تصرفے نہ لہذا "بگلشن ہمیشہ بہار" نام یافت چشم انصاف بکشاو و بسیرش درآ۔

خیابان "الف" کہ آبیاری حرف اول سیراب و گلفشان است۔

## اسد ۔ اسد خاں مشہور بہ فتح خاں

اسد تخلص و اسد خاں نام مشہور بفتح خاں از عالی خاندان خورجہ است از قوم خلیل راقم حروف نسبت ہمشیرہ زادگی و فرزندی بآں والاتبار و حاتم دوراں دارد و کسب سخن از فارغ شاہ خورجوی کردہ درحلقہ زبان آوراں نامی بجلسہ اہل علوم گرامی شد مدائے دراز در وصف دلاداران با فسری بسر بردہ کہ نتیجہ اش از سرکار ہائے انگلینڈ باوجود بسر بردن عمرے بامانت و دیانت خبر عہدہ تحصیل داری بیجک بدست نیاوردہ ایں راجبر کجروی چرخ ناہنجار و گردون دوں پرور و عکس رفتار چہ تصور کردہ آید چہ سرکار عالی اہالی انگلینڈ فی الحال نچنانست کہ سعی کسے را زایل کند و مزدش ضبط کند بالفعل در چکلہ اعظم گڑھ خاص کہ از متعلقات سرکار جون پور است بہ عبادات الہٰی و انجام کار سرکار بامانت تا متناہی باین عمر کہ زاید از شصت سال خواہد بود بسر می برد و متوقع قدردانی است۔ بحکم۔ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

زاید از سی سال شد کہ بسبب بے زری قصد وطن نکرد و اوصاف جمیلہ و حمایدنبیلہ آں برگزیدہ انفس و آفاق بر زبان خلایق نہ بحدے جاریست کہ در تحریر آری و اگرچہ از زمان دراز زیادہ از زیادہ نتایج افکار آں بزرگ بدست

خلایق رسیدہ فاما نوبت تدوین آں بسبب علوی ہمت آں حاتم زمان ہنوز نہ رسیدہ فکر عالی در فارسی و طبع عالی در ہندی دارد از وست شعر:۔

می خلد در سینہ ہر دم تیر مژگان کسے | تا قیامت بہ نگردد زخم پیکان کسے
سرو را با قامت دلدار نسبت می دہند | سرو یک چوب است با رعنائی تن کسے
جاں بلب آمد ز بیتابی و لے حاصل نہ شد | اے اسد یک قطرہ از چاہ زنخدان کسے

---

صد اثر پر درد آہے سرد و چشم زار بایستے
ترا سوزے و سازے اے دل چو موسیقار بایستے
اگر می آمدی یارم بہ گل گشت چمن اے سرو
باستقبال تعظیمش ترا رفتار بایستے

---

آہوئے چشم تو ز گلشن حسن | سنبلستان چہ بر بدہ می آید
اے اسد از رسائی طبعت | ہر کلامت رسیدہ می آید

---

جور و جفا سے پیارے دل چور ہے ہمارا | تس پر بھی قتل تم کو منظور ہے ہمارا
حیرت میں کیوں کھڑا ہے احوال دیکھ ہمدم | مدت سیتی یہی کچھ دستور ہے ہمارا
اک عمر ہو گئی ہے آنکھوں کو بہتے بہتے | جاری نہ آج کل سے ناسور ہے ہمارا
اس دن سے لا کے یار و بند قفس میں ڈالا | ورنہ تو آشیانہ بس دور ہے ہمارا
پہونچا ہے عاشقی سے از بسکہ فیض ہم کو | ہر شہر میں اسد خاں مذکور ہے ہمارا

---

۱ فتح خاں کا انتقال ۷ ار ذیقعدہ روز یکشنبہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۸ نومبر ۱۸۴۶ء کو اعظم گڈھ میں ہوا تھا۔ خوشگی نے ان کے حالات 'فتح خانی' میں تحریر کئے ہیں۔

دانکہ صاحب تذکرہ گلشن بے خار این مطلع — ولہ

کیا ہوا گر چشمِ نم سے خوں ٹپک کر رہ گیا

بادۂ گل گوں کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

از الفت خاں خورجوی متخلص بعاجز نوشتہ راہ راست را درست نہ پیمودہ من می گویم کہ کس از افاغنہ خورجہ نہ الفت خان نام دارد و عاجز تخلص بلکہ این مطلع کہ در شہرت حکم آفتاب دارد از افق طبع طغائے من است[۱] از اخشار مطلع است ولہ :-

ایک کیا کوہ طور جل جاتے یہ[۲] سب ارض وسما

خیر تھی اس میں کہ ذرہ ہی چمک کر رہ گیا

لخت دل آیا تھا یار و اشک کے ہمراہ ہو

نوکِ مژگاں تک جو پہنچا پھر اٹک کر رہ گیا

آتشِ فرقت سے تیری شمع رو یکبارگی

تن مرا جوں خار و خس تھا سب بھبک کر رہ گیا

---

راز الفت تھا جو کچھ قیس نے پہچانا تھا

عین ہشیار تھا اس فن کا نہ دیوانہ تھا

---

---

[۱] یہ مطلع نہ الفت خاں عاجز کا ہے نہ اسد خاں اسد کا ہے بلکہ شاہ نصیر کا ہے۔ انتخاب دیوان شاہ نصیر میں مولانا حسرت موہانی نے نصیر کا یہ مطلع اور تین شعر درج کئے ہیں۔

[۲] لفظ یہ زائد ہے۔ مصرع یوں ہوگا۔ ایک کوہ طور کیا جل جاتے سب ارض وسما۔

کیا مجھکو شعور گفتگو کا — جو بات کہی اسی میں چڑ کا
جینے کی ہوس نہ موت کا غم — میں سر سے گزر چکا کبھو کا
قسمت پہ ہے وصل یار موقوف — یہ کام نہیں ہے جستجو کا
ساغر کو مرے تو بھر دے ساقی — کیوں بند کیا ہے منہ سبو کا
اس جا سے اسد کو مت اٹھاؤ — بیٹھا ہے یہ منتظر کسو کا

---

اس کماں ابرو نے یہ کیا کام شائستہ کیا
تیر مژگاں سے غریب عاشق کا دل خستہ کیا
زندگی رندوں کی کیوں کر ہوگی اے پروردگار
محتسب نے میکدہ کا بند اب رستہ کیا
ایک بوسہ پہ لگا تو بیچنے دل کے تئیں
اے اسد کیوں گوہر نایاب کو سستا کیا

تشکل یوسف کی کہاں اور اے پیارے تم کہاں
ہمسر خورشید ہووے طاقت انجم کہاں
کچھ نہایت ہی ملائم تھا بدن اس یار کا
پا سکے ہے اس کو اے دل نرمی قاقم کہاں
گر تجھے دینا ہے ساقی دے دے اب جام شراب
گردش گردوں ہے پھر یہ میکدہ اور خُم کہاں
اے مسیحا دم تو اپنے کُشتگاں کی لے خبر
منتظر اعجاز لب ہیں پھر صدائے قُم کہاں
سر فرا نو دیکھ مجھکو یوں لگا کہنے وہ شوخ
اے اسد بیٹھے ہی بیٹھے ہو گیا ہے گُم کہاں

## آتش۔ خواجہ حیدر علی

آتش تخلص خواجہ حیدر علی نام از شعرائے مسلم لکھنو است۔ آزادانہ بسر می برد و حسا کسارانہ در مجمع نکتہ سنجان ہوشمند شعرش دل پسند۔ پایہ بلند دارد ایں اشعار از نتائج فکر آں موزوں طبع بہ ثبت در آمدہ شعر:۔

جیسی ہیں بوئے گل کی طرح سے جہاں میں ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکاں میں ہم (گ۔ب)

لہ

خاک میں مل کے کبھی ہو گا یہ غبارِ دامن
کمرِ یار سے اُٹھتا نہیں بارِ دامن ''

لہ

ایڑیوں تک نہ تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آلتے ہوتی ''

---

## آبرو۔ شاہ مبارک

آبرو تخلص شاہ مبارک نام لقب نجم الدین نژادش از گوالیار است۔ از اولاد محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ نسبت تلمذ با آرزو دارد طبع متانت مائل بسخن نفیس در ہر الواب قابل۔ ازوست بیت۔

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے (گ ب)

سر سے رگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں
یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

---

## امجد۔ نواب امجد علی خاں

امجد تخلص نواب امجد علی خاں نام از اولاد نواب عبدالاحد خان بہادر بود، خاک نژادش از کشمیر و مولدش بقعہ پاک کہ عبارت از شاہ جہان آباد است۔ در بطون حصول نسبت از حضرت شاہ آبادانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نمودہ بخرقہ و کلاہ سر افتخار افراختہ و باجازت بلکھنو شتافتہ بکارہائے جلیل اعزاز نیافتہ آخر بعہدہ امیر تزک در سرکار شاہ اودھ سرافراز بودہ صدہا کس از فیض ظاہری و باطنی آں بزرگ مستفیض شدند صاحب استعدادے بلیغ بود و در کشور سخن صاحب بز تیغ عرصہ شد کہ بر شعر

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم — جسم بگزارم سراسر جاں شوم

جاں بجاں آفریں سپردہ۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ از وست۔

مری نظروں میں جب اس زلف کی تصویر پھرتی ہے
تو وحشت ساتھ ساتھ اپنے لئے زنجیر پھرتی ہے

الٰہی خیر کیجو تیس کی کچھ جی دھڑکتا ہے
کہ لیلی صحن خانہ اپنے میں دل گیر پھرتی ہے

جنوں نے جوش جن باتوں سے ڈالا قیس کے دل میں
ہمارے دل میں بھی اب تو وہی تقریر پھرتی ہے

بہت چاہا کہ اے امجد نہ ہو اس شوخ کے عاشق
ولیکن کیا کریں پھیرے سے کب تقدیر پھرتی ہے

جب نفس کو وہ مت بیکر شمشیر بنا لایا سر دینے کی تب میں بھی تدبیر بنا لایا

---

پھرتے ہیں جسے ڈھونڈھتے سب شیخ و برہمن امجد نے اسے صورت انسان میں دیکھا

---

کیا کہیں تجھ سے ہم کہ کیا ہیں ہم مظہر خاص کبریا ہیں ہم

ملک خودی اپنی سے جدا ہو کر پھر ذرا دیکھ تو کہ کیا ہیں ہم

عاشق اپنے پہ آپ ہیں ہم تو پھر یہاں کس کے مبتلا ہیں ہم

حضرت عشق نے کہا ہم سے کفر و اسلام سے جدا ہیں ہم

یوں تو سب کچھ ہیں ہم و لے امجد کوچۂ یار کے گدا ہیں ہم

---

ترے کوچے میں جب ہم رفتہ رفتہ راہ کرتے ہیں

تو سر اپنے کو پہلے فی سبیل اللہ کرتے ہیں

شکایت عاشقوں سے بدنما ہوتی ہے اے امجد

اگر جور و جفا بھی ہو تو کب وہ آہ کرتے ہیں

---

یہ دل ہر دم ستاتا ہے بھلا کیجے تو کیا کیجے

نہیں پہلو سے جاتا ہے بھلا کیجے تو کیا کیجے

فقط کچھ تو ہی دل کے ہاتھ سے نالاں نہیں امجد

اک عالم غل مچاتا ہے بھلا کیجے تو کیا کیجے[۱]

---

[۱] عالم کا ع تقطیع سے خارج ہے۔

## آرزو۔ سراج الدین علی خاں

آرزو تخلص سراج الدین علی خاں نام اظہار حالش معرا از آرزوست چہ عالمے باتاشش بصد آرزو متوجہ :۔

عشق روزیکہ بما خلعت سودا بخشید        جامہ داری بمن از دامن صحرا بخشید

---

## آزردہ ۔ صدر الدین خاں

آزردہ تخلص صدر الدین خاں نام خلعت صدر الصدوری دہلی بر قامتش زیباست بالائے والایش صدر صدارت را زیب افزا صاحب طبع فصیح و بہ نمک قابلیت ملیح حق جل و علی وجود باجود اورا چشمہ فیض آفریدہ و عالمے از خوان احسانش مایدہ نا بدہ برگزیدہ در فصاحت و بلاغت سحبان زمان و در حکمت و معانی ارسطا طالیس دوران حاکمے باعدل و داد است و در فضائل و محاسن شخصے است بے مثل و آزاد اگرچہ بصحبتش نہ رسیدہ ام فاما اوصاف گرامی اورا از زبان عوام و خواص بسیار از بسیار شنیدہ ام اعلی اللہ درجاتہ فی الدارین از فکر عالی اوست :۔

اُلجھنے کو بلا ہیں آپ بھی کچھ خبر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشاں کو        (گ ب)

ترے مجروح کے سینہ میں کچھ گرمی سی باقی تھی
وہیں بس ہو گیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکاں کو        ( ” ” )

---

مکھڑا وہ غضب زلف سیاہ نام وہ کافر
کیا خاک جئے کوئی شب ایسی سحر ایسی

باتنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اِتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی[1]

## آزر۔ جوالا پرشاد

آزر تخلص جوالا پرشاد نام قوم کشمیری نژادش از لکھنو است چندے بطلب عاطفت برادر مہین خود یعنی مشفقی گنگا پرشاد رند تخلص بضلع بریلی وکول واکبر آباد گذرانده۔ و از بدو شعور موزونی طبع از برادر خودش کرده در شعرگوئی فارسی و ہندی دست گاه بلند و پایہ دل پسند بہم رسانیده مدت ہا بعہده جلیل یعنی تہانہ دار شاه دره وغیره منصب امیر عسس یعنے کوتوالی کرانہ متعلقہ ضلع میرٹھ خوش گذران مانده و اکنون بنظارت نظامت و فوجداری ضلع متھرا معزز است و ہمدران شہر طرح اقامت انداختہ کلامش دل پذیر بزناؤ پیر در فن انشا معدوم النظیر نمک خوان قابلیت و مردمک دیده اہلیت است شعلہ فکرش آتش زن سینہ عشاق ومذاق گفتارش چاشنی بخش ہنرمندان آفاق اگرچہ با درنہ خورده ام فاما با برادر کلانش صحبت ہائے رندانہ وخندانہ مدت ہا گذرانیده ام ایں ابیات شرر ہائے منور از شعلہ طبع روشن اوست:۔

بتا اے باغباں مجھ کو یہ کس گل رو کی آمد ہے
کہ جو ہر گل سے اُنس یار کی کچھ بو کی آمد ہے

وہاں اس کی گلے کے ہار سے خوشبو کی آمد ہے
یہاں اشکوں کے میرے تار سے لوہو کی آمد ہے

تری فرقت میں جاناں اس طرح آنسو کی آمد ہے
ذرا تھمنے نہیں گویا کہ آبِ جو کی آمد ہے

---

[1] کذا صفحہ۲۲ پر یہ شعر تاب سے منسوب ہے۔ [2] کذا

ہمارے شوخ جادو چشم گل رو کی زیارت کو
چمن سے بلبل اور میدان سے آہو کی آمد ہے

---

شوق میں کھائے ہیں اس چہرۂ گل گوں کے گل
کیوں نہ رنگیں ہوں مرے گلشن مضموں کے گل
باغ میں پھولوں نے حسرت سے گریباں پھاڑا
دیکھ کر آج ترے عاشق مفتوں کے گل
تیری آنکھوں کے تصور میں صنم نرگس کے
اگ اٹھے گور سے مجھ عاشق مدفوں کے گل
آزر اب پرچہ کاغذ پہ بقول اخگر
کون کترے ہے سوا تیرے یہ مضموں کے گل

---

ترے غم سے ضعیف اتنا ہے جاناں گلبدن میرا
کہ اب مجھ کو گراں ہے جسم پر ہر موئے تن میرا
کیا ہے ضعف نے یہ حال او نازک بدن میرا
کہ دن میں لوگ سو سو بار سیتے ہیں کفن میرا
یقیں ہے منہ سے کلیوں کے وہیں چٹکی لگے بجنے
چمن میں گر جمائی لیوے وہ غنچہ دہن میرا
یہ گھبرایا مجھے اس عشق کی وحشت نے اے آزر
کہ ہے دشتِ جنوں سے دھجیاں سب پیرہن میرا

---

لے کذا

دل مرا جب سے ہوا زلف پہ مائل آکر | پڑ گئی پا میں میرے جیسے سلاسل آکر
تو نے کیا سحر کیا زنگ پری جو میرا | دیکھ منہ دور سے پھر جاتے ہیں عاقل آکر
صاحب آزر تو ترا تیز زباں ہے اس سے | شاعری میں ہو بھلا کون مقابل آکر

---

## اخگر۔ نرائن داس

اخگر تخلص نرائن داس نام متنور بہ آزر است مولدش خطہ کول۔ بنجر تکب روستان یک دل طبیعت او مایل لشعر گوئی گردیدہ شرر پارہ از غزل و ریختہ از آتش کدہ طبع او ریختہ چہ اخگر دست تلمذ بدامن آزر ریختہ و بالفعل بعہدہ ردلکار نویسی عدالت منتہرا خوش گزران است و دل حسودان سوزان و بدرستان گل نمایاں پارہ از طبع ذنا دادست اشعار:۔

دل سمجھ چادر گیتی پہ نہ افسون کے گل
ہیں یہ قدرت سے بنے صانع بے چون کے گل
گل لالہ نہیں یہ گلشن گیتی میں کھلا
ہیں نمایاں یہ دل عاشق محزون کے گل
گل پہ گل عقد ثریا نے فلک پر کھائے
دیکھ کر کان میں شب اس لب مے گون کے گل
اخگر اب صفحہ کاغذ پہ بمقراض زباں
کرن کترے ہے سوا تیرے یہ مضمون کے گل

---

## اخگر۔ ظفر علی

اخگر تخلص، ظفر علی نام متوطن بجنور است کہ از مضافات نگینہ است از

نوخیزان است فاما طبع وقاد دارد و کسب سخن بسبب مجلس مشاعرہ داعی آنہم از عم خود مولانا وزیر علی می کند چہ عجب کہ با آخر زبانزدہ عالمے اگیر این از کانون طبع او ست ۔ ابیات :۔

| | |
|---|---|
| نالہ درد کشیدیم عبث | شربت مرگ چشیدیم عبث |
| دل من جوہر د عشق تو عرض | کلفت وصل کشیدیم عبث |

---

ہوا ہیمار ہیں اس نرگس بیمار کے باعث
شفا ہوگی مسیحا شربت دیدار کے باعث

---

مثل مجنوں جو پریشاں ہے بیابان ہیں آج
کیوں دلا کون سمایا ہے ترے دھیان ہیں آج
بھڑکی ہے عشق کی آتش ترے دل سے اخگر
ہے برابر نہ ترے عشق کے سامان ہیں آج

---

## آزاد ۔ شیخ امیرالدین

آزاد تخلص، شیخ امیرالدین نام از شاگردان شیخ غلام علی عشرت است ۔ شعر :۔

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ
خندۂ گل نے ہمیں خوب رلایا ہوتا (گ ۔ ب)

---

## آشوب ۔ میر امداد علی

آشوب تخلص، میر امداد علی خاں نام خلف میر روشن علی خاں فروغ تخلص

از شاہجہان آباد است زلہ ربا ازخوان طبع میر نظام الدین ممنون است طبع موزوں دارد شعر:۔

ناوک غم سے چھپا یاں نہ تن اس ناکام کا
استخواں پر ہے گماں میرے ھما کو دام کا (گ۔ ب)

---

یہ دیدہ و دل اس پہ مایل مرے دونوں ہیں
دشمن مرے دونوں ہیں قاتل مرے دونوں ہیں (٭)

---

## آشفتہ ۔ عظیم الدین خاں

آشفتہ تخلص عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں افغان کہ از تلامذہ میر محمدی مائل است گویند دست از تعلقات دنیا و مافیہا برداشتہ در عالم تجرد و تفرد علم آزادی برافراشتہ آخرہا توبہ از شاعری نمودہ زلہ ازخوان لطون ربودہ از شگفتگی طبع اوست شعر:۔

شگفتگی ہماری ہر لحظہ یاں ہے تازہ شیدا ہیں اس پری پہ ہم گرچہ مدتوں سے[1]

---

## آشفتہ ۔ مرزا رضا قلی

آشفتہ تخلص مرزا رضا قلی خلف حکیم محمد شفیع است حال ولادت و نژادش واضح نزد اہل سخن نگردیدہ۔ از دست شعر:[2]

---

[1] دیوانگی ساری الخ۔ گلشن بے خار [2] شیفتہ کے بقول ان کے وطن میں اختلاف ہے بعض لکھنؤ اور بعض اکبرآباد کہتے ہیں یہ جواں کدا خدا در زرد مند اور طب سے بہرہ مند تھے مشاعرے منعقد کرتے تھے اور میر سوز کے شاگرد تھے اشعار منتخبہ گلشن بے خار سے لئے گئے ہیں لیکن گیارہ میں سے صرف پانچ منتخب کئے گئے ہیں۔

جی تھا آنکھوں میں یار تھا دل میں — یاں تلک انتظار تھا دل میں
مرگئے پر بھی ہم کو خاک نہ دی — آج تک یہ غبار تھا دل میں

ل — گ ۔ ب

فقط نہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ — ادھر ادھر بھی میری جان دیکھتے جاؤ
اگرچہ ہووے گی تکلیف لیکن آشفتہ — کوئی گھڑی کا ہے مہمان دیکھتے جاؤ

ل — گ ۔ ب

چہرہ کچھ ان دنوں غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر مرض تو کچھ نہیں پر دل میں درد ہے

گ ب

---

## آشفتہ ۔ منوّر علی

آشفتہ تخلص سید منور علی خلف سید علی نواز از سادات عظام بارہ مولدش بقعۂ پاک دہلی است و او مرد بے باک در طب مایہ بلند داشت وطبع دردمند و سوز عشق در دل ب. ل. ۔ ص[1]

تم غیر سے ملے ہیں کسی سے ملا نہیں
سچ ہے کہ بے وفا ہوں ہیں تم بے وفا نہیں — گ ب

ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے — ستم کو وہ بدخوا اجانتا ہے
یہ جلاد کی سادگی میں ہے شوخی — مرے خوں کو رنگ حنا جانتا ہے

گ ب

---

## آصف ۔ نواب یحییٰ خاں

آصف تخلص فیض بخش جہاں عمدہ رؤسائے زمان وزیر الممالک نواب یحییٰ خاں

---

[1] گلشن بے خار میں ان کا تفصیلی ترجمہ موجود ہے اور ۵ منتخب اشعار درج کئے گئے ہیں جن میں سے تین شعر یہاں لکھے گئے ہیں ۔

آصف الدولہ بہادر است۔ وجود ذی جودش عین عدل و انصاف بود اوصاف ذات سامی او رسیدہ است بہر اصناف۔ فالسکوت اولی لانہ مستغن عن الاوصاف۔ عالمے از خوان نعمتش سیراب و آستانہ فیض آشیانہ او ہر غنی را ملاذ و فقیر را آب خباب فیضمائش در حیات خود حکم پارس داشت حالا خاک فیضانش اثر اکسیر دارد کہ عزت کبریت احمر بر داشت از کلام لطف نظام اوست۔ قطعہ

| | |
|---|---|
| ایک دن یار سے میں نے یہ کہا | اب تو ہم طاقت وتواں سے گئے گ ب |
| ہنس کے کہنے لگا کہ اے آصف | یہی کہہ کہہ کے لاکھوں جاں سے گئے |

## آفتاب۔ شاہ عالم

آفتاب تخلص علیین آرام گاہ و فردوس بنگاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان ابوالمظفر مجاہدالدین شاہ عالم بادشاہ غازی ادام اللہ فیضانہ و انار اللہ برہانہ ولغائی پایہ والا اورا نہ بدان دادہ است کہ شمہ ازاں خامہ دوزباں بر لوح بیان طراز د نحول سلاطین وحکمار بر آستانہ ملک آشیانہ او سر افگندہ د آفتاب فیضان آں ذوالاجاہ بر موجودات ہر موجودات تابندہ حضرتش ملاذ الشعرا و ملجار علمار بود و ذاتش مخلوق باخلاق اللہ کہ بموجب آں گاہ گاہ اہل سخن در حضرت او نرد مشاعرہ می باختند و اعلی حضرت بایشاں موافقت نیز می ساختند سخنوران زماں صلہ و انعام بے شماری یافتند و محض بقدر دانی آں حضرت علوم چوں شموس می تافتند از کلام معجز آں حضرت است۔ شعر:-

| | |
|---|---|
| صبح اٹھ جام سے گزرتی ہے | شب دلارام سے گزرتی ہے (گ ب) |
| عاقبت کی خبر خدا جانے | اب تو آرام سے گزرتی ہے |

| | |
|---|---|
| آئے جو خواب میں بھی وہ ماہ لقا تو پھر | اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے[ط] |

---

ط گلشن بے خار میں یہ مقطع یوں ہے سے آئے جو خواب میں بھی وہ یوسف لقا تو پھر + اے آفتاب دولت بیدار جانیے

## آفریں ۔ قلندر بخش

آفریں تخلص شیخ قلندر بخش سہارنپوریست موزونی طبعش مایل بہ صنائع بدائع بودہ در ایں فن گوئے از امثال و اقران ربودہ از آفریدہ اوست شعر :۔

بہت ہیں گرچہ تمہیں اور یار کرنے کو ¹ — بُرے تو ہم بھی نہیں دل نثار کرنے کو

## آفاق ۔ فریدالدین

آفاق تخلص فرید زماں وحید دوراں میر فریدالدین ابن بہاالدین است از قرابت مندان شاہ سلیمان دہلویست و بہرہ در درسخن از ثناالله خاں فراق است ایں از فراق طبع اوست شعر :۔

ہاتھ کا اس کے خط لکھا لایا — تیرے قاصد میں ہاتھ کے صدقے گ ب

## اثر ۔ حسین علی

اثر تخلص حسین علی خاں پسر رشید نواب مرزا حیدر بیگ خاں تورانی بودہ او کسب سخن از ناسخ نمودہ از ماثور است ۔ شعر :۔

بس کہ درد آٹھوں پہر نام اس مہ تاباں کا ہے
بن گیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا ² (گ ب)

---

¹ شیفتہ کے بقول ان کا سلسلہ نسب امام ابو حنیفہ رح سے ملتا ہے اور انہوں نے ایک رسالہ تحفۃ الصناعہ بھی تصنیف کیا تھا۔ گلشن بے خار میں یہ شعر یوں ہے ؎

بہت ہیں گرچہ تمہیں اور ناز کرنے کو — بُرے تو ہم بھی نہیں دل نیاز کرنے کو

² بقول شیفتہ "غزلے از دکہ ایں اشعار از آنست شہرت تمام دارد و جز ایں شعرے دیگر بنا مش گوش نخوردہ

## اثر۔ سید محمد میر

اثر تخلص سید محمد میر کوچک برادر امیر کشور سخن حضرت خواجہ میر درد است۔ قدس سرہ آثار شکستگی از ناصیہ اش پیدا و درد مندی و دل خستگی از ظاہر حال او ہویدا از نتائج فکرش مثنوی مشہور انام زبان زد خاص و عام است شنیدہ ام کہ در جوار گوالیار خوش می گزرانید لہ :۔

جی میں ہے از سر نو جور تیرے یاد کریں
تو سنے یا نہ سنے نالہ و فریاد کریں ۔ گ ب

---

نہ لگا لے گئے جہاں دل کو ۔ آہ لے جائیے کہاں دل کو ۔ "

---

ہر دن فزوں ہیں کجرویاں روزگار کی ۔ کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی ۔ "

---

آپ ہی نہ جل بجھی نہ کچھ اس دل میں راہ کی "
اس پر کہیں گے آہ کہ ہم نے کبھی آہ کی
چھپ چھپ کے دیکھنے کے مرے سب یہ اے اثر "
معلوم ہوں گے جو کبھی اس نے نگاہ کی

---

## احسان۔ حافظ عبدالرحمٰن

احسان تخلص حافظ عبدالرحمان خاں از سخن طرازان عہد فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است بلکہ مشہور باستاد حضرت اعلیٰ است مرد معمر و سراسر اخلاق است اگرچہ بصحبت گرامی آں نرسیدہ ام فاما لغوت حمیدہ اد از زبان سیاحان

بسیار از بسیار شنیده ام لہذا زلم مشتاق است چوں از کلام والا نظاشں شنیدم اشعارش ناخن زن سینہ بے کینہ اہل سخن است۔ کلامش بس پسندیدہ می دارد صنائع لفظی اکثری نگارد ایں ابیات برگزیدہ چند از آں تیمناً برچیدہ ام لہ:۔

نثار کردوں تو ڈوبے گردوں نشاں نہ اصلا رہے زمین کا
کہ موج دریائے چشم پرخوں لقب ہے اس چین آستین کا

وہ مہر محشر کہ جس کی گرمی نزول ہے آتش سے ڈگنی تگنی
قسم ہے اس روئے آتشیں کی یہ عکس ہے داغ آستیں کا

---

مجھ پہ نہ ہیک یار ہی کچھ خشمگیں ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چیں بر جبیں ہوا

---

خاک ہو کر ہی رہوں تھا یہ وفا نے چاہا
کیا کروں لیک نہ کم بخت صبا نے چاہا

---

جو کوئی جان بچا کر تمہارے در سے پھرا
یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

---

فائدہ تم جو مجھے نزع میں یار آئے نظر
ہے نہ یارائے سخن اور نہ یارائے نظر
گ ب

---

میں جو مے پینے پہ آؤں تو سبو پی جاؤں
گر غسس منع کرے اس کا لہو پی جاؤں
گ ب

---

خفا مت ہو مجھ کو ٹھکانے بہت ہیں
مرا سر رہے آستانے بہت ہیں
گ ب

---

بعد مردن یہ ہوئی بے ادبی والے نصیب
وہ تو پیدل ہو جنازہ میرا بردوش چلے

یہی وظیفہ مجنون دشت عشق رہا          فدا ہوں اس پہ کہ اسری لعبدہ لیلی

---

## احسن ۔ مرزا احسن علی

احسن تخلص مرزا احسن علی است ۔ شنیدہ ام کہ زبان آور لیست نامی و در مجلس شعرا گرامی بلکھنو بودہ از باریابی دربار والی عالی جاہ آنجا زلہ ربودہ نسبت شاگردی بمرزا رفیع می دارد وطرز استاد از کلامش می بارد ؛ ۔ ح۱

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
گ ب

---

اشک گل گوں کو ہے کیا لعل وگہر سے پیوند
وہ رکھے سنگ سے نسبت یہ جگر سے پیوند
گ ب

---

## احقر ۔ مرزا جواد علی

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش است ۔ نژادش از لکھنو نسبت تلمذ میر حسن دہلوی دارد مردے زوار بودہ بارے رخت بزیارت حرمین شریفین کشیدہ بود ۔ فاما باز بوطن برگردیدہ این مطلع از و بنظر رسیدہ مطلع ؛ ۔ ح۲

بزم میں اس کی جوشب چاہ کا مذکور چلا
اٹھ کے محفل سے وہیں وہ بت مغرور چلا     گ ب

---

ح۱     بقول شیفتہ احسن نے ابتدا میں میر ضیا سے بھی مشورہ سخن کیا تھا ۔

ح۲     شیفتہ لکھتے ہیں " این مطلع از و لپسند آمدہ ۔

## اختر - اکبر علی

اختر تخلص سید اکبر علی سرہندی است بعضے گویند کہ کسب سخن از جرأت کردہ واللہ اعلم از روشنی طبع اوست مطلع :- [1]

تماشے کی ہے جا مژگاں پہ جو لخت جگر نکلا
عجب یہ نخل ہے جس میں کہ شکل گل ثمر نکلا ‌‌‌‌‌‌‌ گ ۔ ب

---

## ارمان

ارمان تخلص فرزند ارجمند جعفر علی حسرت است کلام نیکوی گوید و اشہب زبانش در میدان فصاحت رہ صدرم و جم می پوید از کلام حسرت آگیں اوست ۔ [2]

مطلع :-

تا سر بالیں اسے آنا قیامت شاق ہے ‌‌‌‌ یہ دل بیمار جس کا نزع میں مشتاق ہے
(گ ۔ ب)

---

## اسد - میر امانی

اسد تخلص میر امانی دہلویست مردے ظریف و لطیف بودہ کسب سخن از سودا نمودہ در راہ لکھنو متاع وجودش دست بردِ قزاقاں شد از دست مطلع :-

دل بے تاب جو سینہ میں دم چند رہا ‌‌‌‌ بدم چند گرفتار دم چند رہا
زندگی ہوگئی ناگہ نفس چند تمام ‌‌‌‌ کوچہ یار جو ہم سے قدم چند رہا
لکھ سکا میں نہ اسے شکوہ پیماں شکنی ‌‌‌‌ لاجرم توڑ کے عاجز قلم چند رہا

---

[1] ۔ شیفتہ نے لکھا ہے کہ در صنعت آتش بازی ید طولی داشت از تلامذہ شیخ قلندر بخش جرأت است

[2] ۔ شیفتہ نے بھی ارمان کا نام نہیں لکھا ہے ان کے بقول از ناشش آگاہی دست نداد ۔

الغت زر ہی کے نقصان میں آخر قارون | زیر بارِ غم دام و درم چپند رہا
عمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسد | میں پرستندۂ روئے صنم چپند رہا

---

## اسلام۔ شیخ الاسلام تھانوی

اسلام تخلص شیخ الاسلام تھانوی است مردے خوش کلام بودہ است او راست فرد:۔

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا
ہیں یہ بازوئے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

---

## اشرف۔ مولوی محمد اشرف

مولوی محمد اشرف خلف امام الدین متوطن کاندھلہ وجود ش از خلعت فصاحت مشرف است و در مجلس نکتہ سنجان معرف آنم را از کلامش بیتے خوش آمدہ این است۔ بیت:۔

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | کہ مرے سینے میں ہووے نہ سمندر پیدا
گ ب

---

## اصغر۔ سید امجد علی

اصغر تخلص سید امجد علی ہمین برادر حکیم محمد میر اکبر آبادی است۔ خلافت از شاہ عبد اللہ بغدادی رضی اللہ عنہ یافتہ وخلعت ارشاد دلتشریف خلافت از خدمت آں نقاوہ دودمان مصطفوی وخلاصہ خاندان مرتضوی حاصل کردہ بصد اعزاز و امتیاز و عیش و طرب ایام عمر شریف خود را بشب آوردہ از خیالات رنگین اوست مطلع[۱]۔

---

[۱] شیفتہ نے انہیں از رفقائے معتبر حضرت والد ماجد لکھا ہے اور نمونہ کلام میں یہی شعر دیا ہے

ہوا ہوں بس کے خفا اب تو اپنے جینے سے
لگا ہی لوں گا میں اس تیغ زن کو سینے سے
گ۔ب

---

## اظہر۔ غلام محی الدین

اظہر تخلص، غلام محی الدین نام از تلامذۂ غلام حسین سروری تخلص شاعر پارسی گو از خوش طبعان جہاں آباد ست واو اخذ این فن از میر فرزند علی موزوں کردہ و در اکثر اوقات زلہ وظیفہ خور از تعلیم صبیان بدست بردہ از دست مطلع :۔

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل
دکھلائے گی ہنگامۂ حشر طپش دل
گ۔ب

---

## اعظم

اعظم تخلص دہلی نژاد است مردے است حریف و در نکتہ سنجی شخصے است بس ظریف گویند شاگرد شاہ نصیر است و در فن شعر بس بصیر آخر ماترک شاعری کردہ بتحصیل علوم پرداختہ ازو است مطلع :۔

درد دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم
شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم
(گ ب)

---

## افسوس۔ میر شبیر علی

افسوس تخلص میر شبیر علی فرزند میر علی مظفر خاں داروغہ توپ خانہ نواب قاسم علی خاں عالی جاہ از نارنول است در محلس سخن پسند است و در حلقۂ شعرا ارجمند کہ از میر حیدر علی حیران تہذیب کلام پرداختہ[1] و آخر الامر قصد کلکتہ ساختہ بسلک ملازمان انگریزی منسلک بودہ انجام خدمت ترجمہ فارسی بزبان ہندی نمودہ از فکرت

---

[1] او مشاہیر اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام پرداختہ۔ گلشن بے خار

اوست شعر:-

دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوئے مر جانے کو | دہی اشخاص جو یاں آئے تھے سمجھانے کو (گ ب)
---|---

---

کیوں نہ ہو اُس قدر گھمنڈ اس بت پر غرور کو | صبر کسی طرح نہیں اس دل ناصبور کو ''
---|---

---

صورت تجھے حق نے دی پری سی | پر آدمیت نہ دی ذری سی ''
---|---

---

## اکبر - اکبر خاں

اکبر تخلص، اکبر خاں نام خلف الصدق نواب مرتضیٰ خاں کہین برادر نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ تخلص از کمتر ایام رغبت تمام بشعر داشتہ دفایدہ در سخن از اصلاح مومن خاں بر داشتہ ام العزیز است مطلع :-

ہوا نہ شوق سے اس کوچے میں گزر اپنا | ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا (گ ب)
---|---

من می گویم کہ اگر چنیں می بود -

ہوا ہے شوق سے جب کوچے میں گزر اپنا | ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہبر اپنا ('' '')
---|---

بسا خوش می نمود مگر عجب است کہ استاد در اصلاح چہ دست کشود اللہم الا ان یقال کہ فکرش رسائی نہ نمودہ ؛[1]

جنوں عشق کا درماں نہ ہو کسی سے کبھی | کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
---|---
دیا نہ رنج وستم سوز دل سے کام لیا | یہ خاک ہونے کا احساں ہے چرخ پر اپنا ('' '')

طرفہ تر ایں کہ مصرعہ آیندہ را دم افزودہ نگویم کہ قصر قایل و عدم التفات استاد

---

[1] خوشگی کی اصلاح نامناسب نہیں۔ اکبر کے مطلع سے کوئی مفہوم پیدا نہیں ہوتا۔ خوشگی نے اصلاح سے مفہوم پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اگرچہ انھوں نے اس کوچے کے بجائے صرف کوچے کہہ کر تخصیص کو نظر انداز کر دیا ہے

بود آرے باحرکت طالع بود یا انسزونی کاتب بہر تقدیر الحال خالی از لطف است باید دید و شاید شنید ؎[1]

عدد کے ذکر سے واں ہوش جائیں یاں موت آئے
مزاج ان سے بھی نازک ہے کس قدر اپنا

---

## الہام شاہ بہلول

الہام تخلص شاہ بہلول لکھنوی[2] است نامش شیخ شرف الدین است مردے آزاد مزاج و وارستہ طبع بودہ او راست بمطلع :-

نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے　　مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے (گ ب)

---

## الفت منگل سین

الفت تخلص منگل سین عظیم آبادی از قوم کایتہ است شنیدہ ام کہ بارے بدہلی آمدہ بود گویند در سخن مشاور بجرأت است اہل طبع خوش است و صاحب سخن دل کش داعی انیم او درنہ خوردہ ام از دست فرد :-

ہر قدم پہ یاں نلک آنے میں سو سو نازے تھے
کیونکہ گھر جاتے لگے شام و سحر دو چار کے　　(گ ب)

---

---

؎[1] اعتراض صحیح نہیں ہے یہ مصرع موزوں ہے اور بحر مجتث مخبون میں ہے اس کا وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان ہے. ممکن ہے خوشگی نے "تے" کے اثبات سے فعلاتن یا مفعولن سمجھا ہو اور یہ غلط فہمی اور اعتراض پیدا ہو گیا ہو۔ ؎[2] شاہ ملول (گ ـ ب)

## امیر

امیر تخلص، امیرالدولہ ناصر جنگ مشہور مرزا منیڈھو پور وزیرالممالک نواب شجاع الدولہ بہادر کہتر برادر نواب آصف جاہ یحیٰی خاں بہادر بودہ پیش از ہنگام آشوب غلام قادر خاں بدہلی طرح مشاعرہ میریخت و نکات را از طبع رنگین خود می ریخت۔ ازاں امیر بے نظیر است شعر:-

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے — بل بے تیرا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے

(گ۔ب)

یہ دل پر آفت ناگاہ کیا ہے — جگر سے ہے جو اٹھتی آہ کیا ہے

---

## امیر۔ نواب علی محمد خاں

امیر تخلص، نواب علی محمد خاں افغان در فن سخنوری تلمذ بنیام الدین قائم است بقدر و منزلت جلیل و بہ محامد و اوصاف جمیل بودہ ازاں گرامی قدر ست شعر:-

تیرے گھر جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے
اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے (گ ب)

ہائے سرخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑے ہے تو اتنا ہی سنور جاتا ہے (〃)

---

## امیر۔ امیراللہ

امیر تخلص، امیراللہ دہلی نژاد است سلسلہ سخن او بشاہ نصیری رسد، مرد بازار است در فن شعر بس ہوشیار از بیدار دلاں است او از خوش طبعان۔ از نکات اوست پسند:-

اس تشنہ گلو پہ بھی پھرا دیکھو فانی    بے آب ترا خنجر براں نہ ہوا ہو (گ ب)

---

## امیر۔ امیر خاں

امیر تخلص، امیر خاں نام از افاغنہ نگینہ متعلقہ ضلع بجنور حصہ شمالی مراد آباد است۔ مرد روزگار پیشہ است۔ طبع خوشش دارد و شعر دلکش گوید از بس متقی مزاج است با طبع وہاج چندے بر ہم تجارت با پدر خود بنارس وغیرہ را بکام سیاحت نمودہ بالفعل ملازم تاجرے نجیب آبادی است اکثر در مشاعرہ این ہیچ میرز رسیدہ از افکار اوست شعر۔

پھنسا ہے زلف میں دل خط روئے یار کے باعث
اسیر دام ہے مرغ چمن گلزار کے باعث

نشان عشق کب موقوف ہے چہرے کی زردی پر
سدا ہم سرخ رو ہیں دیدۂ خوں بار کے باعث

---

## امین۔ امین الدین

امین تخلص خواجہ امین الدین است مردے بود در عظیم آباد قناعت پیشہ درست اندیشہ کہ تیشۂ فکرش در سینہ ارباب سخن کارے می کرد۔ از وست شعر۔

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا
مہ چادر مہتاب میں منہ ڈھانپ کے نکلا (گ ب)

---

مرتے ہیں ہم تو اس کے لب آب دار پر
گر آب زندگی ہو تو مارے ہیں دھار پر (گ ب)

---

جلوہ ترے حسن کا کہاں ہے　　　یوں کہنے کو آفتاب ہاں ہے　　گ ب

---

دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی　　"

---

## امیں ۔ امین الدین خاں

امین تخلص، امین الدین خاں نام خلف وحید زماں فرید دوراں قاضی وحید الدین خاں بود مردے صلاحیت شعار خجستہ اطوار در عصر خود بودہ می گویند کہ در عہد نواب غفران پناہ افسر وزرائے عالی مقام نواب نجیب الدولہ بہادر خلد اللہ تعالےٰ فی بحبوحۃ الجنان منصب قضائے دہلی با والد ماجدش نامی و سامی بود[1] شعر:۔

کون آتا ہے یہ کس کے پاؤں کی آواز ہے
ہر صدائے پا ہیں جس کے سو طرح کا ناز ہے　　(گ ب)

---

## امین ۔ محمد اسمٰعیل

امین تخلص محمد اسمٰعیل است میر اسند کہ درجائے خود را بوحشی نیز تخلص می گرداند[2] از مسکن و ماواش باوجود تجسس تمام و تلاش تام راقم اطلاعے نیافتم از ناٹے ادی چکد شعر:۔

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم
مکھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا　　(گ ب)

---

۱؎ بہ عہد نجیب الدولہ نواب نجیب خاں مغفور منصب قضائے دہلی با والدش بود۔ (گ ب)

۲؎ ابتدا تخلص بوحشی بودہ وجہ ایں تغیر و تبدل پیدا نیست۔ (گ ب)

## امانی ۔ میرامانی

امانی تخلص، میرامانی دہلوی کہ فرزند خواجہ آثمی بودہ خود را بر طریقت اثنا عشریہ می گفت، ایں اشعار از افکار اوست[۱]۔ شعر

اثر ہو سنگ میں کیا کہیں گراں کو رام کریں
بتوں کا دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں[۲] (گ ب)

---

## آمی ۔ روشن بیگ

آمی[۳] تخلص، روشن بیگ نام آں آفتاب عالم تاب نورگیر از مشرق علوم حضرت شاہ نصیر است رحمۃ اللہ علیہ[۳] از روشنی طبع اوست۔ شعر

جہاں زنجیر ہم سنتے ہیں منگوا مول لیتے ہیں
تری زلفوں کے سودے میں یہ سودا مول لیتے ہیں (گ ب)

---

## امانت ۔ امانت رائے

امانت تخلص، امانت رائے نام در دہیہ[۴] کہ محلہ است از محلات جہاں آباد سکن داشت اوراست شعر:۔

تشریف یاں نہ لاؤ پر نامہ بر تو بھیجو
مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو (گ ب)

---

۱۔ طریقہ اثنا عشریہ داشت۔ (گ ب)

۲۔ بتوں کے دل ہو تو یارب یہ آہیں کام کریں۔

۳۔ شیفتہ کے بقول " آمی کہین برادر حمید الدولہ منصرم کار سرکار ولی عہد واز علم بے بہرہ بود"

۴۔ کذا۔ بقول شیفتہ یہ دریبہ ہے۔

## انتظار

انتظار تخلص شہرے دریں دیار مشہور نیست شاید کہ ہم صفیر فغان باشد[1]۔

بلبل یہ سن کے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی　　جونہی بہار گل کی قفس میں خبر گئی

(گ ب)

---

## انیس۔ امیر الدولہ نوازش خاں

انیس تخلص معلی القاب عالی جناب نواب امیر الدولہ نوازش خاں است۔ امیر والا جاہ کسب سخن از شاہ نظام الدین ممنون نمود کہ ہمشیرہ زادہ خدا بیامرز و شاہ نواز خاں است گویند تا آخر میل بسخن سنجی نمی داشت از دست۔ فرد

چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا　　پرکالہ آتش تھا وہ رخسار ز بس[2] آہ (گ ب)

---

## انجام۔ نواب امیر خاں

انجام تخلص نواب امیر خاں است کہ از امرائے نامی عہد محمد شاہی بودہ از کلام نیک انجام اوست۔ فرد:۔

کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی　　نعش میری دیکھ کے مقتل یوں کہنے لگے[3]

(گ ب)

---

## انشا۔ میر انشاء اللہ

انشا تخلص میر انشاء اللہ خاں خلف رشید ماشاء اللہ خاں المتخلص بمصدر

---

[1] یہ بیان بہت مبہم ہے، شاید کے لفظ نے اسے پایۂ اعتبار سے بھی گرا دیا ہے حالانکہ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ ناش معلوم خفیر نگشت از معاصرین فغان و آبرو است۔ اس صراحت کے بعد شاید کی گنجائش نہیں تھی۔

[2] پرکالہ آتش تھا وہ رخسار ابھی آہ۔ (گ ب)

[3] مصرع موزوں نہیں ہے اصل مصرع گلشن بے خار میں یوں ہے، لاش میری دیکھ کے مقتل میں یوں کہنے لگا۔

مولد بزرگانش خطہ کشمیر و نژادش از مرشد آباد است۔ از بار یافتگان خدمت وزیر الممالک نواب سعادت علی خاں بہادر بودہ بایہ سخنوری و پایہ خرد پروری او از سخنوران ہوشمند بلند تر بود بہ ہر زبانے بچرب بیانی گوئے سبقت آں از امثال و اقران ربود و کوس لمن الملک بہم نواخت و آوازہ عدیم المثالی بشنش جہت عالم انداخت جائے درہند نماندہ کہ آں جا غلغلہ یگانگی او نرسیدہ و ممنعی نیست کہ بسخن شیرینش مستفید نشدہ ناگہاں بتلفظ انجب زبان بحضور وزیر دوراں جاں بمالک جہاں سپردہ و آں کہ صاحب گلشن بیخار طعنہ در گل فصاحت و بلاغت آں نگفتہ ہر فن خلاصۂ او از خودنمائی و خویشتن ستائی باشد کہ بادہ شاعری خود را فراتر از مقیاس قیاس سنجد بابد دانست کہ فرد:

عنبار خاطر داناست اظہار ہنر کردن
صفا برخیزد از آئینہ چوں جوہر شود پیدا

آرے آں کلیم کلامی است کہ ید بیضا از جیب دوات و آستین قلم برمی آرد و عیسی نفسے است کہ در کالبد صد مردہ ہزار سالہ جاں می دہد اگر باورت نباشد لب بہ بند و چشم بکشا د بہ بیاض نظم دلکشائش در آ کہ این است۔ ابیات۔

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا | لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

---

ح۱ محمد حسین آزاد نے بھی انشا اور سعادت علی کے بگاڑ کا سبب لفظ انجب ہی قرار دیا ہے تحقیقی نوادر (ص۴۲) میں ڈاکٹر آمنہ خاتون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ "آزاد نے ایک لطیفہ پیدا کر لیا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی" آزاد شکنی کا جذبہ مسلم مگر خوش بگی کا بیان آزاد کے حق میں ہے اور یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ آزاد نے محض لطیفہ گوئی سے کام نہیں لیا۔

ح۲ شیفتہ کی اس رائے سے آزاد نے بھی اختلاف کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ رائے "خودنمائی اور خویشتن ستائی" پر مبنی ہے۔

نزاکت اس کے وہ مکھڑے کی دیکھیو انشا　　　نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا

---

لپٹ کے سو رہیں بس اب تو ہیں شباب کے دن
حیا کی کٹ گئی راتیں گئے حجاب کے دن

---

ٹپکے ہے خوں ٹہر ٹہر دل کی ہر اک خراش سے
چھیڑ دو اس کو دوستو تیز قلم تراش سے

---

تم جو کہتے ہو مجھے تو نے بہت رسوا کیا
کیا گنہ کیا جرم کیا تقصیر میں نے کیا کیا
واسطہ باعث سبب موجب جہت کچھ بات ہے
راز وہ کمبخت کیا تھا میں نے جو افشا کیا
تم تو آئے ہی نہیں یاں اور انشا آپ بن
رات بھر رویا کیا لوٹا کیا تڑپا کیا

---

کیوں چھوڑ شہر زاہد غار جبل میں بیٹھا
تو ڈھونڈھتا ہے جس کو وہ ہے بغل میں بیٹھا

---

اگر نہ مجھ سے تو آکر لپٹ گیا ہوتا　　　تو رات تجھ سے مرا دل ہی چھٹ گیا ہوتا

---

اکڑ کے پنجوں کے بل پہ چلنا نہ کشتہ کیونکر ہوں اس ادا کا
سجا سجایا کسا کسایا یہ دیکھ آیا غضب خدا کا

پھرا یہ آنکھوں میں اس زلف عنبریں کا سانپ
کہ موج اشک ہوئی اپنی آستین کا سانپ

صباح کعبۂ زریں میں آفتاب کو دیکھ
کہا یہ میں نے یہ کافر نہیں زمین کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے
یہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمین کا سانپ

---

اخلاص۔ جلال الدین

اخلاص تخلص، مولانا جلال الدین نام مولد شریفش قصبۂ بجنور خاص است۔ کہ بجعتہ شمالی ضلع مرادآباد واقع است۔ در معلومات موسیقی دستگاہے بلیغ دارد و کسب سخن و علوم رسمیہ در رامپور بحضرت مولانا اخوند جہانگیر خاں رحمۃ اللہ علیہ کردہ۔ و از تلامذۂ مولانا باب اللہ سوکھر پوری است۔ و در شعر نسبت تلمذ بشیخ قائم چاندپوری رحمۃ اللہ دارد۔ مردے بذلہ سنج است، معمر، بالفعل بسرکار مفتی محمد عبداللہ کیرت پوری بسبب قدردانی آں بزرگ اوقات خود را بسری برد۔ با نیازمند سرے دارد۔ چند بار بادبرخوردہ ام، ہر دو زبان نکات می سنجد موزوں طبع و فہم رسا دارد و در ہر دو طرز لطفے دارد۔ ایں ابیات از نتائج طبع اوست:۔

آیا لگا کے سرمہ جو وہ یار بے طرح
خاموش رہ گیا دل بیمار بے طرح

---

کرے پھر اشک ریزی چشم تر یوں ہو تو بہتر ہے
رہے داماں مرا گنج گہر یوں ہو تو بہتر ہے

تصور رخ کا ہو نت بعد فکر کاکل خوباں

شب آشفتہ حالاں کا سحر یوں ہو تو بہتر ہے

---

موجۂ خوں میں ترا کشتہ جو بہتا جائے ہے
قتل کر ڈالا مجھے ناحق یہ کہتا جائے ہے
گر نہیں ہے تو کسی خورشید رو کا مبتلا
چاند سا مکھڑا ترا کیوں روز گہنا جائے ہے
دیکھنا انداز اس مست ادا کی چال کا
ہر قدم پر نقش پا میں ناز رہتا جائے ہے
سچ بتا اے موجد جور و جفا میرے سوا
اور بھی کوئی ترا یہ ظلم سہتا جائے ہے

---

## اخلاص کشن چند

اخلاص تخلص کشن چند نام اصلش از کشمیر و مولدش لکھنؤ شہر بے نظیر است جوانے خوش رو خجستہ خواست، و بلیح و فصیح شنیدہ ام کہ زانوئے ادب برائے تحصیل علوم فارسی و عربی پیش علمائے فرنگی محل تہ نمودہ و در خطوط نستعلیق و شکستہ دستے داشت و اشعار در مضمون موزوں بستے نوجوان ازیں جہاں در گزشت۔ ایں اشعار از طبع مخلص اوست۔ فرد:۔

اشک چھڑکاؤ کرے ہے مژہ جھاڑے ہے مکاں
کوئی مرزا منش آنکھوں میں مگر رہتا ہے

---

کیوں کر ہو باغ جانا اس میرزا منش کا　　　وان سرو میں نہیں ہے آداب کورنش کا

## افصح - محمد سمیع

افصح تخلص، مغفور و مرحوم شیخ محمد سمیع الہ آبادی است کہ برادر کلاں شیخ محمد شفیع وکیل سرکاری بودہ۔ با نیاز مند ہنگام اقامت آنجا نہایت محبت داشتنے ذات گرامی آں بزرگ از مغتنمات زمانہ بود چند است کہ ازیں جہان گذراں درگزشت و موصل الی اللہ گشت رحمۃ اللہ علیہ۔ در ہندی اکثر ریختہ گفتنے گویا کہ در سفتے چند ابیات ازاں بزرگ می نگارم و بیاد می گزارم۔

دل پریشاں ہو گیا زلف پریشاں دیکھ کر | آئینہ حیراں ہے میری شکل حیراں دیکھ کر

---

جوں اشک خاک ہی میں رکھا ملا ملا کر | آنکھوں سے اک پری نے ہم کو گرا گرا کر
افصح کو ضعف سے کب رفتار کی ہے طاقت | آیا ہے تیرے در تک اے بت خدا خدا کر

---

یا الہٰی مری باتوں میں اثر ہے کہ نہیں | آہ و زاری سے مری اس کو خبر ہے کہ نہیں
لخت دل بہ گئے آنکھوں سے مری خوں ہو کر | اب خدا جانے کہ قالب میں جگر ہے کہ نہیں

---

سیر چمن میں آج جو وہ گلعذار ہے | ہر غنچہ سر بجیب بہت شرمسار ہے
..... اس زلف سیہ فام نے کیا کام کیا[1] | طائر دل کو پھنسا کر مجھے بدنام کیا

---

## اشرف - شاہ محمد حسن

اشرف تخلص، شاہ محمد حسن، خلف و سجادہ نشین حقائق آگاہ و معارف دستگاہ

---

[1] اصل میں لفظ رہ گیا ہے

شاہ محمد زمان القادری الچشتی الہ آبادی است۔ یکے از حضرات دوائر اثنا عشر بلدۂ مذکور است۔ وجود شریفش بتشریف تقویٰ مشرف است۔ وتن مبارکش بزیور ورع مُحلّی مردے صاحب نسبت وعالی مقام، اہل کشف ذوالاحترام، موزوں طبع کہ اکثر بغزل عاشقانہ و رباعیات شعر بنصائح وصنائع شعر وہم بمثنوی وبقصائد در مدح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زبانش نغمہ پیرا است۔ ندانم کہ تلمذ بکدام کس دارد۔ گویند نسخۂ موسومہ بساحر لبان بطرز ناسقیان بسیار خوب نظم در فارسی کردہ است وہم دیگرے مسمی بمعدن فیض درباب پند ونصائح بنظم در آوردہ۔ الحق کہ مرد فہیم است وصاحب طبع مستقیم۔ اشعار چند از وی نگارم مطالعہ چند بتحریر می آرم۔

## غزل

| | |
|---|---|
| آب خجلت زلبت چشمۂ کوثر دارد | گرہ شرم ز دنداں تو گوہر دارد |
| آبرو در گرہ خویش چو گوہر دارد | آنکہ از درد محبت مژہ تر دارد |
| نالۂ دل صفت مار بخود می پیچد | لیکہ سودائے سر زلف تو در سر دارد |
| در شب ہجر تو از یاد خدنگ مژگاں | ہر سرے موے تنم کاوش نشتر دارد |
| می طپد بعد فنا نیز چو بسمل تہ خاک | آں قدر شوق طپیدن دل مضطر دارد |
| پیش او کثرت آفاق بوحدت ماند | طاعت گوشہ نشیں عالم دیگر دارد |
| حاجتم ہیچ نباشد بزر وگوہر وسیم | فقر من رتبۂ اقبال سکندر دارد |
| اندریں دور ز ابنائے جہاں صلح مجوی | کہ سر جنگ برادر بہ برادر دارد |
| اشرف خستہ و سرگشتہ وآوارہ و زار | دم سرد و رخ زرد و مژۂ تر دارد |

---

| | |
|---|---|
| گر بدریائے غم او دل بے تاب طپید | آب در گوہر ناسفتہ چو سیماب طپید |

---

شبے بخواب من آں ماہ بہار آمد — دل از قرار بروں رفتہ در قرار آمد
بہر دماغ کہ بوئے ززلف یار آمد — سرشک از زرہ دیدہ تشنک برآمد
سوئے چمن چو بصد غمزہ آں نگار آمد — گرہ کشادگل واز پئے نثار آمد

---

تا جمالت جلوہ گر در دیدہ جاں یافتم
ہم چوں مجنوں خویشتن را نیست وحیراں یافتم

---

## احقر - ضامن علی

احقر تخلص، ضامن علی نام از سادات کرام ملک کنکوڑہ واقع ضلع بجنور است۔ مرد زکی الطبع عظیم الاخلاق عمیم الاشفاق ذہن رسا وفکر بلیغ وزبان فصیح دارد۔ بارا قسم ملاقات ہا است۔ خفی آنست کہ در زمین مشکل تخم مضامین عالیہ رامی کارد و معانی نادرہ درقوافی سخت می آرد ازاں عالی طبع است۔

ہم نہ کچھ یار کے دل خواہ بنے اور بگڑے — سیکڑوں زیر فلک شاہ بنے اور بگڑے
دشمنوں سے تو وہ رہتا ہے ہمیشہ خوش دل — حیف ہم اس کے ہوا خواہ بنے اور بگڑے

---

## آشنا - مرزا اکرم بیگ

آشنا تخلص مرزا اکرم بیگ نام۔ پدر مولوی عبدالقادر علمی است از بزرگان رامپور مردے بزرگ بود کلامش استادانہ است طبع سامی او بکلام رنگین مائل می بود کہ برہمہ برنا و پیر پسندیدہ می نمود اکثر بہ ہندی می گفت درحقیقت دُرمی سفت۔ از وست۔

رباعی[۱]

پاؤں پڑلوں میں ترے پاؤں کی واری ڈلیاں

سر چڑھالوں میں تری سر کی اتاری ڈلیاں

آشنا کے لئے پریوں کی پرے سے ہمدم

ہاں تو بولی کوئی کوئی پکاری ڈلیاں

## خیابانِ بائے موحدہ

### بحر

بحر تخلص کسے است کہ کنارہ نام و دیارش ندیدہ ام و نہ شنیدہ . ناچار بہ

ہمیں اختصار نمودہ[۲] از دست .

مانند اشک دامن دولت نہ چھوڑیں گے

آنکھوں سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا

سو ذلتیں اٹھا کے ہم آخر سمجھ گئے

تم نے نہ اپنا بھید جتایا تو کیا ہوا

اس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جائے گی

داغوں سے دل کو باغ بنایا تو کیا ہوا (گ.ب)

### برکت . برکت علی خاں

برکت تخلص برکت علی خاں کہ از روسائے خیر آباد است . از پیش گاہ

نصیر الدولہ جرنیل لوتی اختر بہادر ناظم دہلی قبائے اعزاز در بر و گوشوارہ امتیاز بر سر

داشتہ مرجع انام دراں ایام بودہ چندے بہ ہماں ذریعہ در سرکار راجہ پٹیالہ

مدار المہام ماندہ آخرہا با وطن رفتہ ازیں دار محن در گذشتہ[۳] ایں اشعار از خلاصہ

---

۱. یہ قطعہ ہے رباعی نہیں ہے . ۲. سحر تخلص شخصے است کہ ماجرا لیش بر گرد و ایں سفینہ پیدا نیست .
۳. برکت کے سلسلے میں شیفتہ کا بیان زیادہ واضح اور مفصل ہے . (گ.ب)

نگار امدست۔

دل بے تاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی
مجھے سمجھائے کوئی یا اسے سمجھائے کوئی

غم اٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے
ایک دم کے بھی لئے پاس جو بٹھلائے کوئی (گ ب)

---

مٹی نہ سوزش دل اشک کے بہائے سے
یہ آگ وہ ہے کہ بجھتی نہیں بجھائے سے (گ ب)

---

برق۔ مرزا محمد رضا

برق تخلص مرزا محمد رضا نام نشو ونما یافتۂ لکھنو است. جوانے زیبا رند وخوش خواست، یار با وفا محب با صفاست۔ درآنجا باعزاز تمام می گزرانند اعزہ آں شہر بہ تعظیم وتکریم می پرداز ند درعہد منتظم الدولہ حکیم مہدی علی خاں پایۂ عزت بلند بود شعر دلبند خاطر پسند می گوید شنیدہ ام کہ از فیض صحبت قلندر بخش جرأت بہرہ درفن سخن حاصل کردہ است لہ ازنتائج طبع اوست۔

دور ایک دشت کیا اپنے وطن سے مجھ کو
یہ شکایت ہے نئی چرخ کہن سے مجھ کو

---

پروانہ۔ کنور جسونت سنگھ

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ ابن راجہ بینی بہادر است ارتفاع مدارج درسرکار نواب شجاع الدولہ بہادر می داشت وعلم اعزاز وافتخار بحضور نواب

---

لہ برق ناسخ کے شاگرد تھے (سخن شعرا)

ممدوح می افراشت۔ گویند جوانے بود و خوش طبع موزوں بیان دپری پیکر و نازنین زبان خجستہ خصال وحور جمال بودہ از خیالات نازک اوست ؎

نسیم آہ نے شاید کسی کے کی تاثیر
شگفتگی سی ترے غنچۂ دہاں پہ ہے (گ ب)

---

لہو رُلاتا ہے گو جوں خامۂ شنگرف کام اپنا
ولیکن سُرخ رو ہے عشق کے دفتر میں نام اپنا

---

ڈھونڈ لاوے جو کوئی لاکھ اثر کا تعویذ
ہو محافظ نہ قضا روز قدر کا تعویذ

---

بسمل۔ سید جبار علی

بسمل تخلص سید جبار علی نام، از متوطنان چنار گڑھ است۔ گویند مرد خوش بیان و بذلہ سنج بود و از سرکار راجہ بنارس وظیفہ خوار ایں چند بیت طبع زاد ازاں نیم بسمل است کہ حسب حال ثبت نمود۔

یاد آ گئی مشت خاک اپنی اڑتے جو کہیں غبار دیکھا (گ ب)

---

ہر دم مجھے نیاز سے ناز ہی رہا انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا ( ؍؍ )

---

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے گویا کہ اس لئے مرے منہ میں زبان ہے ( ؍؍ )

---

۱؎ شیفتہ کے بقول پروانہ سرب سنگھ دیوانہ کے شاگرد تھے۔ (صحیح سرب سکھ)

## بقا۔ شیخ بقا اللہ

بقا تخلص شیخ بقا اللہ فرزند ارجمند لطف اللہ است پدر بزرگوارش در تحریر نقوش کہ عبارت از خوش نویسی است لاثانی بود اصل آں باقی باللہ از اکبرآباد است۔ مولدش خطہ شور انگیز و علم خیز لکھنو۔ گویند سخن دلبند و اشعار دل پسندی گفت فکر رسا داشتہ و در زمان خود با شعرائے نامی مطارحت می کرد۔ بارے با سودا مقابل شدہ اخیر کار نوبت بہ ہجا رسانید۔ طبع رنگین و طرز نمکین داشت و عروس سخن او بحلیہ اصلاح خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ متجلی بود این از کلام بقا نسر جام اوست۔

دست ناصح جو مری جیب کو یکبار لگا ۔۔۔ پھاڑوں ایسا کہ پھر اس میں نہ ٹہنے تار لگا
(گ ب)

---

تو نے اس طرح سے اے چرخ گرایا ہم کو
کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اٹھایا ہم کو ۔۔۔ (گ ب)

---

رخ اس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے
خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے ۔۔۔ ( " )

---

## بیتاب۔ خداوردی خاں

بیتاب تخلص، خداوردی خاں نام، برادر کہین سعادت یار خاں رنگین است، مستفید از میر نظام الدین ممنون است۔ از کلامش عاشق مزاجی ظاہر و بر زبان طبع و باجش از سخنش با ہر نیکو می گوید از دست۔

---

۱؎ شیفتہ کے بقول بقا فارسی میں فاخر مکین اور ریختہ میں شاہ حاتم و خواجہ میر درد کے شاگرد تھے۔

تجھ سے وہ ہر دم کہے ہے اپنا خنجر دیکھ کر
قتل کیجے تجھ کو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر (اگ ب)

---

## بیتاب۔ عباس علی خاں

بیتاب تخلص عباس علی خاں کہ از دودمان مرحوم نواب غلام محمد خاں والی رام پور است. شنیدہ ام کہ جوانے خوش سیر و دلکش منظر است[1]. شاید در سخن مشاورہ با مومن خاں است از طبع زاد اوست واز اصلاح پذیرفتہ استاد او[2]

کھا گیا اپنے زبس قتل کا ایما ہم کو
بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا ہم کو (اگ ب)

معنی شاگرد و الفاظ استاد را شاید دید و باید خموشید۔

---

## بیدر۔ غوث محمد

بیدر تخلص، غوث محمد نام، از باشندگان بجنور است. بمشق سخن میلان طبیعت دارد معلم الصبیان است۔ اکثر در مشاعرہ زود لیدہ بیان می رسد ازاں کہ بیباک است۔

بیدر تو ذرا ورد زباں نام علی رکھ بے حب علی ہے نہیں ایمان کسی کا

---

ط[1] شنیدہ ام کا ماخذ شیفتہ کا یہ فقرہ ہے۔ جوانیست نیکو منظر زیبا شمائل۔ مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت۔

ط[2] یہ طنز و تعریض قابل دید ہے۔ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے از تلامذہ خان والاشان مومن خاں است۔ لیکن چونکہ مقصد تلامذہ مومن کا مذاق اڑانا ہے اس لئے ہر قسم کا اعتراض کیا جا رہا ہے۔

## بیباک۔ میر نجف علی

بیباک تخلص، میر نجف علی نام، عربی نژاد منشائش قصبہ کول۔ شاگرد مصحفی است خوش می گوید۔ از وست۔

صیاد یہ ہوس ہے دلِ داغدار میں
گل پوش کر قفس کو مرے نوبہار میں (گ ب)

---

## بیدار۔ میر محمدی

بیدار تخلص، میر محمدی است رحمتہ اللہ علیہ اصل آنحضرت از دہلی چندے بہ اکبرآباد ہم گزاردہ آخرہا ہمدران جا ماندہ روح پرفتوحش قالب خاکی را بچار عناصر سپردہ مجردانہ قصد سیر باغ ارم کردہ۔ گویند در سخن تلمیذ مرتضیٰ قلی بیگ فراق بودہ زنگ آئینہ ضمیر خود را بمصقلہ توجہ حضرت مولانا محمد فخرالدین دہلوئیؒ زدودہ۔ صاحب دیوان است۔ طرز عاشقانہ دارد و از بیدار دلان است میکش خم خانہ توحید بود و سرخوش پیمانہ تفرید از ان شیرین کلام است۔

بھرا نہ مثلِ نگیں زخم یہ مرے دل کا
کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا (گ ب)

---

جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں ۔۔۔ بل بے ظالم تیری بے پروائیاں ،،

---

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں ۔۔۔ دل زاہد کباب کرتا ہوں ،،

---

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں
ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں (گ ب)

---

دیکھ اس گیسوئے مشکیں کی ادائیں شانہ
دونوں ہاتھوں سے یہ لیتا ہے بلائیں شانہ "

---

مبتدا ر کیونکر آتش دل اشک سے بجھے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے "

---

نہ گئی تیری سرکشی ظالم ہم نے ہر چند جبہ سائی کی "

---

## بیاںؔ خواجہ احسن اللہ

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ نام منشائش خطہ پاک دہلی است۔ بلبل خوش نوا بود کلام دل آویزی سنجید و دم انّ من البیان لسحرا می دمید۔ نقد سخن از پیش گاہ حضرت قبلہ مشائخ کرام و کعبہ عرفائے عظام گل دستار عارفان حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ بدست آوردہ و دست خود را بدست مرکز دائرہ علوم توحید و نقطہ محیط فنون تفرید پیشوائے عارفین و امام العالمین حضرت مولانا محمد فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ دادہ یک چند در حیدر آباد ماندہ داعی اجل را لبیک گفت۔ و در گلشن ہمیشہ بہار لقا خوش خفت رحمتہ اللہ علیہ از کلام اوست۔

قفس میں ہیں رہائی کے لئے کیا کیا نہیں کرتا
تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا (گ ب)

کہتا نہیں میں عرش پر اے نالہ جا پہنچ
کانوں فلک تو اس کے تو اے نارسا پہنچ ،،

---

کافر ہو جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
اک بے خلل مکاں ہو جس میں ہوں اور تو ہو ،،

---

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی     جاناں یہ تری نگاہ کیا تھی ،،

---

مت آیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی     جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

---

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں
شام سے لے کے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی ،،

---

## بہار۔ ہر سہائے

بہار تخلص، ہر سہائے نام مرد شگفتہ و خوش بیان است. نامش بہر بوستان خلق ارباب سخن مشہور تا مولدش غیر مالوفرا ز گل ہائے اوست۔

جنبش ابروئے یار دیکھیے کب تک رہے     تیغ دو دستی کا وار دیکھیے کب تک رہے
موجۂ طوفان نوح غرق نہ کر دے کہیں     چیں بجبیں ہم سے یار دیکھیے کب تک رہے
آ پہنچ اب جلد تو اے مرے رشک مسیح     دم کا نہیں اعتبار دیکھیے کب تک رہے

---

ط کافر ہوں جو زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو۔ گلشن بے خار

## بیخود۔ اکبر علی

بیخود تخلص اکبر علی نام باستماع اشعار بےخودگیش مدہوش ام از حالش خبرے ندارم کہ گویم ازوست۔

بوسہ مانگا جو ہم نے اس گل سے | تو کہا ہنس کے اس یگانے نے
بے ادب کر دیا تجھے بیخود | میرے ہر دم کے منہ لگانے نے

---

## باسط۔ باسط علی

باسط تخلص باسط علی نام منشائش خاک گرامی مردم انگیز بلگرام است۔ کلاش بحسن تمام مشہور نام است ایں بیت بنام اوست۔

پہلو میں دل جلے ہے ادہر اور ادہر جگر
کیونکر نہ کہیے اشک کو آب دو آتشہ

---

## بخشی

بخشی تخلص و نامش فراموش کردہ ام اگر یاد دارمے بہ بخشی مگر اکبر آبادی است کہ بہ پیشہ بزازی دکاکین جنس خوش قماش معانی بچارسو بازار آورد و کشادہ و ہزار فکر زنلاش نفوذ مضامین برائے العین مبصران فن سخن نہادہ از گوہر کلام اوست۔

مرا کے اٹکا ہے آنکھوں میں دم | سھلا اب تو منہ ٹک دکھا ایک دم
کہاں تے یکساں ہے مجھ کو یہ اب | نہ جینے کی شادی نہ مرنے کا غم

---

بخشی کے سر پہ سنتے ہیں کتنے دنوں سے اب
بلوا ہے ہر طرف سے جنوں کی سپاہ کا

# خیابانِ تنائے قرشتے

## تاباںؔ - میر عبدالحئی

تاباں تخلص، میر عبدالحئی نام، نشو و نما یافتہ خاک پاک جہان آباد است از اولاد امجاد حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام است۔ اگرچہ پروانہ دلش از شمع عشق خوبان تاباں بود اما او ہم منظر عشق منظہر جان جاناں گرز یدہ علیہما الرضوان دلش را بود و نا موزوں گردنش از سودا است پیوستہ دیدہ بہ جمال گل رخاں داشت و در ریعان شباب ایں جہان گذران را گزاشتہ صاحب دیوان است۔ ایں اشعار انتخاب آن ست۔

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اس بات میں میری بھی تو رسوائی ہے (گ ب)

---

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ
آتا ہے مجھ کو تاباںؔ بے اختیار رونا "

---

ہے سوز عشق مجھ میں یہاں تک کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا "

---

حرم کو چھوڑ رہوں کیوں نہ بتکدے میں شیخ
کہ یاں ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا "

---

ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے
بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے
(گ ب)

وہ اس کے کمر میں جو دیکھی ہے تاباں — رگ گل میں ایسی نزاکت کہاں ہے

---

## تاب ۔ مہتاب رائے

تاب تخلص، مہتاب رائے نام، ماہ وجودش از افق دہلی تابش پذیر است۔ اگرچہ اصلش از کشمیر است از روشنی طبع اوست۔

خو ہوتی ہمیشہ سے تمہاری اگر ایسی
تو کاہے کو بنتی مری اے فتنہ گر ایسی (رگ ب)
یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

---

## تپش ۔ مرزا محمد اسمٰعیل

تپش تخلص، مرزا محمد اسمٰعیل المشہور بمرزا جان۔ خمیرش از خاک خطہ پاک شاہجہان آباد است۔ سلسلہ نسبش بہ سید جلال بخاری می رسد و نسبت تلمذش بخواجہ میر درد، گوش زد عالم شدہ رحمتہ اللہ علیہم از تپش دل اوست۔[1]

تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہوں میں
پر خدا جانے ہمیں دم کا بھروسہ کچھ نہیں (رگ ب)

---

کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد
لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری (رگ ب)

---

[1] شیفتہ کے بقول تپش در سنسکرت فی الجملہ مہارتے داشت۔ صاحب اخلاق و آداب بودہ۔ باصلاح شرقی رفتہ نام آور شدہ

کس کی طرف سے آج تپش مجھ کو یاس ہے
سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیوں اداس ہے[1] (گ ب)

---

ہو مبارک تمہیں جنون تپش      پھر نئی رت نئی بہار آئی "

---

## تجلی، سید محمد حسین

تجلی تخلص، سید محمد حسین نام، بجاجی مشہور، پسر میر محمد حسن کلیم ابن اخت میر تقی جہاں آبادی است۔ جوان شگفتہ روئے ظریف و دلجوئے حریف خوش طبع و شیریں زبان نکتہ دان و ورد ئے خنداں بودہ مثنوی لیلی و مجنوں را از فارسی بر ریختہ از کلک و زبان اور ریختہ از تجلی آں کلیم طور سخن است۔[2]

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں
کہنے لگے سُکھا دو اسے آفتاب میں (گ ب)

---

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی "

---

وہ اب تو ہمیں بھول گئے ہیں یہ تجلی
جب ہم نہیں ہوویں گے بہت یاد کریں گے "

---

[1] کس کی طرف سے آج تپش تجھ کو ۔۔۔۔۔ الخ۔ گلشن بے خار

[2] شیفتہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ "در باغ بیگم واقع چاندنی چوک مسکنت دارد۔۔۔۔۔۔ مثنوی لیلیٰ مجنوں بزبان ریختہ از خیالات او بہ نظر رسیدہ پذیرائے دل نشد۔"

## تجلّی۔ شاہ تجلّی

تجلّی تخلص، شاہ تجلی نام، درویش نیکو نہاد نہال وجودش سر بر داشتہ از زمین حیدرآباد است از دست۔

دامن کا عکس کس کے پڑا ہے کہ آج تک
پھیلا رہا ہے سرو لب جوئبار ہاتھ (گ ب)

---

## تجمّل۔ محمد عظیم

تجمل تخلص، محمد عظیم نام از لکھنؤ است۔ شاگرد جرأت۔ از گفتار آب دار اوست۔

کتاب قصہ فرہاد و دفتر مجنوں
یہ دو ورق ہیں مری عشق کی کہانی کے (گ ب)

---

## تحیر۔ مصطفےٰ

تحیر تخلص، مصطفےٰ نام فرزند ارجمند قبلہ عالمیان و کعبہ زمانیان جناب فیض مآب مولانا حضرت شاہ رفیع الدین برادر عزیز امام العلما پیشوائے فضلا اکمل الکملا دلعرف العرفا مولانا اولنا جناب فیض مآب حضرت شاہ عبدالعزیز است۔ طاب اللہ ثراہما وجود مبارک آں بزرگ زادہ در جملہ فنون طاق ۱؎ و وصف جمیل و خلق جزیل داشت در فن سخن مشاور از بہار اللہ خاں فراق است ۲؎ سخن او شیریں بود ایں بیت از وثبت نمود۔

---

۱؎ یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ شیفتہ کے بقول "ایں کس اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بفحوائے الولد سر لابیہ صاحب اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ است"

۲؎ ثنا اللہ فراق۔ گلشن بے خار۔

فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھالانے کی　　　　آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

---

## ترقی ۔ مرزا تقی خاں

ترقی تخلص، مرزا تقی خاں بہادر است از امرائے لکھنو است۔ اکثر فیض آباد را رونق بخشید
امیر کبیر بودہ ازاں ترقی بخشش است۔

اس نے تو دکھ یہ دکھایا ہے کہ جی جانے ہے
پر مزا ہیں نے یہ پایا ہے کہ جی جانے ہے　　(گ ب)

---

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

---

## تسکین ۔ میر حسین

تسکین تخلص، میر حسین نام سخنش خالی از لطف نیست و مایۂ از مومن یافتہ چہ
مہر اصلاحش بر داشتہ، ازاں مطلعش[۱] است۔ مطلع

ہم کو ہر دام میں لازم ہے پھنسانا دل کا
سیکھے ہیں تیری لگاوٹ سے لگانا دل کا　　(گ ب)

---

## تعشق ۔ میر سید محمد

تعشق تخلص، میر سید محمد نام از خویشاوندان حکیم عزت اللہ خاں عشق است۔
سال چند کسب علوم رسمیہ کردہ بمدرسہ انگریزی دہلی مدرس است۔ بباخوش استعداد

---

۱۔ مشیفتہ کے بقول سلسلہ نسبش بمیر حیدر خاں قاتل وزیر فرخ سیر میرسد

است۔ اوصافش با اکناف عالم رسیدہ اگرچہ نسب از مند با دنر رسیدہ ام فاماشنیدہ ام کہ بالفعل کتابے درحال فتح غزنی عجیبے نوشتہ است[1] ازاں عشق مذہب است۔

اپنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون ہے؟
بارے کہہ اب تو ہوا خوش دل محزوں تیرا

---

## تمکین۔ صلاح الدین

تمکین تخلص، صلاح الدین اسم اوست۔ در دمندانہ می زیست[2] درحال حسرت مآل اہل دنیا می گریست۔ گویند ازیں دیوانہ کرانہ گزیدہ دیگر گرد تعلقات نگردیدہ ازاں باوفا راست۔ مطلع

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو پری زاد کیا (گ ب)

---

## تمنا۔ محمد اسحاق خاں

تمنا تخلص، محمد اسحاق خاں نام بگوشم درخوردہ ست کہ سوز عشق در سر داشت در رتبہ عشقش الف دار بنقطہ خال محبوباں می افزود و صاد چشمش بر دیدن حسن سبز پوشاں روشن تر از عین می شد۔ مدام بر بالائے گل رخاں سترا اندام لبشوق تمام چوں کاف بمر گزیدہ بہ دوختہ و مایہ عشق در زاویہ سینہ چوں نقطہ قاف اندوختہ حتیٰ کہ نو بتے طبع از روش سلامت و نبض از حد استقامت برافتاد چوں سودا افزود

---

[1] یہ اطلاع نئی ہے اور شیفتہ کا بیان اس سے خالی ہے

[2] "آزادانہ زندگی می کرد"۔ گلشن بے خار

دردا کے اطبا سود نہ نمود کہ نپش از کافوری افزود الغرض درحالت مرض ایں شعر از مطلع زبانش بار بار ردمی نمود۔[1]

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جوں بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہے (گ ب)

---

جس کے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں "

---

## تنہا، محمد عیسیٰ

تنہا تخلص محمد عیسیٰ نام دہلوی است۔ در لکھنو طبعش بہ سخن مائل بود از مشورہ مصحفی بہرہ دراست دریں میدان تنہا یکہ تاز است از اے عیسیٰ نفس است۔

فرد۔

تھم کے بے وجہ نہ تڑپتے نہیں بسمل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہیں (گ ب)

ل۔

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری
میں ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تیری "

---

[1] "اتفاقاً نوبتے طبعش از منہج قدیم وصراط مستقیم اعتدال بگردید۔ اطبا منعش از دفاع کردند او دراں حال شعرے گفت کہ بسیار ملائم است۔" گلشن بے خار

## نوشتق ۔ میر نبی بخش

نوشتق تخلص میر نبی بخش نام مولد و منشائش خطہ میمن است کہ از علاقہ نگینہ موضعے باشد وسادات آنجا خود را از بارہہ می شمارند بفارسی و ہندی طبع موزوں دارد و مضامین رنگین بالفاظ مہین بہ نظم ہندی و فارسی می آرد و باکتساب علم طب زانو پیش حکیم قمرالدین خاں کہ شاگرد رشید حکیم شریف خاں شاہجہاں آبادی بودہ مدتے تہ نمودہ ۔ مشق فنون علمی و استفادہ "قانون" نظری کردہ از فیض صحبت استاد بہرہ وافی و کافی ربودہ بالفعل بزمرۂ ملازمان سرکاری بہ عہدہ پیش کاری بجنور خوش گزران است فاما لیاقتش نہ آنست ۔ از کلام اوست ۔ مطلع

سراسر نور آگیں ہے بت دل خواہ کی صورت
اگر رخ مہر تاباں ہے جبیں ہے ماہ کی صورت

لہ

کیا کہوں حال دل و ظلم ستم گار کی بات
پوچھتا کب ہے دل آزار دلِ زار کی بات

لہ

دلا مت چھوڑ کوئے یار کو اغیار کے باعث
کوئی کرتا نہیں ترک گلستاں خار کے باعث

ولہ

دل بدست او دادم پر خطر خطا این است
در بلا کہ افتادم بہر من سزا این است
گل روئے گل اندامے دلبرد دل آرامے
خود پسند و خود کامے دلربائے ما این است

داشت آں بت دلبر نفرت از من مضطرب
شد ز خود مرا زہر رفت ز ہے خدا این است

در دل آنچہ می داریم بر زباں ہم ہمیں آریم
صاف گو بگفتاریم طرز بے ریا این است

سر و قد سہی بالا شمع نور سر تا پا
من ندارش تو شیفتا فن خوشنما این است

---

## تفتہ ہر گوپال

تفتہ تخلص، ہر گوپال نام از قوم کایستھ سیکسینہ اکبر آبادی است۔ مولدش چکلہ سکندر آباد در محلہ قانون گویان۔ تلمیذ مرزا قتیل[1] است۔ گویند مردے آزاد طبع است و لطیف مزاج چندے بہ تحصیل داری کاشی پور سٹھا کر دوارہ ضلع مراد آباد در عمال ملازم بود حالا شنیدہ ام کہ بہ تخفیف در آمدہ معلوم ندارم کہ دریں ولا کدام جا رست۔ طبع خوشش دارد نکات موزوں در ہندی و فارسی می آرد مطلع دیوان فارسی او این است۔

آب دگر افزود کسے نوک سناں را  اقبال بلند است شہادت طلباں را

---

## خیابان ثانے مثلثے

---

[1] تفتہ کے سلسلہ میں یہ اطلاع خاصی اہم ہے۔ قتیل کا سال وفات ۱۲۳۲ھ اور تفتہ کا سال پیدائش ۱۲۱۴ھ ہے۔ گویا قتیل کی وفات کے وقت تفتہ اٹھارہ برس کے تھے۔ اس عمر میں قتیل کا شاگرد ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ تفتہ غالب کے شاگرد ہونے سے پہلے راحتی تخلص کرتے تھے مالک رام کے بقول وہ مدتوں انگریزی بندوبست میں قانون گو رہے تھے۔

## ثابت ۔ مرزا معزالدین

ثابت تخلص، مرزا معزالدین نام، از اولاد امجاد امیر تیمور است اعنی کوچک برادر مرزا احسن بخت بہادر کہ باحسان حافظ عبدالرحمٰن دہلوی مہذب سخن شدہ بزمین سرد گرم روی می کند یعنی مضامین عالیہ در مشکل چوں بیخ می بندد ازاں ثابت دم دراسخ قدم است۔ مطلع۔

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہے بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا ہے سیم تن ٹھنڈا (گ ب)

---

اس قدر او بے مروت مجھ سے استغنا تجھے
جان دینی تھی مجھے، پر دل نہ دینا تھا تجھے ''

---

## ثاقب ۔ شاہ شمس الدین

ثاقب تخلص، شاہ شمس الدین نام۔ آبرو یافتہ از حضرت شاہ مبارک است شورش بحق رقیبانش حکم شہاب ثاقب میداشت ازوست۔

مرے ادب نے رکھا تجھ کو یاں تلک محروم
کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اُڑا ۔ (گ ب)

# خیابانِ جیم

## جذب ۔ میر عزت اللہ خاں

جذب تخلص، میر عزت اللہ خاں عرف سبھ کاری است کہ از اعزہ بریلی بودہ از علم وادب بہرہ دانی برداشتہ و فی زمانہ در ہر فن علم استادی برافراشتہ تنش بزیور حلم پیراستہ بود و بہ پیرایہ اخلاق آراستہ در ہر فن سخن راندے واکثر برسم سفارت بسیاحت

ماندے در سرکار دولت مدار صاحبان ذی شان ممتاز بود و تبقدیم خدمات پسندیدہ آںمصدر حسنات سرافراز - شعر

| | |
|---|---|
| واں صفائی و خود نمائی ہے | یاں مری جان کی صفائی ہے (گ ب) |
| جو کہ علقہ بگوش تھے ہیں | ناک میں ان کے جان آئی ہے |

---

## جرأت - قلندر بخش

جرأت تخلص قلندر بخش نام مولد و منشائے وے لکھنو است[1] در فن موسیقی نازک خیالی ہا بکار بردے و در احکام انجم موشگافی ہا نمودے و آنکہ صاحب گلشن بے خار می نگارد کہ در عمل موسیقی لاف نکتہ دانی می زد آرے ایں لاف شنیدنی بود مگر اہل سماعت را و کسیے کہ ایں ندارد آں چہ داند و آنکہ عالی طبع را بے نصیب از اصول و قوانین شعر نگاشتہ عشش ایں کہ بیان عالم پیش طفل ابجد خواں جز یاوہ گوئی ہیچ نیرزد حق ایں است کہ حلوا خوردن را روئے باید فقط مدام در کوئے محبوباں گذرے داشت و با نغمہ سرایان زماں سرے لعوارض جسمانی مفقود البصر گردید و چشم از نیک و بد پوشید در بزم شعر احدی را یارا نبود کہ پیش او لب نواند کشود - و طرز کلامش پذیرائی ضمیر برنا و پیر در سرکار شمس الدولہ خلف وزیر باریاب بود و از خوان احسانش زلہ می ربود[2] - از

---

[1] ازاعزہ بریلی است شخص مودب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمیہ آگاہ و دستش در ہر فن دراز و عمرش کوتاہ اکثر بلاد را بگام سیاحت پیمودہ و قریب بخارا ہوس سفر آخرت کردہ - گلشن بے خار

[2] اس بیان کی بعض باتیں محل نظر ہیں۔ لکھنو جرأت کا مولد نہیں تھا۔ مصحفی نے بصراحت لکھا ہے کہ "مشارالیہ از انقلاب زمانہ مع عشایر در صغر سن بہ پورب رسیدہ و ہم اینجا نشو و نما یافتہ و جوان گردیدہ - تذکرہ ہندی ص۶۳ - سرکار شمس الدولہ کا توسل بھی توجہ طلب ہے۔ جرأت ابتدا میں نواب محبت خاں محبت کے متوسل تھے پھر مرزا سلیمان شکوہ کے متوسلین میں داخل ہو گئے۔

دیوان رنگین بیان اوست ۔

اے طبیب اس کو غذا ہے مبتلا کباب نرگسی
ہے دلِ بیمار چشمِ نیم خواب نرگسی

---

اس دل سے جو ملا نہ دل اس رشک ماہ کا
ہے یہ قصور اپنے ہی بختِ سیاہ کا
کافر ہوں گر خیال ہو کچھ عز و جاہ کا
الفت کا ہیں غلام ہوں نوکر ہوں چاہ کا
دل پر لگا الٹ کے وہیں تیر آہ کا
جب یاد آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا
ٹک اوج دیکھیو مرے بختِ سیاہ کا
جا عرش سے لڑے ہے دھواں دل کی آہ کا
بکتا ہم اپنا کیا کہیں اور آہیں کھینچنا
وہ ورد شام کا یہ وظیفہ پگاہ کا
پوچھو نہ کچھ سبب مرے حالِ تباہ کا
الفت کا ہے ثمر یہ نتیجہ ہے چاہ کا
آوارہ در بدر ہوں ہیں جرأت بقول میر
خانہ خراب ہوجیو اس دل کی چاہ کا

ولہ

نہیں جز مردمک دیدہ ترے خال کا مول
ہم نظر باز ہیں خوب آپ کے ہیں مال کا مول

دام میں صیاد نے جب ہم کو پابستہ کیا
یہاں تلک تڑپے کہ بال و پر کو گلدستہ کیا

---

بسکہ وابستہ خیال اس عشوہ گر کے ساتھ ہے
پتلی ایک تصویر سی ناز نظر کے ساتھ ہے

---

عجب انداز سے کل بزم خوباں میں وہ آتا تھا
کہ اس پر دل ہی دل میں ہر کوئی قربان جاتا تھا

---

غم ایک پردہ نشین کا جو پردہ دار رہا
تو استخوان میں پنہاں مرے بخار رہا

---

گو ہوں وحشی پہ ترے در سے نہ ٹل جاؤں گا
ہاں مگر دشت عدم کو ہی نکل جاؤں گا
طائر نامہ بر اپنا یہی کہتا ہے کہ آہ !
رشتہ شوق کی گرمی سے میں جل جاؤں گا
گر یہی آتش الفت ہے تو مانند سپند
آہ میں مجمر ہستی سے اوچھل جاؤں گا

---

پڑ گئے منہ میں جو مجھ سوختہ تن کے کانٹے
ہیں یہ بوئے ہوئے اک غنچہ دہن کے کانٹے

کشتۂ عشق گل گلشن سبے داری ہوں سے
رکھو تربت پہ میری گرد کفن کے کانٹے

---

بہ از گل چاہتا ہوں چاک میں اپنے گریباں کا
مجھے گلزار سے کیا میں ہوں دیوانہ بیاباں کا
ہوا ہے اب تو یہ نقشہ تیرے بیمار ہجراں کا
کہ جس نے کھول کر منہ اس کا دیکھا بس دہن ڈھانکا

---

کھینچ شکل اس کی مصور نہ تو تا خیر لگا
کہ کروں پیار کلیجے سے وہ تصویر لگا

---

قد ہے قیامت اور غضب گات آپ کی
جو بات ہے سو قہر ہے کیا بات آپ کی
لیتا ہوں گاہ رخ کی کبھی زلف کی بلا
تصویر سامنے ہے جو دن رات آپ کی
کیا عالم آپ کا ہے میاں جرأت ان دنوں
عالم سے چھٹ گئی جو ملاقات آپ کی

---

چاہ کی چتون نئی آنکھ اس کے شرمائی ہوئی
تاڑ لی محفل میں سب نے سخت رسوائی ہوئی

---

مت یہ گھبرا کے کہو اب گھر کو بندہ جائے گا
کوئی مرجائے گا غضب آپ کا کیا جائے گا
لوگ کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہے تو بھی نہ بول
تیرے کھنچ رہنے سے وہ اک وضع پہ آجائے گا
لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے نہ روٹھے مجھ سے پہ
دل مرے بس میں نہیں مجھ سے نہ روٹھا جائے گا
مت بلا بزم میں حسرت کو ہے شعلہ زبان
کہہ کے کچھ سب کے دلوں میں آگ بھڑکا جائے گا

---

ہے غضب اپنی طبیعت اس پہ ہے آئی ہوئی
جس پہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ ناچائی ہوئی
نرگس گل پہ منعول نخوت سے مت پھیلاؤ پاؤں
گل کو یہ چادر بھینی ہوگی پھیلائی ہوئی
چاہتی ہیں اس بھبھو کے کے حضور اپنا فروغ
شمع کی آنکھوں میں ہے چربی مگر چھائی ہوئی
بار بار آنے سے حسرت کے نہ ہوا تنا خفا
اس بچارے کی طبیعت تجھ پہ ہے آئی ہوئی

---

جنون ۔ مرزا نجف علی خاں

جنون تخلص مرزا نجف علی خاں پسر نامور مرزا محمد علی خاں است کہ متخلص بہ دلوانہ است ۔ وطن والد و مولود بنارس است ۔ بیشتر در سرکار انگریزی بہ عہدہ ہائے

جلیل مثل تحصیلداری و سررشتہ داری منفرد بود[۱] طبع موزوں دارد و فصاحت و لطافت از کلامش می بارد۔ مطلع

اپنے چہرے سے مت نقاب الٹ　　دیکھ جاوے نہ آفتاب الٹ　　(گ ب)

دل

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے　　قاصد اشک تیز آتا ہے　　"

---

## جنون۔ شاہ غلام مرتضےٰ

جنون تخلص، شاہ غلام مرتضےٰ الہ آبادی است۔ منتعب بود و نسب خیر دمو لع زہد و پرہیز بے نظیر۔ زواضس دل پذیر جام کش میکدہ بطون بودہ ازاں جنون تخلص نمودہ تفسیر قرآن نیز در نظم ہندی آوردہ داد فصاحت دادہ رغبت شعر از موزونی طبیعت بودہ مشورہ سخن از ممنون می نمود۔ ازاں دیوانہ عشق الہٰی است۔

تری چشم مست سے ساغیاں سیاہ مست جنوں ہوا

کہ مئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی دو دہیں دھری رہی　　(گ ب)

---

جس نے کھویا آپ کو پایا تجھے　　پھر وہ سمجھا عمر کا مایہ تجھے

---

ہے زباں ان کی برندہ مثل تیغ　　جی اگر مانگیں نہ کران سے دریغ

---

[۱] "جنون تخلص مرزا نجف علی خاں خلف مرزا محمد علی خاں دیوانہ تخلص است کہ پدر و پسر ہر دو از بنارس اند۔ مرزا محمد علی خاں پدرش را ہنگامیکہ وارد دہلی بود بسر رشتہ داری بود[۲] مامور با من ملاقات ارد دادہ علاقہ تحصیل داری، سررشتہ داری وغیرہ کہ مناصب جلیلہ سرکار انگریز است بیشتر باوے ماندہ" گلشن بے خار

ہیں خدا کے گنج کے گنجینہ دار　　ایک لیتے ہیں تو دیتے ہیں ہزار

---

## جوشش شیخ محمد روشن

جوشش تخلص شیخ محمد روشن عظیم آبادی است اشعار نرم و حسرتیں نبازک خیالی ہا از پردہ دل میر بخیت و شور تازہ در بزم عشاق از آہنگ سینہ بصد رنگ می انگیخت[1] از جوششہائے اوست۔

وہ زمانہ کیا ہوا جو مرے گریہ میں اثر تھا
یہی چشم خوں فشاں تھی یہی دل یہی جگر تھا　　(گ ب)

---

کر لوں ہی یہ دل در پئے آزار رہے گا
اک روز نہ اک روز مجھے مار رہے گا　　"

---

جیسا کہ دل پہ زخم ہے اس کے خدنگ کا
گلشن میں ایک گل نہیں اس آب و رنگ کا　　"

---

اس کا خدنگ داغ جگر سے گذر گیا
ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گذر گیا　　"

---

ہماری آہ کے صدمے نہیں اٹھائے گا
یہ چرخ بام کہن ہے کسی زمانے کا　　"

---

[1] در فن غزل بسیار مہارت دلخواہ داشت۔ گلشن بے خار

نہ سمجھو لیتے ہیں شگوفے نہ غنچے کھلتے ہیں (اگ ب)
چمن میں شور پڑا اُس کے مسکرانے کا

---

جوشش ۔ رحیم اللہ

جوشش تخلص رحیم اللہ از دہلی است شاگرد مصحفی بودہ چون آزردگی و وارستگی بدنش می نماید لہٰذا بہ تقلید بینوایان اشعار در کوچہ و بازار میخواند[1]

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ارے تیرا روتے ہی جنم گزرا (اگ ب)

---

جوان ۔ مرزا نعیم بیگ

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ جہاں آبادی است روزے چند از ارباب خوان احسان مرشد زادہ سلیمان شکوہ بودہ مدتیست کہ جان بجہان آفرین سپردہ از طبع زاد اوست ۔

پہلو میں دل اپنے کو کبھی غمخوار نہ پایا
یہ خوبیٔ قسمت کہ کوئی یار نہ پایا (اگ ب)

---

جہاں دار ۔ مرزا جہاں دار شاہ

جہاں دار تخلص مرشد زادہ عالی تبار مرزا جہاں دار شاہ مشہور بمرزا جوان بخت بہادر کہ بعقل یکتا است و فراست بے عدیل و بے نظیر از دولت سرائے مالوف

---

[1] از سوتیان دہلی بودہ ۔ بہ تقلید بے نوایان اشعار در مجامع می خواند ۔ نسبت تلمذ او مصحفی بخود کردہ است ۔ گلشن بیخار

یعنی دہلی عنان عزیمت سمت بنارس معطوف فرمودہ ہم دراں لقعہ ماہ جودشش برج تماکی رونق نزول بخشید ازاں جوان بخت است ۔

مرگئیں کے انتظار میں یہ سب اجل گیا (گ ب)
آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

---

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی
پر جفا جو تیری ناحق کی لڑائی نہ گئی ،،

---

## جعفری میر باقر علی

جعفری تخلص میر باقر علی پسر ہین قمرالدین منت کوچک برادر میر نظام الدین ممنون است مستفید صحبت شان بود ایں اشعار از دو ثبت نمود۔ مطلع ۔

آرام وعدہ کی شب اک دم کبھو نہ آیا (گ ب)
آیا نہ جبین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

---

## جہانگیر ۔ جہانگیر بیگ

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام از بے باکان وخانہ جنگان دہلی بودہ گویند اخیر عمر بہ مالیخولیا مبتلا شد بعلت نزرگے بزندان رفتہ درگذشتہ ۔[۱]

---

(۱) اصلش از دہلی زمانہا بہ لکھنؤ سر بردہ شورش در سر داشت ۔ تیغ بازدہ زخم ہا برداشتہ ۔ آخر عمر بوطن مالوف رسیدہ بمالیخولیا مبتلا شد ۔ روز وعظ مولانا عبدالعزیز میر شاکر علی را کہ وزدیش تخلص است زخم زدہ بزندان بردند ۔ در حبس شہید خنجر اجل شد ۔ گلشن بے خار

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے　　جو گزرے ہے مجھ پہ خدا جانتا ہے (ک ب)

---

## خیابانِ حاتم طی

### حاتم - ظہور الدین

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین المشہور بشاہ حاتم نازک خیالے بودہ در فن شعر کمالے نمود اکثرے از شعرا دراں روز با از و بہرہ اندوز بودند در استاد بیش بر بے خود کشودند نکہت رسا و فطنت بہا داشتنے کہ رفیع السودا از رفعت یافتگان درگاہ اوست مردے متوکل مرغوب الکلام بودہ و بردل نازک پسند خود در آزادی کشودہ از فیضان آں حاتم زبان است۔

اس نذر کی صرف تسخیر پری ردیاں ہیں عمر
رفتہ رفتہ نام ہی میرا پری خواں ہو گیا　　(ک ب)

---

ہجر کی زندگی سے مرگ بھلی　　کہ جہاں رب کہیں وصال ہوا　　"

---

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو　　اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو　　"

---

مفلسی اور داغ اے حاتم　　کیا قیامت کرے جو دولت ہو　　"

---

آتا ہے اب نشے کی طرف جی کبھو کبھو　　ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو　　"

---

بے خود اس دور میں ہیں سب حاتم　　ان دنوں کیا شراب سستی ہے　　"

## حجام۔ عنایت اللہ

حجام تخلص [illegible] اسم عنایت اللہ بودہ مولدش سہارن پور است معاش بموئے تراشی می نمود در راہ شاگردی بمرزا محمد رفیع سودا می پیمود از بیدار دلان بودہ چہ فیضان معنی از قلزم ذخار محیط الاسرار حضرت مولانا فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ ربودہ۔

روز رخسار کے لیتے ہیں مزے خوبوں کے
بہت اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا    اگ ب

---

دیکھ عاشق کی تیرے رسوائیاں    عشق کی لوگوں نے قسمیں کھائیاں    ،،

---

## حسرت۔ سید جعفر

حسرت تخلص سید جعفر علی فرزند ارجمند سید ابو الخیر لکھنوی است چندے بشیوہ بانی عطاری نمودہ باخر چوں وحشت دامن گیرش شد ترک دنیا کردہ بجا نسبت نثر از [illegible] را بہ نظم آوردہ فارغ البال زیست از تلامذہ سر پے سکھ دیوانہ است و در فکر سنجی و موزونی این فن در زمانہ خویش یگانہ گونید پایہ برتری سخن دانی تعلیٰ این فن قلندر بخش جرأت را از فیض مشورت اوست از آں سراسر حسرت است۔

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
اگر رو رو کے دل کھودیں تو پیدا دل نہیں ہوتا    گ ب

---

آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو
تو ہی لے جائیو سر پہ یہ گلستان اٹھا    ،،

---

درس تھا مکتب میں مجھ کو آہ کا    یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا    گ ب

---

کل شب وصل میں کیا جلد بجی تھیں گھڑیاں
آج کیا ہو گئے گھڑیال بجانے والے

---

کیسے منظور تھا یوں تلخ کیجئے زندگانی کو
دے کیا کیجئے حسرت بلائے ناگہانی کو

---

کس کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے
لو دل تمھیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

---

کل شب کے تئیں جو اتفاقاً
حسرت کے مزار پہ گئے ہم
کہتا تھا پڑا ہوا نہ خاک
بس سنتے ہی اس کے مر گئے ہم
آپ ماندوں کا دیکھیے کہ کیا ہو
اپنا تو حساب کر گئے ہم

---

حسن ۔ سید غلام حسن

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک ہراتی است۔ نژادش خاک پاک دہلی است در عنفوان شباب بفیض آباد آوردہ در سرکار نواب انجا کامیاب ماندہ از تلامذہ ضیاالدین ضیا است در نظم مثنوی بدر منیر کہ مقبول عوام و محبوب و منقول جمہور انام است سحر سامری بکار بردہ کلامش خوش نازک دبار یافتہ آوازہ شاعری او آویزہ گوش دور و نزدیک این کس بسر سودا زدہ کہ بنام پدرش ہجو رکیک گفتہ کلامش شستہ و رفتہ و آب و تاب است این از دیوان او انتخاب است۔ مطلع ۔

نے برگ ہوں میں گل کا نہ نالے کا شجر ہوں
میں لخت دل ریش ہوں اور داغ جگر ہوں
پیدا ہوئے اور جاتے رہے سیکڑوں مجھ سے
آتشکدۂ دہر میں اک میں ہی شرر ہوں

نے شیشۂ مے ہوں نہ حسن ساغر لبریز
ہیں اک دل پر درد ہوں اور دیدۂ تر ہوں

## ادبیات

. . . . . . . . زلفوں کے حوالے ہیں[1]
رسوائیوں نے اپنے کیا پاؤں نکالے ہیں
یہ رات محبت کی کس طرح بسر ہو گی
پہلے ہی قدم دیکھا تو پاؤں میں چھالے ہیں
جب تم نے حسن کھویا دل کو تو ہمیں کھویا
جو کام تمہارے ہیں دنیا سے نرالے ہیں

---

جان میری میں جان آئی ہے
کل صبا کس کی باس لائی ہے
دل کو رو دل دیا جگر کو حسن
مجھ کو دونوں سے آشنائی ہے

---

اس کی جب بزم سے ہم ہو کے بہ تنگ آتے ہیں
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہوئے جنگ آتے ہیں
گ ب

---

یہ بلا فکر سے اب بند ہوئی ہے کہ حسن
جی میں آتا ہے کہ کچھ کھائیے اور سو رہیے

---

ہم نہ ہنستے ہیں اور نہ روتے ہیں
عمر حسرت میں یوں ہی کھوتے ہیں

---

[1] اصل میں یہ مصرع اسی طرح ناکمل ہے۔

وصل ہوتا ہے جن کو دنیا میں　　یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں
یا د آتی ہیں اس کی جب باتیں　　دل حسن دونوں مل کے روتے ہیں

---

چل دل اس کی گلی میں ہو آویں　　کچھ تو دل کا غبار دھو آویں
کل جہاں جا کے دل دیا تھا ہیں　　جی میں ہے آج جی بھی کھو آویں

---

غیر دل کا تو ڈر کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
خطرہ مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تا مجھ سے وہ پوچھے مری خاموشی کا باعث
مجھ کو یہ تمنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کچھ چھیڑ کے الٹے تو لگے مجھ سے کرے ہے
بس چپ ہو یہ تھوڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
آئینہ ہی چپ ہووے تو کیا طوطی ہو گویا
سارا سبب اس کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

---

## حسن. خواجہ حسن

حسن تخلص خواجہ حسن پسر سعید خواجہ ابراہیم از نبائر خواجہ کمہاری مودودی
است قدس اللہ سرہ العزیز در خم خانہ آفرینش از بادہ تصوف سرشار و در موسیقی ماہر کامل
نغمہ خوش آہنگ از قانون سینہ بصد رنگ می تراوید و گوش طنبور ترانہ بدست
اصوات مختلفہ می مالید شورے در دل داشت بہ لکھنو با تمنا رود در دلیشی با تمکین بود
و از حلاوت حسن بخشی نام زنے بازاری مذاق جان شیریں و از چاشنی روزگار او کام

در بان شکر آگیں می نمود و اکثر نام آں دلارام در مقاطع غزل برمحل می آورد۔ ص۱

دل دلاسوں سے کرے ہے بے قراری بیشتر
خانۂ ماتم ہیں ہو پُر سے ہے زاری بیشتر　　　گ ب

---

اُس کی آنکھوں سے یک بار بہہ چلے آنسو
ہنسی ہنسی میں جو ذکر وداع یار ہوا　　　"

---

کیا قتل اور جان بخشی کبھی کی　　　حسن اس نے احساں دوبارہ کیا　　"

---

وہ تو آیا تھا تماشے کو مرے نزع کے پر
ہم نے اس وقت میں بھی اس کا تماشا دیکھا　　"

---

وقت وداع یار دل بے قرار نے　　　یہ آہ کی کہ عرش معلیٰ ہلا دیا　　"

---

ہمیں آرام زیر خاک بھی کیا خاک ہووے گا　　"
لئے پہلو میں یہ ایسا دلِ پرشور جاتے ہیں

---

## حسن۔ مولوی ابوالحسن

حسن تخلص، عالم بے نظیر و شیخ دل پذیر افضل فضلائے زمن جناب مولوی

---

۱؎ "در فنون نظم از تلامذہ جعفر علی حسرت است و لسبب خواجہ تاشی با قلندر بخش جرأت ربط معقول و محبت مقبول داشتہ" گلشن بے خار۔

الدٰاحسن سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند ارجمند شرف زمان داعلم دوران جناب مولانا الٰہی بخش متخلص بہ نشاط رحمۃ اللہ علیہ از حضرات قصبہ کاندھلہ است بمیرٹھ ہم چندے قیام نمود بالفعل بوطن مالوف خود قانع است سخن را حسن ثانی است از طبع وقاد اوست

جواب لائیو قاصد شتاب نامے کا　　جواب نامہ نہ ہووے جواب نامے کا گ ب

---

منفعل ہوں دست دیا کبھی مارنے سے دفت ذبح

کیوں میں تڑپا جو تیرے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

---

حسن ۔ مرزا حسن

حسن تخلص مرزا حسن نام فرزند ارجمند سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر است ایں بیت ہندی از طبع خوشش رسیدہ[۱]

دل کو دے کر اس بت کافر کو ہم نے اے صنم

جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

---

حسین ۔ سید غلام حسین

حسین تخلص سید غلام حسین نام دہلوی است ابن سید عبداللہ پیشتر سکہ سخن را بدار الضرب شاعری مسکوک بعزیز داشت ۔ ایامے چند در میرٹھ پرورش یکے از اہالیان فرنگ با دانش و فرہنگ خوشش گزران بودہ ۔ بہ کلکتہ نیز رفتہ از فکر مت ادست : فرد ۔

---

[۱] حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر ۔ ایں بیتش از تذکرہ نواب اعظم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شد ۔ گلشن بیخار ۔ [۲] سید غلام حسین دہلوی بن سید عبداللہ در بدو حال تخلص بعزیز بود یک چندے در میرٹھ یکے از اہل فرنگ را درس دادہ بہ کلکتہ ہم گزرش افتادہ ۔ گلشن بے خار

تھا عرش سے بڑھ کر جو دماغ اپنا وہی ہے
یوں چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا — گ ب

---

## حسین۔ نواب غلام حسین خاں

حسین تخلص نواب غلام حسین خاں نام کہ یکے از عمدہ در رؤسائے افاغنہ شاہجہاں پور بودہ۔ نوشتہ اند کہ در حسن اخلاق ثانی خود نداشت۔ و نام نیک در آفاق گذاشت[۱] ایں ابیات از و بہر تحریر در آمدہ فرد۔

میں تو تدبیر میں تھا زخم جگر کی مصروف — گ ب
دل بھی پہلو میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

---

آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آوے گی
بے قراری تو مجھے اس کی تو در تک پہنچا — ؍؍

---

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی
دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی — ؍؍

---

## حشمت۔ میر محتشم علی خاں

حشمت تخلص میر محتشم علی خاں نام، فرزند نامی میر باقی بدخشانی است منشاش

---

۱۔ نواب غلام حسین خاں از طائفہ افاغنہ ورؤسائے شاہجہاں پور است۔ نوشتہ اند کہ آداب و اخلاق درست داشت۔ گلشن بے خار

خاک پاک شاہ جہاں آباد است۔ در پارسی لعل سخن از لب لعلش می ریخت۔ یا گوہر شاہوار از صدف طبعش پیدا می شد۔ ارباب سخن را باستماع مثنویش سرور می افزود۔ آخر قضا انظم وجودش را در نثر عدم انداخت گویند با میر محمد افضل ثابت تخلص و شیخ عابد رضا متین در زمانہ پیشین ہم نشین بودہ مطارحہ و مناظرہ ساختن ازاں مختشم الیاست۔ مطلع

گور کے سوتے دوانوں کو جگاتی ہے بہار　　　گ ب

شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار

---

حضور۔ لالہ بالمکند

حضور تخلص لالہ بالمکند نام کھتری قوم، دہلی نژاد۔ در ریختہ بہرہ اندوز از مشورہ خواجہ بزرگ میر درد علیہ الرحمۃ است۔ مرد پر درد بودہ ازاں یادر داست قطعہ۔

نہ پاؤں کو جنبش نہ ہاتھوں کو طاقت

جو اوٹھ کھینچوں میں دامن اس دل ربا کا　　　گ ب

سر راہ بیٹھے صدا ہے یہ اپنی

کہ اللہ یاور ہے بے دست و پا کا　　　"

---

یہ جو چشم پُر آب ہیں دونوں　　　ایک خانہ خراب ہیں دونوں　　　"

---

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی　　　واں اب بھی ہیں امتحان باقی　　　"

---

حقیقت۔ میر شاہ حسین

حقیقت تخلص، میر شاہ حسین نام بلخی نسب و بریلی نژاد و فا یا پر وردہ لکھنو است

در سخن از مشاورت حسرات یکتائے زمن بود ایں دو بیت از و ثبت نمود۔ مطلع۔

کیا ترے عشق میں اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ کبھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا

---

دلا اب دونوں مل کاٹیں گے اوقات آہ وزاری میں
ہوئے بیمار ہے ہم بھی تری بیمار داری میں (گ ب)

---

## حکیم۔ محمد اشرف خاں

حکیم تخلص، محمد اشرف خاں نام، خلف حکیم شریف خاں۔ دم جاں نواز او درخور علیل نہادان مسیحائی بکار بُردے و لطف جان پرورش دران روزگار بدل بستگی مریضان تشنہ خاطر کار مومیائی کردے چندے سپرے گشت کہ ازیں جہان درگزشت از دست مطلع۔

مرے رونے نے مجھکو اس سے کھویا مجھے اس دیدہ تر نے ڈبویا گ ب

---

کہوں کیا میں بزنگ زخم ناسور ہنسا اک بار گر سو بار رویا ”

---

## حکیم۔ محمد پناہ خاں

حکیم تخلص، محمد پناہ خاں است کہ فرزند ارجمند محمد شریف خاں کہ مشہور بزر بخش از تلامذہ خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ بودہ۔ اولاً انتشار تخلص می نمود احتراز نمودہ برعایت طباعت باہمائے استاد خود تخلص حکیم تسلیم کردہ اند کہ در تاریخ گوئی و رموز سنجی موسیقی خیالات نازک او دل پسند ہر خردمند است از نتائج طبع اوست۔ فرد۔

پوچھنے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اس شوخ کی دیوار کے پاس گ ب

---

تیرے لئے خلق دربدر ہے اے خانہ خراب تو کدھر ہے ''

---

ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے
کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے ''

---

حقیر۔ میر امام الدین

حقیر تخلص میر امام الدین معروف بمیر کلو جہان آبادی است۔ طبعش بفصاحت قرین و بلاغت ہم نشین بودہ نتیجہ طبع اوست۔ مطلع۔

ہوں بہت نسبت عالم تصویر کی طرح گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح گ ب

---

یاد میں اس بت کافر کی ہوں ایسا مصروف کہ خودی بھول گئی یا کہ خدائی مجھکو ''

---

دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم کے ہی حقیر[صہ]
راہ کعبہ کی تو آنی ہے نظر دور ہمیں ''

---

یار سوا سب سے دل قطع نظر کیجئے چاند بھی آوے اگر شہر بدر کیجئے

---

صہ دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم ہی کے حقیر۔ گلشن بے خار

(قطعہ)

یہ جو میں پاؤں ہم ہیہات دیکھیں
ستم اس کفش کے ہاتھوں ستم ہے
ابھی کلے تو اس کے جھپیر ڈالیں
میاں پر در میاں تنیرا قدم ہے

---

## حیرت۔ پنڈت اجودھیا پرشاد

حیرت تخلص، پنڈت اجودھیا پرشاد نام از کشمیری نژادان شہر لکھنو است۔ در فن سخن بہرہ از قلندر بخش جرأت یافتہ دیوانے مختصر مملو بلو توسے آبدار اشعار بہ نظم ساختہ در موسیقی مسلم در کمان داری علم بودہ۔ بیشتر بجہاں آباد و بیشتر بلکھنو اندے وار سنہ مزاج بودہ در سنہ ہزار و دو صد و سی و چہارم آماج تیر اجل شد ۱۰۱ست۔

فرد:

برنگ نقش پا اس کے گلی سے اٹھ نہیں سکتا گ ب
ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

---

## حیران میر حیدر علی

حیران تخلص میر حیدر علی نام، جہان آباد معاش چندے در اقلیم شرقی بسر بردہ

---

صا دیوانے مختصر و چند مثنوی دارد کہ بہ نظر رسیدہ۔ در فن موسیقی مسلم و بہ تیر اندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنو و گاہ گاہ بجہان آباد گزرانیدہ در سی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چہار بساط ہستی در نوشت۔ گلشن بے خار

نشہ شاعری در سر داشت د نوائے شاگردی میر سکھ دیوانہ می افراشت آشفتہ مزاج منسوب دمجنون مغلوب بودہ در ایام شورش جنون در ضلع بہار مرتکب گشت دخون گردید د بجرب دضرب رگ زندگانی خود برید د مرغ روحش ازیں دام گاہ پرید این ابیات ازوست بخاطر گردید۔ مطلع۔

| | |
|---|---|
| دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں | بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہم میں گ ب |

---

| | |
|---|---|
| ان کی خدمت میں اد بسے میں نے | عرض کی دیکھی کراماتِ مری " |
| میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں | سب گئی شبایۂ حاجات مری |

---

| | |
|---|---|
| جب کہا میں نے میرے گھر چلئے | اس میں کچھ کم نہ ہوگی محبوبی " |
| تیوری کو چڑھا لگا کہنے | رسم وراہ ادب تو سب ڈوبی |
| مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلئے | دیکھیو اختلاط کی خوبی |

---

## حیدر۔ میر حیدر علی خاں

حیدر تخلص میر حیدر علی خاں نامی کہ از دار السلطنت لاہور است۔ فامادر پشاور رنگ سکونت انداختہ باسکنائے آنجا نرد موافقت باختہ قادری نسب گیلانی حسب است۔ رحمۃ اللہ علیہ از نکرادست۔ بیت۔

---

صا " گویند عزم شاعری دماغش راخشن کردہ بود۔ نظر بہ تخلص استاد جادارد در ضلع بہار کشتہ شد قاتل را ہم ہمراہ برد۔" گلشن بے خار

ارادہ ہے بے ڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا — گ ب

---

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنوں کی دولت اپنا یہ نام نکلا — ״

---

حیف ۔ میر چراغ علی

حیف تخلص میر چراغ علی نام، لکھنویست بخو برویان آں شہر مانوس بود و مشورہ سخن از میر شبیر علی افسوس می نمود ایں ابیات از طبع زاد آں نیکو نہاد است۔ چندے است کہ چراغ حیاتش از صرصر فنا کشتہ شد۔ شعر۔

جس کی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو
کیا اس مریض عشق کے جینے کی آس ہو — گ ب

---

ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن
ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے — ״

---

حیرت ۔ محمد تفضل حسین

حیرت تخلص، محمد تفضل حسین نام، خلف مولوی محمد اسحاق کہین برادر مفتی عبداللہ رئیس کرت پور از اہل شعور است۔ جوانے نوخاستہ ۔ ۔ ۔ ۔ و طبعش بشاعری آراستہ باخلاص و شاگردی بمولوی جلال الدین اخلاص بجنوری دارد۔ از و بریں قرطاس بضبط تحریر و ربط تسطیر در آمدہ ۔ شعر۔

ہوئی آرائش جبین جب بس اس کی بس افشاں سے
تماشا ہے کہ اختر ہیں نمایاں ماہ تاباں سے

---

## حیدر، حیدر شاہ

حیدر تخلص حیدر شاہ نام مولدش دہلی و قومش کائستھ بزرگانش از بندگان سلطانی بودند و روزگار پیشہ مناصب عالی بعد در سرکار سکھ خود مفتخر و معزز بود آخر بحکم السعید من سعد فی بطن امہ بخلعت اسلام مشرف شدہ ترک روزگار ظاہری کردہ تن با طاعت بادشاہ حقیقی دادہ فقیرانہ قدم در سیاحت نہادہ۔ نیاز مند در اعظم گڑھ اکثر برخوردم مرزے آزادوست و در سخن سنجی استناد از وست۔ شعر۔

دیکھا دریائے محبت کا جو گہرا پانی　　آشناؤں کا ہوا خوف سے زہرا پانی

---

زردی رخ سے مری تاکہ وہ ہووے آگاہ
اس لئے نامہ پہ چھڑکا ہے سنہرا پانی

---

مُندی جو آنکھ تو منہ سب رقیب موڑ گئے
اکیلا شہر خموشاں میں ہم کو چھوڑ گئے

---

## خیابانِ خائے معجمہ

## خاکسار، میر محمد یار

خاکسار تخلص میر محمد یار نام۔ مقام او قدم شریف در شاہجہان آباد است خانہ لطیف از تے ترتیب دادہ پے بریاضت بردہ آزادہ وضع می باز دحتی الوسع

دیده بر جمال زیبا طلعتان داشت۔[1] این ابیات از انتخاب دیوان او نگاشت۔

فرد:۔

ترے باغباں کا یہ دیکھا سلیقہ     کہ نرگس کو بوبانہ بوٹیں یہ آنکھیں[2] گ ب

---

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم     روز محشر کو اٹھیں گے اس لئے دلگیر ہم "

---

## خادم۔ خادم علی خاں

خادم تخلص، خادم علی خاں نام، فرخ آبادی است۔ باد ستادی نواب ناصر جنگ

والی آنجا نامی دگرامی بودہ۔ فرد از نتائج طبع اوست۔ فرد:۔

مجھکو کہتے ہو کہ چل باھر ہو     آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں گ ب

---

## خادم۔ مولوی خادم علی

خادم تخلص، مولوی خادم علی نام، از مجاذیب بنارس است۔ فرزند ارجمند مولوی

فائق علی گنوری است۔ جذب در ظاہر دساوک در باطن دارد۔ نسبت ارادت بجاجی

ملا رشید خان نقشبندی۔ متوطن گنتی دارد کلام در نثر مجنونانہ گوید و در نظم راہ مجذوبانہ

پوید خود را بلقب مشہور کند از وست۔ مطلع:۔

---

[1] درمقامیکہ شہرہ بقدم شریف دارد خانہ از نے بنا کردہ بنہایت انقطاع میگزرانید سیدلیست درمند۔ درولیشے است۔ مستمند گویند کہ در لعبان جوانی با اسارد سرشتہ دبجانب سادہ رویان نظرے داشت دہر کہ مد نظر ادمی بود تعلقات دنیوی می گزاشت۔ از معاصرین میر تقی است۔ نکات[؟] بہار

[2] ترے باغباں کا یہ دیکھا سلیقہ۔ گلشن بے خار

گر بسیر سر کوئے تو صبا برخیزد | خاک ما ہم بہوائے تو زجا برخیزد

---

ذات تو زہر دو کون عالی | زامکان و حدوث ہر دو خالی

---

چہ بی وچگونہ نداسنم | حیرت زدہ ام تراچہ خوانم

---

خاں ـ محمدی خاں

خان تخلص محمدی خان دکھنی است. بتلاش وجہ معاش اتفاق بود و باش او بدہلی افتادہ در رسم وفا و وفاق طاق بود. و ذی اخلاق بشاگردی سعادت یارخاں رنگین تشریفش رنگین بود. بیتے ازدست نمود. شعر:

یاد جس وقت تری آتی ہے | مجھکو ہچکی دہیں لگ جاتی ہے گ ب

---

خاں ـ اشرف خان

خان تخلص اشرف خان نام دہلوی اصل بلکھنواست. در ایام قیام دہلی بزم مشاعرہ می آراست و مشورہ باغلام ہمدانی مصحفی داشت اوراست. فرد:

اے خاں غم فراق میں تم زہر کھا مرو
اس کے سوا نہیں کوئی تدبیر دوسری گ ب

---

خرد ـ نواب فخر الدین محمد خان

خرد تخلص نواب فخر الدین محمد خان فرزند ارجمند نواب شرف الدین محمد خان است. بخدمت بخشی گیری تن کلاہ سروری بر سر داشت. و در عنفوان جوانی بہ نکتہ دانی

سرے داشت. و باصرارِ محبان یاوفا و دوستان باصفا مضمون خوش و دلکش می نگاشت. فردے از طبع موزوں اوست. فرد[۱]۔

لبوں پہ جان ہے جلدی پہنچ کہیں ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

---

## خستہ۔ غلام قطب

خستہ تخلص غلام قطب نام کہ از دودمان سید محمد کرمانی بودہ رضی اللہ عنہ او را بعضے بزمرۂ بزرگان حضرت کثیر الانوار[۲] شیخ الشیوخ و سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ می شمارند۔ اشعار شستہ و رفتہ مشہور رہ کھورے خاں شیفتہ۔ گفتہ از دست۔ مطلع:

جلوہ اس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا
روز خورشید درخشاں کا دہیں شام کیا     گ ب

---

ہو عنایت رحمتِ پروردگار     آج ساقی کا پیالہ ہو گیا     گ ب
ایں شعر بعضے از خوشنود گوید[۳]

---

۱؎ شیفتہ نے ان کا حال مفصل لکھا ہے۔ شیفتہ کے بقول خرد نے شعر گوئی ترک کردی تھی اور ان کے اصرار پر اپنے چند پرانے اشعار تذکرہ شیفتہ کے لئے مرحمت کئے جن میں سے دو شعر شیفتہ نے تذکرے میں درج کئے۔ خرد نے شیفتہ کے دیوان کی تاریخ بھی کہی تھی جو شیفتہ کو بہت پسند تھی اور گلشن بیخار کی تاریخ "تنہائے طوطیان ہند گفت" کہی تھی جو گلشن بے خار میں شامل ہے خرد نے شیفتہ کے مسودات کی تبییض کا کام بھی انجام دیا تھا۔

۲؎ حضرت کثیر الانوار...... کذا۔ بزمرہ خدام منور کثیر الانوار: گلشن بے خار۔ اصل لفظ مزار ہے مزار سہو کتابت ہے۔ ۳؎۔ نوٹ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

## خلق، میر احسن

خلق تخلص، میر احسن بن میر حسن نام دہلی وطن کہ اہل مثنوی بدر منیر است کسب سخن بمشورہ حسن پدر خود کردہ، ایں بیت از دآوردہ۔ بیت۔

عجب عالم میں بے ہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا
کہ اب تک بھی نہ آیا ہوش جو پوچھوں کدھر آیا   گ ب

### قطعہ

بے قراری میں کٹی رات تو یاں اپنے تئیں
چین سے زلف میں دل کیونکہ رہا ہووے گا
دل لگانے کو لگایا پہ نہ تھا کچھ معلوم
جی پہ کیا گذرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا

---

## خلیق، میر مستحسن

خلیق تخلص، برادر کوچک میر احسن خُلق است۔ نیز مستحسن بنام بود از یں فن سخن کلام مشہور، مصحفی تلمذ وے بہ خویش می بالید وردہ مراثی واقع کربلا اکثر می مالید از وست، شعر۔

اشک جو چشم خوں فشاں سے گرا | تھا ستارہ کہ آسماں سے گرا   گ ب
ہنس دیا یار نے جو رات خلیق | کھا کے ٹھوکر اُس آسماں سے گرا   ؍؍

---

(۱) پچھلے صفحہ کا حاشیہ) بعضے مراد شیفتہ ہیں۔ شیفتہ کی اصل عبارت یہ ہے "خوشنود تخلص، از حال وے اطلاعے نیست۔ ایں بیت بنامش دیدہ شد۔ ہو غزلی رحمت ..." پہ روزگار۔ ...... الخ

ص ۱۔ مصحفی نسبت تلمذ وے بخویشتن کردہ است۔ گلشن بے خار

کہا میں نے جو اسے گل کچھ زفا کر — تو وہاں ہنس پڑا وہ کھل کھلا کر گ ب

## خیال غلام حسن خان

خیال تخلص، غلام حسن خان است۔ کہ بندہ گانش قدمای اعتلا بہ بالائے والائے خود شان دانستند و برکت اللہ خاں برکت تخلص عم اوست کہ از سخن سنجان نرس است تشریف موزونی سخن بر بالائے والائے خود از برکت عم خود پوشیدہ نامہ نگار گلشن بے خار می گوید کہ دو دیوان قریب بصد ہزار بیت دارد از گزیدہ طبع اوست مطلع۔

جھانکے ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفے میں
کہ جوں چلمن مشبک رہ گیا نظارہ غرفے میں — گ ب

---

سہپر نے سر سے ہوا خانۂ مجنوں آباد
پاؤں جب ہم نے دھرا اُن کے ویرانے میں — گ ب

---

مژگاں کی یہ کاوش نہیں ناوک فگنی ہے
ابرو کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہے — "

---

تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچۂ فسردہ تجھے کبھی ہوا لگی — "

---

## خالص مولوی نصیر الدین

خالص تخلص، مولوی نصیر الدین از آبائش بہ بجنور بود و باش است۔ مدتے بہ

تحصیل علوم رسمیہ و فنون ترتیبیہ . . . . . استعدادے بہم رسانده در قیافی عروض و قوافی نیز قدم میزند و دم اشتراک با شعرائے با تقدم و ما تاخری برآرد در ریختہ چند اکثر از زبان و خامہ او ریختہ بایں ہمہ خود ستائی ہا از نظر دیده وران در ریں مستور داشتہ اشعار او چوں گل خود رو از ریاض افکارش رستہ گو خلاف طرز دانان و محاوره باشد بار دو زبان بستہ بارے کہ بر دریں فن شدم است و بہ اہل سخن مذموم حضرت سعدی کہ گفتہ دُر سفتہ مشک آنست . کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ایں مشتے نمونہ خروارے است و قبضہ از بارے دانایان خرد بحقیقت راه برند صاف را گیرند واز دُرد بگزارند

اترے چہرے پہ نہ خط مشکناب — یہ خزاں کھودے ہے گل کی آب و تاب

وہ کبھی منہ سے ترا لیٹے گا نقاب — ابر میں کب تک رہے گا آفتاب

بر لب دریا جو تو رکھے قدم — آسماں پہ جا لگے فرق حباب

دوں گلابی قند مصری کی منگا — چاہیے انیوں میں اگر زاہد شراب

حضرت عشق آپ کی دعوت کروں — آؤ جو تم گھر مرے عالی جناب

مے خون دل نمک داں زخم کا — شور بختی کا نمک دل کے کباب

اور بہ بخ رنج کا خاصا پلاؤ — اس سے لاؤں بھر کے تا اشک دل کی قاب

استخوان شکنی کے میدے سے بنا — لا کے نان روغنی ہوں فیض یاب

قاب رنگین جراحت میں بہت — لاؤں حلوائے شہادت داب داب

لاؤں وہ شب دیگ بیداری شب — تب کروں میں بے قراری کو خطاب

طرح طرح کے غرض کھانے رکھوں — خوان بدنامی کو پھیلا کر شتاب

کی جو خالص خط تراشی ماہ نے

ابر کے ٹکڑے سے نکلا آفتاب

---

## خرم گلاب رائے

خرم تخلص گلاب رائے نام، مولد و منشائے وے دہلی است. در فن شعر کہنہ مشاق است و مضامین نو آئین در سخن می بندد و بسلک متصدیان دفتر تحصیلے نجیب آباد منسلک موزون طبع است. و حتی الوسع کاوشش از مضمون پر کن خالی بست.

| | |
|---|---|
| مراست با تو نیازے تراست با من ناز | ہزار شکر کہ سازے است ناز را بہ نیاز |
| فغان بلند نگردد ز محو دلدار مے | چگونہ طوطی تصویر بر کشد آواز |
| ز بخت کوتہ خود سخت پائے در بندم | کہ نیست دست رسم آہ تا بزلف دراز |
| بیا ببلبۂ احزان دل است ما حضرم | بکن ز لطف قبول ایں تواضع شیراز |
| بجز ز سوز دروتم کہ داشت اے خرم | نگشدہ آہ جہاں شور بر ملا ایں راز |

---

## خورشید مولانا خورشید علی افضلی

خورشید تخلص معدن الطاف الٰہی مخزن فیضان لامتناہی جلال عقد عقلیہ کشاف رموز نقلیہ فہم مجسم و ہر فن مکرم فصیح البیان بلیغ اللسان عالم بے نظیر و فاضل دل پذیر جناب مولانا خورشید علی افضلی الہ آبادی است دام فیضانہ مولد شریفش بنارس است در ہر زبان دستگاہے بلند و پایہ ارجمند دارد. داعی خیر اکثر اوقات خود را بصحبت گرامی ابفر حضرات بزرگ بسر کردہ ام بخدا کہ چنیں بزرگے در پاس داری دل غربا و خدمت گزاری کمتر کے دیدہ ام ملکہ نادر الوجود شنیدہ اکثر طبع شریفش مایل بسخن سنجی در ہندی و فارسی می شود یاد دارم کہ ہندی زبان تلمذ او را بہ ناسخ است خدایا آں عزیز الوجود را بجد خویش نگاہ داری ہر مرادے کہ او دارد حاصل آری از کلام آں شفیق است.

### غزل

| | |
|---|---|
| دل روشن میں ہے دل دار مقرر پیدا | صاف کر آئینہ تا ہووے سکندر پیدا |

خشک اس درجہ کیا ہے غم فرقت نے مجھے — جائے اشک آنکھوں سے اب ہوتے ہیں گہر پیدا
اے صنم نقش رخ سے جو نہیں اس کو صرر — خط ہوا چہرے پہ یا بال سمندر پیدا
اور پھولوں پہ شرف گل کو ہے دیکھ او ناداں — قدر اس باغ میں تو چاہے تو کر زر پیدا
عشق گیسوئے صنم روز ازل سے ہے مجھے — ساتھ سودا بھی بلا جب سے ہوا سر پیدا
تجھ سے نسبت نہیں خوبان چمن کو ہر گز — گو نرگس ہوئی تو گل بھی ہوئے کر پیدا

آشیاں گلشن فردوس کا یاد آتا ہے
طائر جاں کے کہیں جلد ہوں شہپر پیدا

---

در مدحت جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبان ہندی است۔ مناقب۔

واقف راز انما ہیں آپ — کاشف راز ہل اتیٰ ہیں آپ
زور کچھ زور بازوں میں ہے — سر علی لافتا ہیں آپ
کیوں نہ مغلوب ہوتے ماحر تب — اسد غالب خدا ہیں آپ
علم وہ جس کا حصر نا معلوم — سچ ہے مصداق ملہا ہیں آپ
مہر خورشید دونوں عالم میں — اصل مقصود و مدعا ہیں آپ

---

ومناقبے دیگر در فارسی بجناب شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ گفتہ است انشعائے حیدرازاں می نگارم:۔

مناقبہ

ہر لحظہ غم تازہ کشد دامن جاں را
تا کے نفسم ضبط کند آہ و فغاں را
اے باد صبا سوئے نجف باز کن اینک
وز بندہ سلامے ببرآں شاہ شہاں را

بر حال من خستہ دل بے سر و سامان

آگاہ کن آن کاشف اسرار نہاں را

چونکہ مزاج عاشقانہ دارد لہذا کلام مستانہ ہم گاہے بہ زبان برمی رود، مطلع:

دل بہر زلف سرمیں و ہوائے دارد

یارب این عہد شبابم چہ بلائے دارد

(مطلع)

بے تاب ساختم دل گل کردہ داغ را

افروختم ز برق نگاہی چراغ را

---

زخمے عجیبے خوردم بر دل ز سنان تو

بہ شد کہ نمک ریزد از خندہ دہان تو

---

## خلیل خلیل اللہ شاہ

خلیل تخلص، خلیل اللہ شاہ جہاں پوری است۔ مرد رند بود۔ نسبت تلمذ بمولانا مبین رحمۃ اللہ علیہ میداشت بعہدہ ہائے معزز می گزراند۔ ہنگامے کہ داعی آثم ہم پائے طناب صاحب قبلہ خود در اعظم گڑھ بودم بر منصب تحصیلداری عظمت گڑھ سکندڑی خوش گزران بودہ۔ چندے گزشتہ کہ بجوار رحمت حق تبارک و تعالیٰ پیوستہ مزارش بہ ہمانجا است رحمۃ اللہ علیہ طبع گرامیش میلان اکثر بفارسی داشتے و گاہے نقش ہندی ہم نگاشتے ازاں بزرگ است در فارسی۔

غزل

خوردہ ام بر جگر از ترک نگاہے تیرے

دوستاں بہر خدا زخم مرا تدبیرے

در فراقش به لبم آمده شد وارد جان
پس ازیں اے ملک الموت مکن تاخیرے

شب بخواب آمد و آں دلبر گلو ریخت مرا
که از خنجر او گوشش کنم تعبیرے

عارض و خال و خط و زلف تو بہر دل ہست
چمن و دانه و دامے بود و زنجیرے

بہ ادائے دل و دین و خرد و مغارت برد
فرزند ظالم و ترسا بچه و بے پیرے

سرخی پان بلب لعل و مسی آلودش
ہست بر تخته نیلم شفقے تحریرے

بہر تقلیب مس زہد نه آنسیم خلیل
خوشتر از خاک در پیر مغاں اکسیرے

---

## خیابان دال مهمله

### داغ - میر مہدی

داغ تخلص میر مہدی نام، فرزند میر سوز جوانے خوش پیکر دلکش منظر. فصیح ملیح، سبزه فام، گل اندام، با ایں ہمه دلربائی و رعنائی چوں بلبل از عشق حسن گلعذارے خارے بدل می داشت. و چوں عندلیب نوگرفتار در فصل بہار لیل و نہار بناله زاری می پرداخت. روزگارے به باده محبت سرشار و به نشه الفت در خمار می بود. مدتے از سازگاری بخت بیدار ہم آغوش آن نگار، ساغر بادم بدست

---

که کذا

گاہے می پیمود ناگاہ از دور چرخ دوّار پیمانہ شراب مفارقت نوشید و از خمار مہاجرت آزارے کشید آخر پیمانہ حیات او لبریز بادہ اجل گردید مرغ روحش ازیں دام گاہ پرید و صفیر سنج شاخسار طوبی گردید نالہ ہائے پر مضمون موزوں می کرد و بہرہ اندوز از فیض پدر بود ازاں داغ پر داغ است۔ ابیات :۔

اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ہے ہم نشیں دیکھو
ادھر دیکھو اُدھر دیکھو یہیں دیکھو کہیں دیکھو گ ب

اسی کے پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے
اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستیں دیکھو ،،

پکڑ ناچور کا مشکل نہیں گر کچھ سمجھ ہووے
ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبیں دیکھو ،،

---

## دردمند ۔ کریم اللہ خاں

دردمند تخلص، کریم اللہ خاں از خویشان عمدۃ الملک است۔ ہنگامے کہ شاہ عالم بادشاہ سریر آرائے سلطنت بود۔ بہ ترفع می زلیست از دست۔ فرد :۔

کنارے سے کنارا کب ملے ہے صبر کا یارو
پلک لگنے کا مضموں دیدہ پر آب کیا جانے گ ب

---

## درد ۔ خواجہ میر

درد تخلص، خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر عندلیب تخلص کہ از دودمان شیخ بہاء الدین حنفی و نقشبندی مشرب بودہ۔ صوفی صافی ضمیر است در فضل و کمال بے مثال و بے نظیر بزرگے بود۔ تہذیب باطن و تزکیہ نفس و گداختی

دل و برشتگی جگر و بدردمندی خاطر معروف و موصوف ۔ اشعار دل پسند خاطر پسند بمضامین بلند و گشسته در رفته از طبع وقادش ریخته کلامش بعذوبت از انگبین تر دایوش و بحلاوت انگیزی کام و زبان شائق این فن لائق در موسیقی بہم جال نواز و ترانہا ہمبر بیختنے و نواے نغمہ باپیش شورے تازہ در بزم عشاق انگیختے در جذب این اشعار آبدار او لولوے شاہوار در چار سوے سخن بے مقدار است ۔ اگرچہ نقشبندی مشرب بود اما نقش معنی را بصورت صوت می نمود ۔ ازاں پر درد رحمۃ اللہ علیہ ۔

مطلع :-

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے ک ب

---

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

جس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے جی میں اگر خوف تو ہے تیرے غضب کا
اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

---

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا　　　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
اُن لبوں نے نہ کی مسیحائی　　　ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا　گ ب

---

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا　　　بس ہجوم یاس دل گھبرا گیا　〃
پی گئی کتنوں کا لہو تیری یاد　　　غم ترا کتنا کلیجہ کھا گیا

---

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں　〃

---

کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ　　　تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ　〃

---

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے　〃

---

کبھو ہنسنا، کبھو رونا، کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا کھیلے جینے کو دیوانہ بناتی ہے　〃

---

تیری گلی میں میں نہ چلوں اور صبا چلے　〃
یوں ہی خدا جو چاہے تو بندے کی کیا چلے
کہہ بیٹھیو نہ درد کہ اہل وفا ہوں میں
اس بے وفا کے آگے جو ذکر وفا چلے　〃

ہر طرح زمانے کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ
گر دل ہوں تو آزردہ، خاطر ہوں تو رنجیدہ　　　گ ب

---

داغ۔ سید زین العابدین

داغ تخلص، سید زین العابدین از خاندان سید رضی خاں ملقب بسیف الدولہ بہادر است۔ مشورہ سخن بشاہ نصیر داشت بیتے از طبع زادش نگاشتہ شد۔

یوں وہ بولا دیدۂ تر دیکھ کر دوچار سے
ڈر سے مجھ کو نظر آتے ہیں گھر دوچار کے　　　گ ب

---

درویش۔ میر شاہ علی

درویش تخلص، میر شاہ علی موسوم بشاہ اللہ دیا کہ از مشائخ والا مقام بین العوام معروف است نسبت داشت باکتساب علوم رسمی زانو پیش استادان تہ نمودہ در ایام جوانی بحرب زبانی اشعار می گفت مشاورِ سخن بہ عمدۃ الشعراء نظام الدین ممنون بودہ اشعار او ثبت نمودہ مطلع:۔

ایک شب بیٹھے تھے جس گھر میں کبھی یار سے مل
روز روتے ہیں وہاں کے در و دیوار سے مل　　　گ ب

---

درویش کو مجنوں کبھی لکھا کرتا عرضی
اس مملکت عشق میں سلطان سمجھ کر　　　"

---

۱؎ "لختے از فنون رسمیہ کسب کردہ و کتب متداولہ باستاد خواندہ" گلشن بے خار

## دل ۔ زور آور خاں

دل تخلص زور آور خاں متوطن کول است ۔ طبع موزوں اشعار پر مضمون داشت ۔ چندے گزشت کہ ازیں جہاں درگزشت ۔ دیوانے مشحون از در مکنون بدنیا یادگار گزاشته[1] از وست ۔ ابیات ۔

گل ہیں مکھڑے سے خجل اور آلکھ سے نرگس کے پھول
باغباں تیری نذر کو چن کے لاؤں کس کے پھول

دل مرے دیوان کو عالم نہ سمجھے ریختہ
جمع ہیں گلشن میں میرے ہند اور فارس کے پھول

---

یہ نہیں خوب تجھے دن ہو تجھے رات پسند
دوستی جب ہے کہ ہم تم کو ہو اک بات پسند

---

ہوتے ہیں میری چشم سے اب اشک رواں پھر
پوشیدہ مرے راز کو کرتے ہیں عیاں پھر

---

جس روش سے میں کھلاتا ہوں یہ مضموں کے گل
نہ کھلیں باغ طلسمات میں افسوں سے گل

---

[1] دیوانے ضخیم و مثنوی ہائے متعدد دارد کہ بہ نظر نرسیدہ ۔ نو بنے عنایت حسین خاں فرزند ایشاں داستانے از یک مثنوی ایشاں روبروئے فقیر خوانده بود ۔ ایں اشعار از تذکرہ ہا انتخاب یافت ۔ گلشن بے خار ۔ [2] کذا

[1] کذا

## دل خوش۔ بہادر سنگھ

دل خوش تخلص بہادر سنگھ نام۔ کھتری قوم از ابنائے راجہ خوش حال رائے محمد شاہی است۔ ایں فرد از است۔ فرد:

ہوں ترے ہجر میں جوں دیدۂ نرگس حیراں
چشم پوشی نہ کر اس اپنے گنہ گار سے [1] گ ب

---

## دل سوز۔ خیراتی خاں

دل سوز تخلص خیراتی خاں نام، متوطن قصبہ ٹپیل از افاغنہ آنجاست۔ از بہرہ اندوز قصبہ جہاں آبادی است۔ بسرکار نواب ظفر یاب خاں باریاب بود۔ اہل تذکرہ می نویسند کہ درجے پور آنجہانی شد [2] و دل بشرب شراب مایل داشت۔ از وست شعر:

جگر فراق کے صدموں سے لالہ زار رہا
یہاں خزاں میں سدا موسم بہار رہا گ ب
تپ فراق میں بیمار کی جو دیکھی نبض
طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا "

---

سب سہیں گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی
پھر کہیں آنکھ لڑائی، تو لڑائی ہوگی [3]

---

[1] نقل کردہ اند کہ درجے پور ازیں عالم نقل کردہ۔ گلشن بے خار
[2] پر کہیں ..... الخ۔ گلشن بے خار
[3] اس مطلع کا دوسرا مصرع خوشگی نے گنگا پرشاد رند سے بھی منسوب کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۶۲

رات تم اس طرف جو آن بھرے دن مرے کچھ تو میری جان بھرے گ ب

## دلگیر۔ میر حمایت اللہ خاں

دلگیر تخلص میر حمایت اللہ خاں نام فرزند رشید عالم خاں است. کہ بزبان دبیان با ماثل وا قران ممتاز بود۔ مہارت تامہ در رمل داشت و در نجوم علم موشگافیہا می افراشت وطرح مشاعرہ بمکان خود انداخت۔ ونزد مکالمت و مطارحت با زبان آوران زبان می باخت از افکار اوست۔ فرد۔

دلگیر رہے تم چپکے سے گر آن کے ملنے
رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی گ ب

## دیوانہ۔ مرزا محمد علی خاں

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خاں نام از ثقات بنارس است۔ بمراتب علیائے انگریزی سرافراز ماندہ بہ عہد نظامت روشن الدولہ کول برک بہ جہان آبادی بود بہ عہدہ تحصیل داری محالات کھیر و چنپڑوس متعلقہ ضلع علی گڑھ خوش گزران بودہ حالا از حالش مطلع نیستیم کہ کجاست وچو لست۔ ایں ابیات از آنست۔ شعر۔

اس کا آخر ادہر کلام ہوا اپنا قصہ ادھر تمام ہوا گ ب

چلتے چلتے ایک دن دیوانے سب اٹھ جائیں گے
جوں چراغ صبح دم ہم سینۂ سوزاں سمیت ؍؍

ص؎ در زمانیکہ طرح مشاعرہ می افگند دا می را ہم تکلیف می نمود۔ گلشن بے خار

### دیوانہ ۔ رائے سرب سکھ

دیوانہ تخلص رائے سرب سکھ نام ۔ از شعرائے نامدار است و بد بار مشق اکثر موزونان آں روزگار کسب فن سخن ازاں زبدہ زمن کردہ اند جعفر علی حسرت و میر حید ر علی حیراں را اخذ کلام از دست ۔ سالہا ست کہ ایں جہاں گزراں را گزاشتہ ۔ فرد ۔

جان پر آ بنی ہمدم تری خاموشی سے[1]
بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر گ ب

---

دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے
رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے ر

---

## خیابان ذال معجمہ

### ذاکر ۔ مرزا احمد بیگ

ذاکر تخلص ، مرزا احمد بیگ شاگرد رستم بیگ جہان آبادی است ۔ و ایں منقول صاحب تذکرہ گلشن بے خار است اما در حقیقت مرزا احمد بیگ مشہور بہ خلیفہ احمد بیگ بود فرزند ارجمند خواجہ مرزا رستم بیگ شمع دین لکھنویست[2] ۔ رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ شمع دین مرشد فارغ شاہ خورجوی رضی اللہ عنہما از دست ۔ فرد :۔

---

ص۱ جان پر آ بنی ہمدم مری خاموشی ہے ۔ گلشن بے خار

ص۲ ناسخ نے بھی انہیں مرزا رستم کا شاگرد لکھا ہے ۔ شفیتہ انہیں شخصے است از جہان آباد لکھتے ہیں خویشگی چونکہ خورجہ کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں یہ اطلاع فارغ شاہ خورجوی سے ملی ہوگی کہ ذاکر خواجہ شمع دین لکھنوی کے صاحبزادے ہیں ۔

چھوڑ اسلام کو اور کھینچ کے قشقہ ذاکر
طالبِ کفر ہوا اس بتِ عیّار سے مل      گ ب

---

ذرہ۔ میرزا رام ناتھ

ذرہ تخلص، میرزا رام ناتھ نام۔ بخطاب بہادری ممتاز بودہ و بہ عہدۂ پیشکاری نظارت حضور والا سرفراز۔ از وست۔ فرد:۔

ترے کوچے میں روز و شب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو روا کرنا      گ ب

---

ذکا۔ ذکاء اللہ خاں

ذکا تخلص، ذکاء اللہ خاں لکھنویست۔ از دودمان نواب محبت خاں ابن حافظ الملک رحمت خاں مرحوم و مغفور بودہ۔ کہ جلالت شان آبایش طشت ازبام افتادہ از وست۔ فرد:۔

آہ کس طرح سے اس پردہ نشیں کو دیکھوں
اس کے گھر میں تو کوئی روزنِ دیوار نہیں      گ ب

---

ذکا۔ خوب چند

ذکا تخلص خوب چند نام، از قوم کایستھ دہلوی نژاد۔ و از شاگردان شاہ نصیر است۔ از کلام اوست شعر۔

ملے ہے ابروئے دلدار دیکھیئے کیا ہو      گ ب
کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیئے کیا ہو

نقش پا خالقِ گیتی نے بنایا ہم کو
جس کے قدموں سے لگے اس نے مٹایا ہم کو — گ ب

ذوق ۔ شیخ محمد ابراہیم

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی است ۔ عندلیب چمنستان بلاغت طوطی شکرستان فصاحت است ۔ از مدت سی سال ترانہ سنج معنی دلپذیر است ۔ ومشق سخن بے نظیر از منتخبات زمان و منتخبان دوران است ۔ گلزار مضامین آبیاری طبع رنگین پرورش و آئین بزین شعر می دماند و مائدہ این فائدہ از خوان احسان نصیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ربودہ و در مشاعرہ دہلی بارے بہ بزم اہل سخن برایں شعر ناسخ . فرد

اس بادشاہ حسن کی منزل کو چاہیے — بال ہما کی برچھنی دیوار کے لئے

از طبع رنگین خرد ذوق بدیں آئین معترض شدہ کہ ظاہرا ناسخ ایوان خسروی را بچشم خود ندیدہ ورنہ نسبت برچھتی بدیوار شاہی نکردے استادے مخدومی حضرت شاہ نصیر دیوار را بچنیں مضامین چوں دُرِ ثمین نظم کشیدہ است ۔ فرد

چونا بنیں گے بعد فنا میرے استخواں
منزل سرائے یار کی دیوار کے لئے

ایں ابیات از نتائج طبع اوست ۔ مطلع

مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا — پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا (گ ب)

---

لکھئے اسے خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا
پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اٹھ نہیں سکتا — "

---

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس — "
بدگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس

یاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں   گ ب
ابھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں

---

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو   〃
وہ لب پہ آئی ہنسی، دیکھو مسکراتے ہو

---

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے   〃
مژدہ خار دشت پھر تلوا میرا کھجلائے ہے

---

زخمی نہیں ہوا ہوں تری دزدیدہ نظر سے   〃
جلنے کا نہیں چور مرے زخم جگر سے

---

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی   〃
چلی تھی برچھی کسی پر، کسی کے آن لگی

---

کہتے ہیں لوگ موت تو سب جاتے جلتے ہے   〃
پہ نبیر پاس اُسے سبھی کوئی کھاتے جاتے ہے

---

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گزر جاویں اگر جاں سے   〃
اٹھائے مور لاشے کو ہمارے دست مژگاں سے

---

## ذوقی۔ ذوقی شاہ

ذوقی تخلص، ذوقی شاہ، مردف وبدلدیشی، بصرف بکھتری نژاد است۔
این ابیات از دل طبع زاد است در بجذب خانہ دلش آباد۔ فرد:۔

اپنے یہ چاہ اس کی وہ صورت اے عزیز ذوقی گاہ کیجئے گا گب

---

ترے کوچے میں ہم بھی آج نے تلوار بیٹھیں گے
رقیب رو سیہ کو بے دھڑک ہی مار بیٹھیں گے
جو غیروں کو تم اپنے منہ لگاؤ گے تو بولیں گے
نہیں تو مثل نے خاموش وہ لاچار بیٹھیں گے
یہ ذوقی بھی ترے غصے سے ڈرنے کا نہیں ہرگز
اٹھاؤ گے جو در سے جا پس دیوار بیٹھیں گے

---

## ذرہ۔ میر ولایت علی

ذرہ تخلص، میر ولایت علی نام۔ از سادات کرام کول است۔ اما بتقریب روزگار بالفعل اقامت گزین اکبرآباد است۔ وقتیکہ بسیر اکبرآباد رفتہ بودم بآن شفیق برخوردم مرد کریم الاخلاق و عمیم الاشفاق مسافر دوست دنیکو خوست فکر در ہندی می کند۔ نیشتر بیشتر بجان اثران آنجا میزند۔ خوشا ی گو یہ سبزہ فصاحت از کلامش می روید۔ نمکین کلام است و کلامش معجز نظام اگر باور نداری بشنو غزل۔

ان بتوں کی نہیں الفت سے ملا حاصل کیا
نا خدا ترس سے جز رنج و عنا حاصل کیا

میں دعا دیتا ہوں تم گالیاں دیتے ہو مجھے
اس برا کہنے سے کہئیے تو بھلا حاصل کیا

کرتی پھرتی ہے جو مٹی تو ہماری برباد
تجھے اس خاک اڑانے سے صبا حاصل کیا

کیا ملے گا مجھے سودائی بنانے سے تجھے
پیچ دینے سے مجھے زلف رسا حاصل کیا

قطع کرنا تھا مرے دست جنوں کو ناصح
کیوں گریبان مرا تو نے سیا حاصل کیا

دست قاتل کو مبارک رہے خون عاشق
پاؤں کیوں پڑتی ہے ناحق تو حنا حاصل کیا

عمر بھر خاک میں چھانا کیا میں اے ذرہ
اور ان مہر وشوں سے تو ہوا حاصل کیا

---

استخواں میرے نہ کھا مجھ کو ندامت ہوگی
اے ھما گر کبھی مہماں سگ جاناں ہوگا

---

## خیابان رائے صاحب

### رند، گنگا پرشاد

رند تخلص، گنگا پرشاد نام، کشمیری برہمن بچہ ہندوستان نژاد، لکھنوی مولد جوانے شگفتہ رو دخجستہ خو خوش پیکر دلکش منظر مزاج عاشقانہ و مشرب رندانہ دارد۔ دمے بے ہمدمے نیا سودے دانی بے موئے میانے نہ لودے دیدہ و دل بعشق محبوبان طناز و دلبران با عشوہ و ناز مایل و با شاہدان زیبا شمائل۔ دست بگردن

مقصود حسائن گل گلزار معنی و بلبل شاخسار نکتہ دانی در فصاحت سبق از ہم صحبتاں ربودہ و در بلاغت گوئے برتری از امثال و اقران ربودہ۔ بہ چاشنی گفتارش مذاق جان شیریں و از اشعار نوشیں اوکام زبان حلاوت آگیں خیاط ازل بایں خوبی قبائے قابلیت گاہی بر بالائے او دوختہ و روشن گرد ہر بایں روشن دلی و آگاہی آئینہ ضمیرے نیفروختہ در ہر فن طبعش سلیم و مستقیم است و آوازہ ہفت اقلیم او آویزہ گوش ہفت اقلیم سخن دل پذیر او مقبول انام و بتحصیل علوم معقول و منقول مشہور بین الخواص والعوام مدتے در بریلی و میرٹھ گزراندہ و در روزگارے بضلع علی گڑھ و آگرہ بمراتب علیا معزز ماندہ من بعد اعنی چندے بسررشتہ داری عدالت اکبرآباد امتیاز داشت۔ و سالہا بہ تحصیلداری و افسر پولیسی ضلع متھرا سرفراز۔ حالا بسررشتہ داری کلکٹری ضلع بجنور قبائے سروری بر قامت والا او راست و در از لفاق و نزدیک تر بوفا و وفاق است طبعش بزیور علم آراستہ و پیرایہ علم پیراستہ۔ پایہ برتری سخن دما بہ بہتری ایں فن صرف بفیض صحبت نظیر الدین حسن المتخلص بہ شائق برہمہ فائق در زمان پیشیں با دوستان ہم نشین شریک بزم مشاعرات بریلی و فرخ آباد و میرٹھ و اکبرآباد می ماند و غزل ہائے طرح موزوں و پر مضموں می خواند اہل تذکرہ گلشن بے خار نسبت تلمذ او بہ جرأت نمودہ جرائتے نمودہ راہ غلط بیہودہ کہ ادراکما ہی آگاہی نبودہ[1] بار اقسم آثم یعنی گرد آور ایں صحیفہ رسم مودت و محبت مرعی و سلوک و بدار الفرب اتحاد طلائے بے غش و داد و سلوک۔ بہ بزم سخن در مشاعرہ نامہ نگار بتحریک بعض خلان محفل مشاعرہ منعقد می بود با طبع رسا بشاعران مطارحہ نمودہ و می نماید۔ ایں ابیات از

---

[1] "از تلامذہ جرأت است" گلشن بے خار۔ شاگرد قلندر بخش جرأت۔ عمدہ منتخبہ۔ خوشگو ذاتی طور پر آپ سے واقف تھے اس لئے ان کا خیال صحیح ہونا چاہیے۔

ستائش طبع وقاد رالانزاد او ست۔ غزل:۔

بدن ہے یاسمن یا نسترن ہے | الٰہی قد ہے یا سرو چمن ہے
جہاں وہ گل بدن ہو جلوہ فرما | اگر بن ہے تو پھر وہ بھی چمن ہے
خیال زلف میں رہنا پریشاں | ارے دل یہ ترا دیوانہ پن ہے
ورشہوار بھی ایسا نہ ہو رسند | مصفا جس قدر تیرا سخن ہے

---

ہم نے دیکھا تو ادھر کو دیکھا | لیکن اس نے نہ ادھر کو دیکھا
سیل خوں تھا جو بہا آنکھوں سے | تم نے دل کو نہ جگر کو دیکھا
جو نہ تھا باغ میں وہ نخل ثمر | ہم نے گل کو نہ ثمر کو دیکھا
دیکھ پھر ہم کو نہ دیکھے گا تو | یار جو تو نے ادھر کو دیکھا
جو کچھ اس شعبدہ گر میں دیکھا | نہ پری میں نہ بشر میں دیکھا
جھائیاں منہ پہ تری او مہ رو | وہ کلف ہے جو قمر میں دیکھا
حسن پریوں کا سنا کرتے ہیں | عشق دیکھا تو بشر میں دیکھا
وہ مزا ہے تری باتوں میں کہ بس | شہد میں اور نہ شکر میں دیکھا
نہ تو کی نالۂ شب نے تاثیر | نہ اثر آہِ سحر میں دیکھا

---

جلاتی ہے تپ عشق آہ جیتے جی بدن میرا
موئے پر یا الٰہی کب یہ چھوڑے گی کفن میرا
یہ نقشہ کر دیا ہے تو نے او پیماں شکن میرا
کہ اب منہ دیکھتے رہتے ہیں سب اہل انجمن میرا[1]

---

[1] یہ کذا۔ مصرع یوں ہوگا۔ کہ اب منہ دیکھتے رہتے ہیں اہل انجمن میرا۔

ابھی رک جاؤ گے اے غنچہ لب باتوں ہی باتوں میں
نہ پوچھو حال مجھ سے اور نہ کھلواؤ دہن میرا

مجھے الفت ہے اک رنگیں مزاج نازنیں سے رند
نہ کیوں رنگین ہووے ہم صفیروں میں سخن میرا

---

اب تو چارہ کوئی باقی نہیں بے چاروں کا
آخری وقت ہے پیارے ترے بیماروں کا

---

خوباں ستم و جور و جفا کیا نہیں کرتے
یہ لوگ ذرا خوف خدا کا نہیں کرتے

میں جان پہ کھیلوں گا جو تم عنبر سے کھیلے
کیوں کھیل کوئی مجھ ہی سے کھیلا نہیں کرتے

---

دم بدم لب پہ آہ جاری ہے
بے قراری سی بے قراری ہے

جو وہ گل رو نہیں چمن میں تو اب
بوئے گل سے دماغ بھاری ہے

دل کسی قدرداں کو دیں گے رند
اب اگر زندگی ہماری ہے

---

جی میں آوے ترے مل خواہ تو مت مل آ کر
یہ وفاداروں کے پھرتے ہیں دل کہیں آ کر ؎۱

---

؎۱ کذا۔ مصرع اصل میں یوں ہوگا۔ یہ وفاداروں کے پھرتے ہیں کہیں دل آ کر

دنیا میں نہ ہو شیفتہ انسان کسی کا
دل ہاتھ سے جاوے نہ مری جان کسی کا

شمع ساں تو جل جل کے ہوئے سرو چراغاں
پر وہ نہ ہوا شمع شبستان کسی کا

---

جو آنکھ اس بے وفا کی مجھ سے بے تقصیر پھرتی ہے
ادھر تاب شکیب پھرتی ہے ادھر تقدیر پھرتی ہے

خدا وحشت کا گھر آباد رکھے بعد مجنوں بھی
لباقی اب تلک جو خانۂ زنجیر پھرتی ہے

بھلا کیونکر نہ وحشت فصل گل میں دل کو ہو اے رند
لئے باد بہاری ہاتھ میں زنجیر پھرتی ہے

---

دل ہوا خوں اور جگر بھن کر کباب
ہے تری اس عشق کا خانہ خراب

فصل گل ہے اور ہنگام شباب
ہاں مغنی نغمۂ چنگ و رباب

خبر ہے حضرت پیر مغاں
اب ثواب اس میں ہو صاحب یا عذاب

فصل گل میں منع مے کرتے ہو شیخ
ہے خطا پر آپ کی رائے صواب

دیکھ اس بحر فنا میں آنکھ کھول
رند چشمک تجھ پہ کرتا ہے حباب

---

## قطعہ

بزم خوباں کو جو ساتھ ان کے لگا چلنے میں
تو لگے کہنے طبیعت کہیں آئے ہو گے

خیر چلنے کو تو چل پر یہ ذرا سن رکھ یاد
گر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑا لڑے ہو گے

کاش وہ ترک خطا کاکل پیچاں باندھے
بے خطا جاتے ہیں نت گبر و مسلماں باندھے

---

وہ از خود آ نکلا چپاتی سے آنا اس کو کہتے ہیں
خوشا اے جذبۂ دل کھینچ لانا اس کو کہتے ہیں

---

کیے زخم جگر کے بانے درماں کتنے ہی ہم نے
گئے آخر کو مرہم پر نہ کی تاثیر مرہم نے

---

## قطعہ

ہاں اٹھ تو چلے تری گلی سے — لے کر دلِ زار ناتواں کو
پر دیکھیے آہ اپنی تقدیر — لے جاتی ہے یہ کہاں کہاں کو

## قطعہ

یہ دل پھر ان دنوں وحشت میں آیا — نہیں تدبیر کچھ چلتی خدایا
بھلا سمجھوں گا تم سے حضرت دل — کلیجہ آپ نے میرا پکایا
چڑھاؤں پھول تربت پر تری رند — جو مجھ کو میرے دلبر نے بلایا

## غزل

تجھے جس نے دیکھا نگارا زمیں پر — کہے ہے کہ اترا ہے تارا زمیں پر
کوئی پھول گلشن میں تجھ سا نہ پھولا — ہوا جب سے تو آشکارا زمیں پر
تری راہ میں فرش ہیں دیدہ و دل — نہ رکھ پانو پیارے خدارا زمیں پر
زمانہ میں تیرا یہ شہرہ ہے پیارے — کہ آیا دوبارا مسیحا زمیں پر

جب سے میں اس کا تشنۂ دیدار ہو گیا
پیاسا مرے لہو کا وہ خوں خوار ہو گیا

---

## راقم ۔ غلام محمد

راقم تخلص غلام محمد پایہ ادر خطوط نویسی بس بلند است۔[1] و بفارسی شعر دل پسندمی گوید این دو بیت از وی نویسم ۔ فرد ۔

بس کر چکے عاشقی مری جاں ۔۔۔۔ غصے سے تیرے جو ڈر گئے ہم گ ب

---

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اُڑا دی
تو اس نے ہنسی میں یہ مری بات اُڑا دی ۔۔

---

## راغب ۔ مرزا سبحان قلی بیگ

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ نام ، اصلش از ایران مولدش جہان آباد زمانے با انشا اللہ خاں مناظرہ افتادہ و نوبت بہ ہجا رسیدہ ۔ از یاران ہم نشین

---

[1] خوشگو نے یہاں بات اُلجھا دی ہے ۔ شیفتہ نے لکھا تھا کہ " در اکثر خطوط دست گاہے دارد " خطوط اور خطوط نویسی کا فرق ظاہر ہے ۔ عمدہ منتخبہ میں راقم کے بارے میں یہ عبارت ملتی ہے " در خوش نویسی مہارت کلی دارد ۔ خط نستعلیق و شکستہ و شفیعا و ثلث و نسخ و غیرہ خوب می نویسد ۔ در جرگۂ خوشنویسان حضور پر نور داخل است " غلام محمد ہفت قلم مشہور تھے انہوں نے تذکرہ خوشنویسان بھی تصنیف کیا تھا جسے محمد ہدایت حسین نے مرتب کیا اور ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نے ۱۹۱۰ء میں کلکتہ سے شائع کیا ۔ بحوالہ خطاطی کے چند نادر نمونے مطبوعہ رسالہ اردو شمارہ ۳ جلد ۴۲ جولائی ۱۹۶۶ء

سعادت یار خاں رنگین است۔ اور است۔ شعر۔

رشک چمن جو اٹھ گیا آج ہمارے پاس سے
اپنے برنگ گل یہاں اڑ گئے کچھ حواس سے　　گ ب

---

منہ دوپٹے میں چھپایا اس نے　　دل کو پردے میں لبھایا اس نے　　"

---

## رافت۔ رؤف احمد

رافت تخلص، رؤف احمد نام سلسلہ انتسابش بحضرت شیخ احمد مجدد رضی اللہ عنہ منتہی می شود۔ منشایش رام پور وطنش سرہند۔ بہرہ سخن از قلندر بخش جرأت یافتہ و بارہا بدہلی شتافتہ و از طریقہ رضیہ صوفیہ یعنی دودمان حضرت غلام علی شاہ صافی ضمیر رحمتہ اللہ علیہ بہرہ وافی و کافی گرفتہ ایں از دلوشتہ۔ بیت۔

یس کی مژگاں کی آہ یارب پھرے ہیں برمے ہمارے بر میں
کہ مثل غربال پڑ گئے ہیں ہزاروں روزن دل و جگر میں

---

## راسخ۔ غلام علی

راسخ تخلص، غلام علی نام۔ در عظیم آباد درد مندانہ میزلیست د بوضع درویشانہ بمحبت آں یگانہ جل شانہ می گریست و چندلیست کہ از قید حیات وارستہ بمحبوب حقیقی پیوستہ۔ ازوست۔ بیت۔

دشمنی در پردہ کی اے واے تم نے کیا کیا
آپ تو پردے میں بیٹھے اور ہمیں رسوا کیا　　گ ب

---

اب اور لگا ہونے اجیاد گلستاں میں
راتوں میں دکار ہنے صیاد گلستاں میں          گ ب

---

## رستم ۔ سید رستم علی

رستم تخلص، سید رستم علی خاں متوطن مبارک‌پور از خاندان نواب عبداللہ خاں است در ایام سیر آرائے فرخ سیر رکن رکین سلطنت بود و کلاہ وزارت بر فرق فرقدان می سود این بیت از نتائج طبع او ثبت شد ۔ بیت ۔

کب تلک ہجر کے دن دیکھئے ہم دیکھیں گے
آستیں اشک سے بر رات کو نم دیکھیں گے          گ ب

---

## رسوا ۔ آفتاب رائے

رسوا تخلص آفتاب رائے نام جوہری پسر در جہان آباد بسر بردے ورہ نورد وادی نامرادی بود و دوام بشرب مدام کام و زبان می آلود دم واپسیں بحضار بالیں را چنیں وصیت کرد کہ لاش را بجائے آب از شراب غسل دہند گویند بہ برتے مے از اندام وے احدی پے نبردہ این بیت از نتائج طبع او ثبت کردہ گویم مزیل احساس کثرت استشمام باشد

**شعر**

کوئی جا نہیں زمیں پہ کہ اشکوں سے نم نہیں
رسوا بھی اس زمانے میں مجنوں سے کم نہیں          گ ب

---

وصل میں بے خود رہے اور ہجر میں بے تاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائیے          ”

## رضا ۔ میر رضا

رضا تخلص، میر رضا خط طغرا خوش می نوشتے و شعر دلکش می گفتے نشو و نما

یافتہ نکھنواست۔ ایں ابیات ازوست۔ شعر:۔

صدف تاز جو کل سینہ کا صندوق ہوا
تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا — گ ب

---

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی
اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی — ء

---

## رضا۔ حمید الدین

حمید الدین خلف حکیم کلو از چاند پور است طبع خوش داشت ایں اشعار از فکر او کاشت

قطعہ: آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو دو قدم صحن خیاباں پہ چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہیں چھپ کے ترے کوچے میں نے ہیں گمنام جو دیوار تلے بیٹھ گئے

گ ب

---

## رضا۔ میر محمد رضا

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی است۔ سواد بیاض او از ضیائے میر ضیا مستفی است۔ در ایام جوانی چنانکہ دانی بزہد تقوی نگرانی داشت۔ ازدست، فرد۔

اس کا کچھ انجام سبھی سمجھا کر تو نے اے نادان
حسن روز افزوں وہاں یہاں عشق شور افزا دیا — گ ب

---

## رضا۔ میرزا جیون

رضا تخلص مرزا جیون ابن محمد مرزا جان است۔ ممنون از فیض تربیت میر نظام الدین ممنون بود۔ از دہلی است۔ دیوانے دارد۔ مملو بشعر دل بند خاطر پسند ایں بیت از نتائج فکر ارجمند اوست۔ شعر:۔

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہم سے شعر ہوتے ہیں
کہ گویا رشتۂ مضمون میں موتی پر وتے ہیں — گ ب

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ    ہم بھی سنتے ہیں اور جلتے ہیں   گ ب

---

## رضا۔ میر مہدی

رضا تخلص، میر مہدی از سادات لکھنؤ است۔ در فن سخن بہ تو از ضیا یافتہ

این بیت از وی نگاشتہ۔ فرد:۔

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے یہ اس کا خیال

یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے    گ ب

---

## رضا

رضا تخلص، مردے از رام پور است۔ شعور مرفور در فن سخن دارد این شعر

از وی می نگارد۔ بیت۔

اب کوئی لحظہ میں مجنوں پہ بلا آتی ہے

جرس ناقۂ لیلیٰ کی صدا آتی ہے[۱]    گ ب

---

## رضی۔ سیف الدولہ سید رضی خان

رضی تخلص، سیف الدولہ بہادر سید رضی خان بہادر از اہالی جہان آباد

است۔ والا نژاد۔ نیک نہاد۔ بامسائل و اعتقاد اثنا عشریہ انعقاد تحقیق داشت

چند روز است بساط زندگانی در نوشتہ این ابیات از و نوشتہ۔ شعر:۔

مرے قتل کرنے میں دو نا ندے ہیں    میرا کام ہوگا ترا نام ہوگا

---

[۱] آتی ہے صدائے جرس ناقۂ لیلےٰ + پر حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا۔ ذوق
ع کذا

بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی نہیں ہے
جس کو نہ ہووے عشق وہ انسان ہی نہیں — ک ب

---

رضی ۔ مرزا رضی خان

رضی تخلص مرزا رضی خان مادرش لکھنو است ۔ اختر شناس است ۔ با والی آنجا قرابتے دارد و بگذران اوقات ۔ فراغتے مثنوی لیلی و مجنوں بزبان ریختہ بفصاحت پختہ از کلک زبان او ریختہ ازوست ۔ شعر ۔

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کے
ہم پر جب ربانی ہے اس مہربان کے — ک ب

---

رفیق ۔ میرزا اسد بیگ

رفیق تخلص، مرزا اسد بیگ نام، از نکتہ سنجان دہلی است ۔ در سخن بمشورہ انشاء اللہ خاں فراق شہرہ آفاق است ۔ طرح مشاعرہ می انداخت ۔ و نرد انشائی باخت ۔ ازوست ۔ فرد :۔

روشن رہے گا داغ دل عاشقاں مدام
ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل — ک ب

---

ہیہات کر کے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے
مانند نقش پا ترے کوچے میں مر مٹے — ''

---

رفاقت ۔ مرزا مکین

رفاقت تخلص، مرزا مکین نام ۔ در شاعری بفیض جرأت نام برآوردہ

آغاز جوانی ازین جہان فانی حیات جاویدانی پذیرفتہ از کلام اوست کہ چوں در گفتہ شعر:-

واں کیوں کہ رویئے کہ منادی جہاں بہ ہو
زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی — گ ب
برسوں کی ایک دن میں رفاقت کو چھوڑ دے
کیا ایسی زندگی کا بھروسہ کرے کوئی — "

---

## رفیع - مولانا رفیع الدین خاں

رفیع تخلص، مولانا رفیع الدین خاں نام - از شیخ زادگان لکھنو است - از وطنے بمراد آباد آمدہ بزیارت حرمین شریفین رفتہ و ببرکت آن پرتوے یافتہ - رسالہ مشحون بحالات سفر موسوم بسفر الحرمین نوشتہ و کنز الحساب از تالیفات او مشہور بین الجمہور است - قبل از نزع وصیت نامہ نوشتہ و درباب عدم درستی قبر خود این شعر وصیتہ نوشتہ - شعر

صورتے قبرم ز بعد مرگ ویراں خوشتر است
بے نشانی ہم چو من باخاک یکساں خوشتر است

---

ناتوانوں کے ستانے سے حذر کر ظالم
عرش بھی آہ سے مظلوم کی ہل جاتا ہے — گ ب

---

## رفعت - مرزا قاسم علی

رفعت تخلص، مرزا قاسم علی نام - نژادش از مشہد مقدس است - فا تا

از بزرگانش به کشمیر سکونت پذیر بودند و مولد او بلده شاهجهان آباد است۔ نوبتے
ره نورد لکھنؤ شده و کسب سخن از جرأت نموده از وست۔ شعر۔

خط ره بھیجے رقیب نہ لکھا ۔۔۔ یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا ۔ گ ب

---

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس ۔۔۔ جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس ۔ "

---

چھٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی ۔۔۔ اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی ۔ "

---

دیوار گلرخاں کا سایہ نگر پڑا ہے ۔۔۔ زاہد بتا تو مجھکو طوبی اس شاخ کیا ہے ۔ "

---

## رنگین۔ سعادت یار خان

رنگین تخلص سعادت یار خان نام، پور مسعود محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان است
برسم سپہ گری اکثر بلاد سیاحت می پیمود۔ سوز عشق در سر و جمال عذرا عذار مد نظر
داشت۔ جوانے رنگین و کلامے نمکین اگرچہ پیر بود اما در سرش از عشق نوجوانے نشانی
می نمود جادهٔ سخن را از رہنمائی حاتم طے نموده و مشق این فن که در یاست دیگرے پے
نبرده ہشتاد سال زندگانی چنان که دانی بنشاط جاودانی بسر برده و آخر ازیں جہان
فانی آنجہانی شد طرفہ این که پیش از ممات بقید حیات چہل (۴۰) سالہ تاریخ وفات
را گفته که بسیار مشہور است۔ این ابیات از وست[۱]۔ شعر۔

---

[۱] از غرائب امور آنکه می گفت دریں سال رفت۔ بعدم ابادی کشتم چوں سبب پرسیده آمد گفت
سالہاست که بخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبانم آمده که دریں سال از آنجہانی شدن من خبری دہد گلشن بخار

کس مست کی نگہ کی یہ بدمستیاں ہیں
اوندھے پڑے ہیں ساغر ٹوٹی گلابیاں ہیں

---

یوں کہہ دو اس بت کو آیا ہوں یہ جی میں ٹھان کر
چین دے مجھ کو کہیں اپنے خدا کو مان کر

کھوئی غفلت میں جوانی دیکھ پیری میں تو جیت
صبح صادق ہو گئی چلنے کا کچھ سامان کر

دل لعل سے نے گئی رنگینی رہ دزدیدہ نگاہ
ورنہ دل دیتا ہے کیوں اپنا کسی کو جان کر

---

تا حشر رہے یہ داغ دل کا
یارب نہ بجھے چراغ دل کا

معلوم نہیں کسی کو رنگینی
دے کون ہمیں سراغ دل کا

---

رقیبوں سے اس کو ہم دیکھتے ہیں
یہ ظلم اپنی آنکھوں سے ہم دیکھتے ہیں

---

نہ تو میکدہ ہی کی چاہ ہے نہ تو کعبہ ہی پہ نگاہ ہے
یہ جو شخص نامہ سیاہ ہے اسے اپنے دل ہی سے راہ ہے
نہ تو کچھ کلیجے میں درد ہے نہ کچھ اپنا رنگ ہی زرد ہے
مگر آہ لب نہ یہ سرد ہے تو یہ ایک ڈھب کی کراہ ہے

سانچے میں ڈھلی ہے یہ تری نور کی گردن
گردن کو تری پہنچے ہے کب حور کی گردن

---

ہم جوں چکور عشق ہیں سدا ایک یار پر　　　بلبل کی طرح جی نہیں دیتے ہزار پر

---

ہوا نکلتی ہے جب آہ زخم سینے سے
بس اب تو ہاتھ اٹھا ظالم اس کے سینے سے

---

رنگ۔ مہربان خاں

رنگ تخلص۔ مہربان خاں نام۔ از توسل گزینان احمد خاں بنگش است۔
و چندے چنگش بدامن دولت نواب افراسیاب خاں رسیدہ بامید فلاح مرزا رفیع السودا
مداح اوست۔ رائے بموسیقی داشت۔ او راست۔ شعر:-

جس کا تجھ سا حبیب ہووے گا　　　اس کا عالم رقیب ہووے گا (رگ ب)

---

دل کا گھبرانا کہوں یا کہ نفس کی تنگی
دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی

---

ملہ رنگین نے بھی سودا کی طرح اضافت استعمال کی ہے۔ سودا کہتے ہیں:-

پایا ہزار ایک بات میں اپنے میں یوں تجھے　　　معنی کو جس طرح سخن عاشقانے میں

کیونکہ نہ چاک چاک گریبان دل کروں　　　دیکھا ہوں تیری زلف کو میں دست شانے میں

یہ طریقہ اب متروک ہے۔

نصیر ۔ میر محمد نصیر

نصیر تخلص میر محمد نصیر نبیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ است۔ بصفات پسندیدہ و اخلاق حمیدہ در دیدہ اہل نظر است۔ پیشتر بشیر فکر سخن می نمود و حالا شاہد اشعار او در حجاب ضمیر خوش جلوہ فرما است۔ شاید قریب است کہ بدان گذران انگذاشت و دیانت دستار را ہیچ انگاشت۔ شعر:-

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم الٹ گیا    قاصد ادھر بدیدہ پرنم الٹ گیا    گ ب

---

کوٹھے کی ارماں جانب دشمن نہ بام پر
کو ٹھے چڑھے جو بات کھلے خاص و عام پر    گ ب

---

دل یہ جس کے لئے پہلو میں طپاں رہتا ہے
یوں سنا ہے کہ اسے بھی خفقاں رہتا ہے    ؍؍

---

روشن ۔ روشن شاہ

روشن تخلص، روشن شاہ نام۔ از بریلی بمیرٹھ نقل کردہ و بفضل باری از بار گران دنیا داری سبکدوش شدہ و پا بدامن درویشی کشیدہ جادہ تجرید بقدم تفرید طے نمودہ فارغ بال بجمعیت کمال باشید وصال آں یگانہ در حسن و جمال بسر بردہ از دست۔ شعر:-

عنبر سے ہو دیں یار کی باتیں    ہیں یہ پروردگار کی باتیں    گ ب

---

آپ کرتے ہیں بار بار نہیں    ہم کو ہاں کا بھی اعتبار نہیں    ؍؍

کونسی جا ہے کہ نہیں جا نہ گزر اُس کا ہے
مثل خورشید جہاں دیکھیے گھر اُس کا ہے   غ ب

---

دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد ہے
سینہ اگر یہ ہے تو دوزخ بھی گرد ہے   ”

---

تیرے کوچے کے اشتیاق میں یار   گھر سے ویراں ہوئے وطن سے گئے   ”

---

رمز نجیب اللہ خاں

رمز تخلص، آن یکتا تاز میدان فصاحت و شہسوار عرصہ بلاغت، بے نظیر زمان و فصیح دوران، ذکی بے نظیر، مقبول دل ہر صاحب تمیز، اخلاق مجسم و بہر چشم مکرم، جوان طبیعت و پیر شریعت برادر نواسے نجیب اللہ خاں است، کہ بعکس تخلصش رمز آنہم ہر چہ آید چہ اصل کہ روح است و واحد است اگرچہ تصور مختلفہ باشیم شاہد بر اتفاق علامت طبع است۔ دریک آن وزمان نقط آلعزیز کسب این فن از طغائے صاحب والاشان قبلہ عالم دعالمیان حضرت فتح خاں صاحب دام فیضانہ کردہ است از عرصہ بست و سہ سال ہم پائے حضرت شان در اعظم گڈھ خوش گزران است۔ قریب سہ سال است، کہ بالعزیز ظاہر بر نخوردہ ام و باطنًا اگرچہ بحکم فرد۔

قالبم ایں جان وجاں در کوئے دوست
خلق را وہم است کہ جاں در قالب است

اتصال روحی داریم اکثر طبعش بسخن سنجی در ہندی مائل وگاہے در فارسی نیز قائل مطلع ہندی از دست۔ شعر۔

دل میں ہے اب قرب میں آئینہ ساں پیدا کروں
وہ مجھے دیکھا کرے اور میں اسے دیکھا کروں

---

رخ زرد ہے دم سرد ہے چشم اشک سے تر ہے
واللہ یہ سب تیری محبت کا اثر ہے
دل میرا ترا گھر تھا سو اب غم نے لیا چھین
اے بے خبر اب تجھ کو بھی کچھ گھر کی خبر ہے

---

جب کہ درد عشق سے رخ زرد سارا ہو گیا
راز پنہاں دل کا میرے آشکارا ہو گیا
زلف کے پھندے میں قیدی مرغ دل کیوں کر نہ ہو
دانۂ خال سیہ کا جب سہارا ہو گیا
قطرۂ عرق؎ جبیں اس ماہ رو کا دیکھ کر
ابر کے پردے میں پنہاں ہر ستارا ہو گیا
لخت دل جب آ کے ٹھہرا نوک مژگاں پر مری
دار پر منصور پیدا پھر دوبارا ہو گیا
دیکھنا اس کا نگاہ قہر سے عشاق کو
قتل کرنے کا رمق سامان سارا ہو گیا

درحاضر جوابی ثانی خود ندارد روزے در مشاعرۂ اعظم گڑھ شخصے مصرعہ در
ہندی گفتہ کہ کیا نیا رنگ ہے کیا ڈھنگ ہے کیا چال نئی [illegible] برادرم فی البدیہہ

---

؎ عرق بروزن فرق استعمال کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

جواب داد کہ شعر:-

جب سے پہنی ہے مرے یار نے خلخال نئی
کیا نیا رنگ ہے کیا ڈھنگ ہے کیا چال نئی

سلمہ اللہ تعالےٰ واوصلنا الیہ بالعافیہ والخیر

---

## خیابان زائے معجمہ

### زار۔ برہان الدین خاں

زار تخلص برہان الدین خاں نام۔ از نبیرگان حضرت سلطانی درخط شکستہ سر استادی بر خوشنویسان برآوردہ از دست۔ شعر:-

کیوں کہ اس بت کو میں حال دل ناکام لکھوں
کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھوں          گ ب

---

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے          پہ کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے          ؍؍

---

### زار۔ میر مظہر علی

زار تخلص میر مظہر علی معروف در سرکار نواب احمد علی خاں شوکت جنگ باعتبار تمام روزگار می گزرانید ایں از کلام اوست۔ شعر:-

اگر کچھ بس کبھی ہو اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہو
نہ چاہیں اس کو اے ناصح جو الفت اختیاری ہو          گ ب

---

اب رہائی نے کیا اور پریشاں مجھکو          خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زنداں مجھکو          ؍؍

زار۔ میر جیون

زار تخلص، میر جیون گوہر شس از کشمیر و بزرگانش از آنجا انتقال بہ دہلی نمودہ سکونت پذیر شدند۔ از شورش متوحش بود آخر جنونش راہ زدہ چندے افاقت یافت لعدہ باز بہ بلائے آفت شوریدگی مبتلا بودہ بہماں حالت درگزشت۔ از وست۔ شعر:۔

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو
یا الہیٰ شب فرقت نہ دکھانا ہم کو گ ب

---

لے جاؤ گے تم اس کی گلی سے جہاں مجھے
آرام جو یہاں ہے نہ ہوگا وہاں مجھے ″

---

زکی۔ شیخ مہدی علی

زکی تخلص، شیخ مہدی علی زکی از شیخ زادگان مراد آباد است۔ مدت ہا بہ لکھنو ماندہ و علوم از علمائے آنجا خواندہ و بارگی عزم باسمت دہلی راندہ و چندے باہنرمندان آں جا گزراندہ۔ تاریخ خوش گفتے و مضمون موزوں در قصائد و غزل بستے مدحت طراز والئ حیدر آباد نیز گردیدہ و صنائع و بدائع دراں بکار بردہ خوش گو دلکش خواست۔ ہر آنچہ گفتہ شستہ و رفتہ چوں دُرِ سُفتہ صاحب دیوان است۔ از نتائج فکراں است بالفعل بجوار لکھنو اوقات می گزراند و بتوقع قدردانی میماند از وست۔ شعر:۔

جلوۂ دستِ نگاریں جو لبا آنکھوں میں
شمع فانوس ہوا رنگِ حنا آنکھوں میں

کیا سبب ہے جو یہ کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی
یہ وہی دل ہے جو رہتا تھا سدا آنکھوں میں — ث ب

---

لڑتی ہے برق آہ سے گردوں کو ٹال کر
خورشید حشر گیند جو پھینکے اوچھال کر — ”

---

حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم ہے فصل بہار اب کے برس آتی ہے — ”

---

گاہے غم فراق گہے آرزوے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہیں دل لگا رہے — ”

---

ہوئے ساقی سے خجل واہ ری کم ظرفی دل
بوسۂ لب کی طلب پہلے ہی پیمانے پر — ”
دھوم دیوانے اڑاتے ہیں پری زادوں کی
شمع محفل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر — ”

---

زکی جعفر علی خاں

زکی تخلص جعفر علی خاں نام۔ در ایام شہریاری شاہ عالم بادشاہ امیرے
بودہ و در سخن بے نظیرے از دست۔ فرد:۔

عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کے ساتھ
وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جلتی رہے — گ ب

# خیابانِ سینِ مہملہ

## سامی ۔ مرزا محمد جان بیگ

سامی تخلص، مرزا محمد جان بیگ نام ۔ نژادش از قبچاک است ۔ والدش در کشمیر جنت نظیر مقیم بوده ۔ فاما او بدہلی رو نموده غاشیہ کش ارادت حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ شده بسخنوری بر ہمہ فائق و مقتبائے شاعری بر قامت او لائق. گوہر آبدار اشعار از دریائے ذخار افکار بیرون می آرد و لعل آبدار مضامین از گنجینہ سینہ دارد قصیدہ آبدار در مدح خرم خاں صوبہ دار کشمیر با نواع صنائع و بدائع دلپذیر گفتہ [ص] ایں دو بیت از فکرت او نوشتہ ۔ شعر :۔

ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں
دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے   گ ب
مرغان قفس دن کو پھڑکتے ہیں ولیکن
دن رات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے   ״

---

## ساماں ۔ میر محمد ناصر

ساماں تخلص، میر محمد ناصر جونپوریست ۔ در عہد سلطنت محمد شاہ، بہ شاہ جہان آباد ہم گذر کرده بود بیتے از و ثبت نمود ۔ فرد :۔

رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ   مگر رشتے میں ہیں اس شمع رو کے
(ع م ب)

---

ص قصیدہ در مدح خرم خان صوبہ دار کشمیر بایں صنعت کہ از ہر مصرع دو تاریخ می برآید واز پیش گاہ شاہ عالم بادشاہ مامور بہ نظم شاہ نامہ مشتمل بر وقائع ایام خلافت گشتہ و با تمام نرسیدہ بود کہ سال عمرش باتمام رسید ۔   گلشن بے خار

## سبقت۔ مرزا مغل

سبقت تخلص، مرزا مغل فرزند مرزا علی اکبر اخوند شاگرد ارجمند جرأت است۔ ایرانی است اصلاً جہان آبادی است مولداً۔ طبعش سلیم و در فکر سخن مستقیم از دست شعر:۔

نا بجا یہ اضطراب دل نہ ہرا ستم ہوا
جان لبوں پر آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا    گ ب

---

میں ہی کچھ تنہا نہ اس کو دیکھ مفتوں ہو گیا
ہر کوئی اس غیرت لیلیٰ کا مجنوں ہو گیا    "

---

قصد مجھ سے بے گنہ کے قتل کا جب دل میں ہو
کیوں نہ پھر خنجر ترا قاتل بنے اور لوٹ جا[1]    "

---

سبقت سناؤں کیوں کہ خبر دل کو یاس کی
احوال جانتا ہوں میں امیدوار کا    "

---

## سجاد۔ میر سجاد

سجاد تخلص، میر سجاد اکبر آبادیست۔ ہنگام اقامت دہلی طرح مشاعرہ می انگند۔ از شاگردی آبرو آبرو یافتہ ارجمند۔ ابیات:۔

---

[1] کذا۔ کیوں نہ پھر خنجر ترا قاتل بنے اور لوٹ جائے۔ گلشن بے خار

شتابی سے دے کہ جاتا ہے ابر — جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب گ ب

جب ہم آغوشِ یار ہوتے ہیں — سب مزے در کنار ہوتے ہیں ״

لبِ شیریں پہ اس کے مرتا ہوں — زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں ״

---

## سخن۔ حکیم مرزا محمد حسین

سخن تخلص، حکیم مرزا محمد حسین کشمیری الاصل نبیرگانش بشاہ جہاں آباد نقل کردند۔ بفن طب کماہی آگاہی داشت۔ ایں بیت ازوی نگارد۔ شعر۔

جو ہیں جان نکلی وہیں آن نکلا — بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا گ ب

---

## سخنور۔ دیوالی سنگھ

سخنور تخلص، دیوالی سنگھ نام، سر دفتر منشیان دفاتر شاہی است۔ ونظر کردہ لطف ظل الہی از کائیتھان است۔ سخن خوش می گفت۔ بیتے ازو یادگار است۔

شعر۔

گریاں رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح آئے ہے اب پھر نظر مجھے

---

## سرسبز۔ زین العابدین خاں

سرسبز تخلص، مرزا زین العابدین خاں فرزند رشید نواب سالار جنگ۔ از کتب دینی آگاہ و بہ علم یقینی راہ داشتہ۔ بزرگانش زمان دولت فرخ سیر بہ ہند آمدہ نامور

شدند۔ صاحب دیوان است۔ صاحب تذکرہ گلشن بے خاری نگارد کہ مصحفی سالے چند از حاشیہ نشینان بساط فیض مناط او بودہ و زلہ از خوان نعمتے ربودہ[۱] ازوست۔ فرد:

ہماری آہ پہ ہنستا ہے کیا تو دکھادیں گے تجھے اس کا اثر ہم گ ب

---

میں رو رہا ہوں سر بزانو ہے جب یاد وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی ،،

---

## سراج۔ سراج الدین علی

سراج تخلص، سراج الدین علی سراج بزم دانائی و شمع شبستان بینائی رو رنے برحسن آتشیں روئے پروانہ وارے گرد سر شعلہ عذارے چرخ میزد وره بہ بزم اد نیافتے آخر بارشاد مرشدے چوں نوبت باتصال رسید شمع پروانہ شد و پروانہ شمع گشتہ یعنی ہر دو عاشق و محبوب جاودانی گشتند از یں جہاں بآنجہانی رخت بستند[۲]۔ غزل ازو مشہور است کہ مطلعش ایں است۔ مطلع:۔

---

[۱] مصحفی چار سال در زمرۂ شعرا تجدمنش شرف حضور داشتہ۔ گلشن بے خار۔ نیز پیش از یں مدت چار سال بصیغہ شاعری ملازم و رفیق ایشاں ماندہ۔ مصحفی تذکرۂ ہندی

[۲] خوشگی نے شیفتہ کے بیان کردہ واقعہ کو بہت مختصر طور پر لکھا ہے۔ شیفتہ کا بیان ہے کہ سراج پروانہ شمع روئے از طائفہ ہنود گشت چوں تخالف مذہب درمیان بود مدتے آں شرر بخرمن اُفتادہ بیہدہ می سوخت آخر تا ثیر عشق یکرنگی پسند ودئی سوز در دل مرشد پدر آں ماہوش انداخت کہ برائے بصلت آں ہر دو سوختہ آتش فراق پدرش راہدایت ساختہ وے نظر لغو طا عتقاد اعراض نتوانست کرد و در بزم شمع را بپروانہ داد یعنی دخترش را بسراج دلوانہ چوں کام پروانہ از وصل جاناں غیر از جاں دادن نیست سراج پروانہ وار گرد آں چراغ محفل حسن گردیدہ جاں بجاں آفریں سپرد و نیز شمع کردار بختے بر سر نعش سوختہ خویش گریستہ مُرد:

جوشِ تحیرِ عشق سُن نہ تو جنوں رہا نہ پری رہی
نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بےخبری رہی
بہی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا[1]
مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہیں سو ہری رہی[2] گ ب

---

## سرور۔ اعظم الدولہ

سرور تخلص، اعظم الدولہ نواب میر محمد خاں خلف نواب ابوالقاسم خاں، از تلامذہ محمد جان بیگ سامی است۔ کہ از امرائے معظم ارکان سلطنت بودہ است۔ شاعر قدیم وطبع حلیم اوصاف جزیل واخلاق جمیل داشت۔ بماہ شوال سن یک ہزار و دو صد و پنجاہ ہجری ازیں دار فنا بعالم بقا شتافت او صاحب دیوان است[3]۔ ایں ابیات از نتائج طبع آں است۔ ابیات:۔

اس کو شاید کہ ہے ہیماں شکنی اب منظور
اور کے چاہنے کا مجھ پہ جو بہتان باندھا

---

[1] کذا۔ چلی دشت عشق میں وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا۔

[2] یہ غزل سراج اورنگ آبادی (متوفی ۱۱۶۳ھ) کی ہے اور اس کے دو شعر لچھمی نرائن شفیق نے چمنستان شعرا میں سراج اورنگ آبادی کے ترجمے میں نقل کئے ہیں۔ ان اشعار کو سراج الدین علی سراج سے منسوب کرنے میں خوشگو اور شفیقؔ دونوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

[3] خوشگو نے تذکرہ سرور کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ "تذکرۂ مبسوطے مشتمل بر اشعار ریختہ گویان ماتقدم و ما تاخر نوشتہ بہ نظر رسیدہ"۔

میں رہوں محروم وہ دے بوسہ چشم یار پہ
دیکھ کر یہ رشک آیا روزنِ دیوار پر          گ ب

---

دیدہ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سر در
یار کے ہاتھ کا لکھا ہے مبادا مٹ جائے          ؍؍

---

عنبر لایا اسے یاں بہر تماشا دم نزع
دوستوں سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے          ؍؍

---

سعید: قاضی سعید الدین خاں

سعید تخلص، قاضی سعید الدین خان پور نامی قاضی القضات نجم الدین علی خاں بہادر است۔ از ارباب کاکوری بعیش و نشاط تمام و وضع و قار تمام بساط انبساطش بسیط بود۔ گویند چشمش از حلیہ نور عاری است و ازیں رو در گوشہ خانہ متواری از دست

فرد:۔

بے دماغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مرے
کہ پری کو نہیں خوش آتی ہے انسان کی بو          گ ب

---

جو سونگھے اس گل زیبا کے پیرہن کی بو
خوش آوے کب اسے نسرین و نسترن کی بو          ؍؍
خط آ گیا ترے چہرے پہ اے گل خنداں
گئی مزاج سے اب تک نہ بال پن کی بو

## سکندر۔ خلیفہ محمد علی

سکندر تخلص، خلیفہ محمد علی بمرثیہ گوئی مشہور از معمورہ پنجاب است۔ مزاج بمزاحش موفور و نسبت تلمذ به محمد شاکر ناجی دارد۔ بشرب مدام میل تمام داشتے از وطن بریلی شتافتہ و از آں جا رخ بہ حیدرآباد تافت۔ در آں جا از بساط دنیا چہرہ حیات چید۔ ایں از دشبہ گردید۔ شعر۔

قیس صحرا میں رہا کوہ میں فرہاد رہا　　　میں بگولے کی طرح عشق میں برباد رہا　گ ب

---

نہ دیکھا جو ہو کسی نے حباب میں دریا　　　وہ دیکھ لے مری چشم پُر آب میں دریا　"

---

## سلطان۔ نواب نصراللہ خاں

سلطان تخلص، نواب مرحوم والاجاہ عالی مقام غفران پناہ نواب نصراللہ خاں، بہادر از اقربائے نواب فیض اللہ خاں مغفور والی رام پور بودہ۔ اشعارش منظور نظر اہل شعور است۔ از خیالات اوست۔ شعر:۔

اس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر
دیکھا تو نہیں اس کے یہ پاسنگ برابر　　گ ب

---

## سلیماں۔ سلیمان شکوہ

سلیمان تخلص، مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف رشید شاہ عالم بادشاہ جنت آرام گاہ است۔ مدتے بارونق افزائے لکھنو بودہ اکثر شعرا از خوان نعمت او بہرہ می ربودہ۔ بوجوہات چند دل از لکھنو بر کند و رخت باکبرآباد افگند۔ در آں جا نقد حیات را ازیں سرائے سپنج چوں گنج بگور سپردہ ایں اشعار را از فکر او آوردہ۔ شعر۔

جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو تیرے اٹھا
کہ سوز نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اٹھا　　گب

---

گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا[1]
دیکھیو جھڑتے ہیں کیا منہ سے مرے یار کے پھول　　"

---

رقم گر ایک شمہ اس کو اپنا درد غم کیجے
تو سچ پوچھو یہ چاہیئے سارے نیستاں کو قلم کیجے　　"

---

## سلام۔ نجم الدین علی

سلام تخلص نجم الدین علی خاں بن شرف الدین علی خاں نام[2]۔ نژادش اکبرآباد است۔ در سخن فکر رسا داشت۔ او راست۔ شعر:

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ　　درازی رات کی بیمار سے پوچھ　　گب

---

## سودا۔ مرزا محمد رفیع

سودا تخلص سرخیل سخن وران نامی سر دفتر شعرائے گرامی شاہ باز اوج برتری سخن شاہین بلند پرواز سپہر این فن۔ بلبل ترانہ سخن چمنستان نازک خیالی خوش بیان۔ عندلیب چمن رنگین مقالی بانی مبانی سخن دانی طراح مضامین و معانی میر

---

ص[1] گالیاں سیکڑوں ہر بات میں اب دینے لگے۔ گلشن بے خار

ص[2] بن شرف الدین علی خاں پیام۔ گلشن بیخار۔ لفظ نام غالباً سہو کتابت ہے۔

خوش بیانی علم یکتائی در وادی دانائی افراخته و شهره فکرت درشش جهت این فن
انداخته طبعش چوں ناز دلبراں حلاوت انگیز کلامش چوں چاشنی نوشین لبان
شکر ریز به طرازش مضمون موزوں نقاش ازل است و به طراوش اشعار لطافت
مشحون بے دل جنس اشعار او در چار سوئے سخن گراں مایه و با لعل آبدار در آب
ورنگ هم پایه اعنی مرزا محمد رفیع که توقیع ملک الشعرائی بنام نامی او مزین و سواد بیاض
طبع وسیع او بر صغیر و کبیر و برنا و پیر روشن۔ در اهاجی بے نظیر و بقصائد همسر ظهیر
اصلش از کابل و مولدش شاه جهان آباد است۔ و آں که صاحب گلشن بے خار داغ طعن
چوں لاله برآں گلشن همیشه بهار نهاده که مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت
نه لائق فکر او نه سزاوار آں یکتائے زمان است[1]۔ آرے مرزا در مثنوی مرتبه داشت۔ کالازال
زمان تا ایں زمان بل تا به قیامت مثلش در انشائے مثنوی عدیم الوجود است۔ و خواهد بود اگرچه
توجه اش باں کم باشد۔ فاما عدم توجه دال بر فکر معقول نه بودن نسبت شق ثانی را
فهمیدن زله از عقل ربودن است۔ و خلافش خلافش در ایامے که سلطنت دهلی برهم خورد و
کار زمانه و زمانیان در هم چرخ واژگوں بر سکنائے آں جا ستم هائے بهم ریخته و طرح شعبده
هائے تازه دمادم انگیخته دل از وطن مالوف برداشته عنان بارگی عزم معطوف به لکھنو ساخته
قصائد در مدح نماند آں جا بنظم آورده خامه تحریر وصف عالی اش مقطوع اللسان و
بیان ضعیف البنیان مخفی از آں بر صفحه اعلان دریں خبر و زمان باسخن سنجان گزارش و
نگارش یافت۔ ایں اشعار در بار از دریائے ذخار افکار آں برگزیده روزگار نگاشت۔ شعر۔

---

[1] مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت۔ گلشن بے خار۔ شیفتہ کی اس رائے سے اختلاف تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ سودا مثنوی میں عدیم الوجود ہیں محض مبالغہ ہے جسے کسی طرح بھی درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مرے متصل بنا

اپنا ہنر دکھا دیں گے ہم تجھ کو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

لب زندگی میں کب ملیں اس لب سے اے کلال
ساغر ہمارے خاک کا بہ کرکے گل بنا

---

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں | میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں
گریاں بشکل شیشہ و خنداں بطرز جام | اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہوں

---

مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے
ٹپکے ہے خوں پڑا مری ہر شاخسار سے

---

سونے ہیں تیرے گھر کی طرف رو نہ کروں میں
تا درسے ترے ملنے کو کیسو نہ کروں میں

اٹھتے ہوئے لٹ دیکھوں دھوئیں کی سر شمع
کاکل پہ نظر تیری سر مو نہ کروں میں

نظارے کروں نرگس شہلا کے شب و روز
پر دید تری نرگس جادو نہ کروں میں

تجھ وحشی نگہ سے جو میں اب آنکھ لڑاؤں
دل بستگی اپنے کو یہ آہو نہ کروں میں
میزان خرد میں جو کروں حسن بتاں وزن
تجھ حسن کو پاسنگ ترازو نہ کروں میں

---

ڈرتے ڈرتے ترے کوچے میں جو آجاتا ہوں
صید خائف کی طرح رد بقضا جاتا ہوں
طائر رنگ حنا کی نمط اب اے صیاد
ہوں تو میں ہاتھ میں تیرے پہ اڑا جاتا ہوں
صفحہ ہستی پر اک حرف غلط ہوں سودا
دیکھئے بیٹھے جو مجھکو تو اٹھا جاتا ہوں

---

بادل مرے آنسو کی گھٹا دیکھ کے گھٹ جائے
سمجھے مرا نعرہ تو جگر رعد کا پھٹ جائے
اس ساعد سیمیں پہ ہے یوں جو رُتی مقیش
جوں ناگنی بل کھا کے چنبیلی سے لپٹ جائے

---

نہ کھینچ اے شانہ زلفوں کو یہاں سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کا جھٹکا

---

قد کو تیرے جس جگہ مشق خرام ناز ہے
اس جگہ شور قیامت فرش پا انداز ہے
شاعران ہند میں تو گرچہ پیغمبر نہیں
پر سخن کہنے میں اے سودا تجھے اعجاز ہے

---

تو کیوں جیتی رہی بلبل چمن میں دیکھ کر شبنم
کہ دامانِ پاکِ گل جسے کرتی ہے تر شبنم
بھلا گل تو تو ہنستا ہے ہماری بے ثباتی پر
بتا روتی ہے کس کی ہستی موہوم پر شبنم
نہ دیکھا اس سوا کچھ ہم نے اے صبح چمن تیرا
ادھر گل لے گئے گل چیں گئی روتی ادھر شبنم

---

ہمیشہ ہے مری چشم پُر آب درتہ آب
سوائے اس کے نہ دیکھا حباب درتہ آب
تو اپنا روئے عرق ناک آئینہ میں دیکھ
کہ گل سمیت ہے پیارے گلاب درتہ آب
گرہ جو تو لبِ دریا پہ زلف سے کھولے
رواں ہو موج ز شرم و حجاب درتہ آب
جو دیکھے مرغِ ہوا کو وہ دام میں تیرے
تو ہو دے رشک سے ماہی کباب درتہ آب

اگر نہ چرخ دنی ہو تو کر یقیں سودا
گہر ہو بر کف دریا حباب در تہ آب

---

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس سواد میں سودا برہنہ پا بھی ہے

---

اشک آتش وخوں آتش دہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش
دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش　　گ ب

---

بہتا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا　گ ب

---

کس کے ہیں زیر زمیں دیدۂ نمناک ہنوز
سوت پانی کے جو جاری ہیں تہ خاک ہنوز

---

سودا ز دوں کو لاؤ نہ ہرگز سخن کے بیچ
جوں غنچہ سو زباں ہے اس کے دہن کے بیچ
سودا میں اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہوں
ایسی کہ اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

صورت میں تری کیا کہوں تجھسا کوئی کب ہے
ایک دھج ہے سو آفت ہے قیامت ہے غضب ہے
یوسف جو نکھوں تجھ کو زلیخا کو نکھوں کیا
عاشق ہوئے وہ واں کہ جہاں جائے ادب ہے

---

خود ہنستے ہو اور ہوتے ہو پس خود ہی خفا تم
آفت ہو، قیامت ہو، غضب ہو بخدا تم

---

بجلی کی طرح سے کبھی یاں ہو کبھی واں ہے تم !
اس چھوٹے سے قد پہ تو بڑے شوخ ہو میاں تم

---

یاں پھر اس شرم سے عیسیٰ نے گزارا نہ کیا
چشم خوباں کے جو بیمار تھے چارا نہ کیا
مجھ گدا نے کبھی کسی شاہ سے ڈالا نہ سوال
گو مجھے بخت نے اسکندر و دارا نہ کیا
آتش عشق پہ خوں ہے دل بے تاب مرا
قائم النار ہوس نے یہ پارا نہ کیا
چرخ بانٹے تھا متاع دو جہاں اے سودا
بے نوائی نے مری اس کو اشارا نہ کیا

---

سوز، محمد میر

سوز تخلص، محمد میر نام۔ سوز عشق در سر داشت۔ وحسن شعلہ رویاں مد نظر

زبانہ فکرش شعلہ افروز بزم سخن و دم آتشین او چراغ بر انجمن نکتہ سنج ترانہ ساز
رمز شناس عشق بازو تمام را بحلاوت چاشنی کلام و زبان را بچرب و نرمی تمام در شکر
شیریں سخنی می پیچید۔ بخوش زبانی و روشن بیانی شہرہ شہر و در سخن فصیح و مضامین
بلیغ یکتائے دہر زدی بازوئے کہ وہ مرد توانان کمان اورا زہ نکردندے عالمیان اورا باستادی
می گزیدندے نتیجہ بخط شفیعا و نستعلیق می کشید معاصر سودا و میر بود۔ از دست شعرہ۔

| | |
|---|---|
| نہیں اپنے اشکوں سے تر کی ہیں آنکھیں | تری نذر کو پر گہر کی ہیں آنکھیں |
| ملے گا ولیکن رقیب اس کے ہمرہ | کہ یکبارگی دونوں پھر کی ہیں آنکھیں |

---

| | |
|---|---|
| جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں | بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں |
| تری گلی سے سدا اے کشندہ عالم | ہزار دل آتی ہوئی چارپائیاں دیکھیں |

شہاں کہ کحل جواہر تھا جن کا خاک قدم
انہوں کی آنکھوں میں پھرتی سلائیاں دیکھیں

---

| | |
|---|---|
| بندہ خانہ میں کرم فرمائیے | آئیے حضرت سلامت آئیے |
| کیا تلاش دل کو نکلے ہو کہیں | دل بھی حاضر ہے یہ لیتے جائیے |
| ایک بوسہ پہ ہی خط کش دیجیے | دیکھیے اور شوق تے لے جائیے |
| بیچ کے ہونٹوں کے گالوں کے نہیں | عارضی بوسہ پہ مت بہلائیے |
| گالیاں دینے کی نیت ہے اگر | ماں بہن کی توسز کو دے جائیے |

---

دعا دیتا ہوں تو مکھڑے کو ٹیڑھا کر چڑھاتا ہے
جو بوسہ مانگتا ہوں ہونٹ دانتوں میں دباتا ہے

ادھر دیکھو تو کس ناز و ادا سے یار آتا ہے
مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
کہا جا کر کسی نے سوز بھی اب شعر کہتا ہے
لگا کہنے کہ ہاں وہ بت بنا باتیں بناتا ہے

---

قضا را وہ قاتل ادھر آن نکلا     کہ لیتے کو اس کی مرا جان نکلا
کھڑا لاش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے     یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
کھڑے رہنے والو اگر سوز ہے یہ     بھلا اس کے دل کا تو ارمان نکلا

---

میری جان جاتی ہے یارو بچا لو     کلیجہ میں کانٹا گڑا ہے نکالو
خدا کے لئے میرے اے ہم نشینو     یہ بانکا جو جاتا ہے اس کو بلا لو
اگر وہ خفا ہو کے کچھ گالیاں دے     تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو
نہ آوے اگر وہ تمہارے کہے سے     تو منت کرو گھیرے گھیرے بلا لو
کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے     اسے جان کندن سے چل کر بچا لو
جلوں کی بڑی آہ ہوتی ہے پیارے     تم اس سوز کی اپنی حق میں دعا لو

---

کہوں کس سے حکایت آشنائی کی     سنو صاحب یہ باتیں ہیں خدا کی
دعا دی تو لگا کہنے کہ دور ہو     سنی میں نے دعا تیری دغا کی
کہا میں نے کہ کچھ خاطر میں ہوگا     (رقیب) تمہارے ساتھ جو میں نے وفا کی
لگا کہنے کہ بس بس چونچ کر بند     وفا لایا ہے دنت تیری وفا کی
عدم سے زندگی لائی تھی بہلا     (رقیب) کہ دنیا جائے ہے اچھی فضا کی

جنازہ دیکھتے ہی سن ہوا دل — ارے ظالم دغا کی رے دغا کی

---

سببِ عشق تیری شوکت و شان — بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

ایک ڈر تھا کہ جی بچے نہ بچے — (ف) دوسرے غم نے کھائی میری جان

بس غمِ یار ایک دن دو دن — اس سے زیادہ نہ ہو جیو مہمان[1]

نہ کہ بیٹھے ہو پاؤں پھیلا کر — اپنے گھر جاؤ خانہ آبادان

عارضی حسن پہ نہ ہو مغرور — میرے پیارے یہ گو ہے یہ میدان

یہی نہ زلف و خال زیرِ زلف — چار دن تو بھی کھیل لے چوگان

اور تو اور کہہ کے دو باتیں[2] — سوز کہلایا صاحبِ دیوان

---

بزمِ خوباں میں سوز جب نکلا — یار سے ہوئے چار آنکھوں میں

کی اشارت کہ میں کہاں بیٹھوں — بول اٹھی چشمِ یار آنکھوں میں

---

یوں تو نکلی نہ کبھی دل کی آپا ہے گا ہے

اے فلک بہر خدا رخصت آہ ہے گا ہے

جز تری خاک در اے دوست برب کعبہ

جی میں ہو گر ہوس عزت و جاہ ہے گا ہے

نہ شفاعت ہو پیمبر کی نہ تیرا دیدار

ہو جو فردوس بریں پر بھی نگاہ ہے گا ہے

---

ص۱ اس سے زیادہ نہ ہو جتنے مہمان۔ اردوئے معلیٰ میر سوز نمبر۔ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی مطبوعہ دہلی ص۲۶۲

ص۲ اور تو اور کہہ کے تو دو بیتیں۔ " " " " "

نعش کو میری سرراہ ہی رہنے دینا
گر کرے ہیں وہ کچھ رکھ کی گنا ہے گا ہے[۱]

سنتی ہے باد صبا خاک کو ہے میری عار[۲]
ابھی رہ ندے گا وہ باخبیں سپا ہے گا ہے

ایک نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے رف)
اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گا ہے گا ہے

دیکھ کر منہ کو گھڑی ایک میں بھر کر دم سرد
یوں اشارت میں بتایا سرا ہے گا ہے

---

## سوزاں۔ مرزا احمد علی خاں

سوزاں تخلص، مرزا احمد علی خاں شوکت جنگ بن مرزا علی خاں از مرزایان لکھنو است۔ فنائے سخن بر قامت خوزیبا داشت۔ وکلام عاشقانہ بصد سوز و گداز می نگاشت۔ بیتے از یادگار اوست۔ فرد:۔

فرقت میں اس کے سوزاں ناحق تو جان دے ہے
اس بے وفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسو کے ک ب

---

## سہراب۔ سہراب بیگ

سہراب تخلص، سہراب بیگ دہلی نژاد است۔ احکام رمل خوب گفتے[۳] و اشعار

---

ص۱ گر کرے رکھ کے وہ کچھ قشل گنا ہے گا ہے اُردوئے معلی۔ میر سوز نمبر۔ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی مطبوعہ دہلی ۱۹۵۹ء

ص۲ منت باد صبا خاک کو ہے میری عار۔ " " " " " "

ص۳ در فن رمل مہارت تمام دارد۔ گلشن بے خار

بااسلوب چوں دُر سفتنے مشورہ بانصیر دارد۔ ایں ابیات از دی لگارد۔ ابیات

تا عمر ہم ہی تری چھوڑیں گے ہم نہیں،
ہیں سایہ دار ساختہ تیرے گو ہم نہیں، گ ب

---

ہم آئے تہ تنگ زیست سے پر اے خانہ خراب تو نہ آیا گ ب

---

## سیادت۔ میر مجاہد الدین

سیادت تخلص، میر مجاہد الدین از تلامذہ میر نظام الدین ممنونؔ است۔ شعر موزوں گفتے از کلام اوست۔ شعر:۔

مثل نسیم صبح کھپرا ہیں تو ہر کہیں
پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں گ ب

---

## سید۔ میر غالب علی خاں

سید تخلص، میر غالب علی خاں نام، سید الشعراء ملقب سرآمد منشیان دفتر شاہی بود و یاد الٰہی می نمود چندیست کہ دل ازیں جہان فانی بر داشت۔ و علم قدم برافراشت اوراست۔ فرد:۔

نے غازۂ گل گوں ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل تو توکسی کام نہ آیا گ پ

---

ملہ نے خون ہو آنکھوں سے بہا ٹک نہ ہوا داغ
اپنا تو یہ دل میر کسو کام نہ آیا میرؔ

سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار رونے کا
کسی کو کچھ مرض ہے مجھ کو ہے آزار رونے کا — گ ب

---

زلف و کاکل و خط و خال ابرو و چشم و گیسو
اس دل زار کو کس کس نہ بلا نے چاہا — ″

---

نہ ہیں گردوں نہ سنگ آسیا ہم — وے رہتے ہیں گردش میں سدا ہم ″

---

ہیں اور ترک عشق یہ امکاں ہی نہیں — ناصح کے پند سننے کو یاں کان ہی نہیں ″

---

جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہیں — تو ہم بھی کہیں دل لگا جانتے ہیں ″

---

یارو مری بالیں سے نہ اٹھو نہ جدا ہو
حالت مری اچھی نہیں کیا جانئے کیا ہو — ″

---

بنائے کفر و دیں اک تار سے ہے — کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے ″

---

تیغ قاتل کی مرے تن نے ہے لذت پائی
کہ بھرا آتا ہے ہر زخم کے منہ میں پانی — ″

---

ابرو کے اشارے نرے لڑتے ہیں سبھی سے — تلوار ابھی بزم میں چلتی ہے کسی سے ″

## سرکش۔ کیول بین

سرکش تخلص کیوال بین نام قوم زناردار ساکن بجنور کہ از حصہ شمالی مرادآباد است۔ خوش گفتار است۔ واشعار نیز بکار موزوں می کند و با نامہ نگار آشنائی دارد از ناملائم زمانہ ختم بر گوش دارد و بصفات پسندیدہ و اوصاف حمیدہ سراسر موش اکثر بمشاعرہ میرسد و بمشاورت بری خورد از دوست۔ شعر۔

| | |
|---|---|
| کس طرح یار قیس اور فرہاد | ہاتھ سے عشق کے ہوئے برباد |
| چشم خونخوار دیکھ کر تیری | دل پر خون نہ ہو مرا کیوں شاد |
| دل سے ہر دم دعا ہے یہ سرکش | جاہ و دولت رہے تری آباد |

---

## سلامت۔ شیخ سلامت علی

سلامت تخلص شیخ سلامت علی بنارسی است۔ شاید مکانش در محلہ کنواپورہ است۔ بہ ہنگامے در مشاعرہ مرزا طپاں مغفور کہ بالائے سقف چوک قدیم می شد برخوردہ بودم و این حلیہ بسعی نواب صاحب والا مناقب عظیم الشان عالی مناصب و ذوی الاشان نواب نصر اللہ خاں بہادر صورت می بست۔ در آں حال مطلعے ہندی آں بزرگ خوش گفتہ بود خدائے کریم اورا خوش دارد۔ استعداد بلند در ہندی و فارسی دارد و مضامین عجیب بنظم غریب می آرد آں مطلع این است۔ مطلع:۔

| | |
|---|---|
| درد ہو دل میں تو دوا کیجیے | دل ہی نہ ہو پاس تو کیا کیجیے |

---

# خیابان شین معجمہ

## شاد۔ اللہ یار بیگ

شاد تخلص، اللہ یار بیگ نام، شاعر بے نظیر خوش کلام۔ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

است۔ کہ بانی مبانی سخن سخندانی است۔ ازدست۔ بیت:۔

اگر چاک سینے کا ہم واکریے    تو ہنگامۂ حشر برپا کریے    گ ب

---

## شاداں۔ میر رجب علی

شاداں تخلص، میر رجب علی شاگرد سعوے خان آشفتہ شعر خوش گفتہ در روشانہ وآزادانہ میر سیت ازدست۔ فرد۔

دل نہ دیجے آہ شاداں طفل ابز کو کبھی
یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت اُستاد کا[1]    گ ب

---

## شاکر۔ شاکر علی شاہ

شاکر تخلص، شاکر علی شاہ دہلوی ست کہ براہ خدا شاکر و بحمد معبود ذاکر و از ابکار اذکار اوست۔ شعر:۔

اس کی آنکھوں نے نہ اک خلق کو بیمار کیا
زلف نے سبھی دل عالم کو گرفتار کیا    گ ب

---

## شاہ۔ شاہ سعد اللہ

شاہ تخلص، شاہ سعد اللہ درویش دل ریش وخستہ جانے دعا کیش بودہ ایں شعر ازدست نمودہ۔ شعر:۔

وابستہ ہے تجھ سے اپنی یاں زیست    جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست

---

[1] یاد ہے نکتہ مجھے یہ حضرت استاد سے۔ گلشن بےخار

## شائق ۔ محمد ہاشم

شائق تخلص، محمد ہاشم نام ۔ شاگرد میر عزت اللہ خاں عشق است بہ پیشۂ خیاطی ہمیشہ نان و نفقہ بہم رسانندے و ایام زیست گزراندے[1] از دست ۔ شعر :۔

سراپا اس پری رو میں لطافت ہے صفائی ہے
تصدق ہیں ہم اس کے جس نے یہ صورت بنائی ہے — گ ب

---

## شائق ۔ میر حاجی

شائق تخلص، میر حاجی نام ۔ نسبت تلمذ از ہدایت علی کیفی تخلص دارد بوصف نیک مشہور و باخلاق زبان زد نزدیک و دور ۔ بہ ہوس مہوسی کامل عیار بود[2] و مس وجود خود را بحقیقت خاک کردہ بجائے اکسیر دریں دیاری نمودہ از دست ۔ شعر :۔

اس سنگ دل کے دل میں ذرا بھی نہ راہ کی
تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنی آہ کی — گ ب

---

## شائق ۔ میر محمد

شائق تخلص، میر محمد است ۔ بشاگردی ہاشمی اولاً خود را منسوب می نمودہ آخر غاشیۂ تلمذ جرأت بر دوش بر داشت[3] از دست ۔ فرد :۔

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانے کا — ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں — گ ب

---

۱۔ بشغل خیاطی نان و جامہ بہم میرسانید ۔ گلشن بے خار

۲۔ در فن مہوسی کامل عیار بود ۔ " "

۳۔ اولاً شاگرد ہاشمی نام شاعرے بودہ آخر زانوئے ادب بخدمت جرأت تہ کردہ ۔ گلشن بے خار

## شرافت ۔ مرزا اشرف علی

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نبیرہ میر مشرف علی کہ بنام نامی خود معروف است[1]۔ در شہر لکھنؤ گرامی و موصوف سخن موزوں گفتے و شاگردی ممنون بودے۔ از وست شعر:-

چمکے کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات
نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

---

صف۔ تجھے صید افگنی کی جو حشم چڑھ جاتی ہے
سیل خون صید تا بام حرم چڑھ جاتی ہے

---

## شرر ۔ مرزا جعفر

شرر تخلص مرزا جعفر نام۔ کوچک برادر حکیم مرزا محمد عشق دہلوی است۔ بامید فلاح راہ نواح حیدرآباد طے نمودہ ازیں دار فنا رخت سفر بست و راہی عدم گشت از وست۔ فرد:-

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
اک شعلۂ جاں سوز کہ مشتاق فنا ہوں گ ب

---

## شرر ۔ مرزا صادق

شرر تخلص مرزا صادق در سخن بر ہمہ فایق بود بیشتر ترک دنیا کردہ ولعنہ

---

[1] نبیرہ میر مشرف کہ از امرائے مشہور است۔ گلشن بے خار

وارستگی از خوان آزادی خوردہ از دست ۔ بیت :۔

گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے　　ع ب

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ہے

---

## شرر ۔ مرزا ابراہیم بیگ

شرر تخلص، مرزا ابراہیم بیگ نبوازش نوازش حسین خاں نوازش تخلص بنازک خیالی ہا

خیال موزوں فن سخن از قانون سینہ تراویدے از دست ۔ شعر :۔

جھوٹی یہ محبت تم یاں کس کو جتاتے ہو[۱]

تقریر میں لکنت ہے کیوں باتیں بناتے ہو

شربت کے سے گھونٹ اب تو پیتے ہو شرر ہر دم

یوں اس شکریں لب کی اب گالیاں کھاتے ہو

---

سامعین کا نہ نقط سننے سے دم رکتا ہے

سرگزشت اپنی جو لکھیں تو قلم رکتا ہے　　گ ب

---

## شعلہ ۔ امرناتھ

شعلہ تخلص، امرناتھ نام کشمیری لکھنو لیست ۔ شعر خوشے وطبع دل کشے دارد ۔ نیکو

روشنے وبدل از محبت خوباں کششے درسرکار سبحان علی خاں او بلکھنو کامران وخوش

گزران روزان وشبان لبود ایں ابیات از نتائج طبع او ثبت نمود ۔ شعر

---

[۱] جھوٹی ہی محبت یاں تم کس کو جتاتے ہو ۔　　گلشن بے خار

حباب ذی شعلہ نے حسن سبزے پرہیز کر  گ ب
خو ہیں اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا

---

نفی نہ سیماب نہوس نے طلا زرگر کے ھم
کیا سمجھ کر چرخ نے ہم کو ملایا خاک میں  "

---

جلوہ گلزار ابلہ ہمیں آتا ہے نظر  اے بہار حسن تیرے روئے آتشناک میں  "

---

رُخ محبوب کو وہ دیکھتے ہیں عین زینت میں
کوئی خدمت نہیں دنیا میں خوب آئینہ داری سے  "

---

غبار راہ ہیں پراے ہوائے عالم بالا  فلک پہ پہنچیں گے ہم اس خاکساری سے  "

---

## شفیق منظر علی خاں

شفیق تخلص، منظر علی خاں نام، کہ از تلامذہ انشاء اللہ خاں فراق است۔ کثیرالاتفاق و وسیع الاخلاق بودہ۔ اوراست۔ شعر۔

تم نا نہیں چمن میں مرا گلعذار حیف  جاتی چلی بہار ہے یوں ہی ہزار حیف  گ ب

---

## شکوہ محمد رضا

شکوہ تخلص، محمد رضا لکھنو نژاد است۔ مرزا قتیل اورا استاد است۔

این اشعار از و یادداشت۔ فرد:۔

گرچہ کہتے ہو پھر کبھی آؤں گا ۔۔۔ ہے یہ انکار میں سمجھتا ہوں ۔۔۔ گ ب

---

نہ اس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو ۔۔۔ "

---

تھوڑی بھی نیک و بد کی گر وہ تمیز رکھے
کافر ہو پھر جو اس سے دل کو عزیز رکھے ۔۔۔ "

---

نہ دم ہی دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں[1] ۔۔۔ "

---

## شکیبا، شیخ غلام حسین

شکیبا تخلص، شیخ غلام حسین نام، دہلوی است۔ از فیض یافتگان میر تقی بدلہا محبوب بود و لشعرائے پایۂ تخت حضور محبوب اوراست۔[2]

چپکا ہوں میں طبیب یہ امکان ہی نہیں
تو نبض دیکھتا ہے یہاں جان ہی نہیں ۔۔۔ گ ب

---

[1] یہ مطلع قائم چاند پوری کا ہے اور یوں ہے۔
نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں ۔۔۔ کبھو جو روتے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں
کلیات قائم۔ مرتبہ اقتدا حسن۔ جلد اول ص ۱۳۴ شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور

[2] بزمرۂ شعرائے پایۂ تخت حضور والا محبوب بود۔ گلشن بے خار

تری چین جبیں ہے موج طوفاں　　　اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہیں　گ ب

---

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے
مہ تاباں بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے　　　"

---

## شوق - شیخ الہی بخش

شوق تخلص، شیخ الہی بخش اکبر آبادی بادی سخنوری لورد دادیٔ ایں فن کتابے لطیف تصنیف کردہ بہ کشمکش شوق بجہاں آباد رسید و برسم رہ آورد پیشکش شاہ کرد۔ وفاتش در سن یک ہزار و دو صد و چہل و یک ہجری اتفاق افتادہ از تراوش رگ کلک اوست[۱]۔ گفتار از خوش نظم بس نیکو است۔ شعر:-

دیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا　　　دل مخملتوں سے آب ہوا ابر بہار کا　گ ب

---

## شوق - جوہر بیگ

شوق تخلص، جوہر بیگ لکھنوی گوہر گراں بہائے اشعار از مشورہ مصحفی جلائے دانی دکانی یافتہ۔ نغز از نغز و معمائے او پر مغز بودہ او راست۔ شعر:-

تجھ بن قلق سے بستر غم پر تمام رات　　　تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات　گ ب

---

[۱] کاتب تقاریر منصب نامہ نگاری مرزا مظفر بخت بہادر خلف مرزا جواں بخت بہ بخت دے نوشتہ۔ گویند دیوان ریختہ و فارسی فراہم آوردہ کتابے تصنیف کردہ است مسمی بہ قوانین السلطنت۔ ہنگامیکہ بہ کشمکش شوق بہ تخت گاہ جہاں آباد میرسد برسم درہ آوردہ پیشکش شاہی کند وفاتش در ۱۲۴۱ھ اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک است۔ گلشن بے خار

## شوق بھوگی لال

شوق تخلص، بھوگی لال کایتھ. نژادش از عظیم آباد. باتفاق یاران تبلاش معاش باین دیار گزار افتاده در ضلع کول بعہدہ منشی گری فوجداری پایہ برتری داشت. رنگین مزاج بود و کلام نمکین از دو تراوش می نمود و خوش مذاقی کہ بادہ دوستگاہی بہمدمان گرامی می پیمود در مزرعہ ضمیر یاران ہم پیشہ ہمیشہ ریشہ محبت قائم داشتے و قدم در بزم غلامان باوفا و صفا گذاشتنے در آزاد ضیق زار و نزار بود و در تضییق این مرض گرفتار بہمان حالت پر ملالت مرض الغرض جہان فانی بعالم ثانی شتافت از نتائج طبع اوست. شعر:-

ہوا جو ہم کنار آکر چمن میں گلبدن میرا
نہیں پھولا سمایا جیب سے تن میں پیرہن میرا
کہیں مرقد پہ آ نکلا بت پیماں شکن میرا
گلے میں ہو گیا زنار ہر تار کفن میرا

---

## شوق، حافظ غلام رسول

شوق تخلص، حافظ غلام رسول نام. نہال وجودش از خاک پاک دہلی نوخیز است. و میان زبان آوران سلاش چاشنی رنگینی الحال بہ تعلیم اطفال فارغ البال است. و نسبت شاگردی ابشاہ نصیر دارد و از اوست. شعر:-

لکھا ہوا تھا یہ اس مہ جبیں کے پردے پہ
نہیں ہے کوئی اب ایاز بیں کے پردے پر

## شوکت منشی منیف علی

شوکت تخلص، منشی منیف علی نام، خلف منشی رستم علی بجنوری اودہ مشورہ از غلام

علی عشرت ساختہ از جادہ اسلام رو تافتہ بروش نصرانی شتافتہ و بدست فرنگستان نقد اسلام درباختہ درخت درناسوس پدر انداختہ منیت مسیح نام بافتہ بود فاما بحکم الحق یعلو ولا یعلیٰ باز رجعت باسلام کردہ ایمان را بخیر برد والغیب عند اللہ مزارش اندرین قصبہ است کہ وطن گاہ اوست ۔ از دست ۔ شعر :۔

کاٹ ہے جو ابروئے خمدار میں　　ہے یہ برش کب کسی تلوار میں　　گ ب

---

## شور ۔ مرزا ملہو بیگ

شور تخلص مرزا ملہو بیگ معروف بہ محمود بیگ[۱] موسوم ایرانی نژاد و مولدش بلدہ شاہجہاں آباد ۔ مردے ترک وضع بودہ ۔ ایں ابیات از وثبت نمودہ ۔ شعر :۔

اک آہ سرد کھینچنا اور دل کو تھام لینا
ہونا ہے گا ہے گا ہے یوں تیرا نام لینا　　گ ب

---

غضب آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے
خدا نے اپنے ہاتھوں سے تری صورت بنائی ہے　　〃

---

## شورش ۔ غلام احمد

شورش تخلص غلام احمد فرزند اکبر محمد اکبر دستانہ نویس ۔ نقش وجودش از نگار عشق است ۔ عاشقانہ کلام معشوقانہ از دہن دُرر بارش ہنبر یزد ۔ گویند شاگرد ازمون خان است ۔ انجامش بسلامت باد اوراست ۔ شعر ۔

---

[۱] مرزا محمود بیگ عرف مرزا مچھو بیگ (گ ب)

نامہ جو نیا لائے ہے قاصد تو صنم کا ایمان نہ کھونا کسی مایوس کرم کا گ ب

---

جب وہ بے خواب غم دوری اغیار سے ہو
شکوہ پھر کیوں نہ مجھے طالع بیدار سے ہو گ ب

---

کھو رکھے گا مجھ کو میرا دیدۂ تر ایک دن
شمع ساں گھل جائے گا یہ جسم لاغر ایک دن "

---

## شہرت۔ امیر بخش

شہرت تخلص، امیر بخش است۔ کہ پسر نامور عیسیٰ خاں بودہ ہم راہ پدر ربد کن رفتہ بزمرہ شاعران بدربار دیوان حیدر لعل باریا فتہ صلہ وانعام ازاں مرجع انام گرفتہ۔ نوجوان مرد دنقد جان ازیں جہاں برد اورا اتفاق کسب سخن از ثناء اللہ خاں فراق شدہ از دست فرد:۔

حسرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے
آئینہ کو جلادو ہمارے غبار سے گ ب

---

## شہیدی۔ کرامت علی

شہیدی تخلص، بکرامت علی نامور۔ نہال وجودش از خاک لکھنو است۔ وسخن او بحضرت ارباب سخن مقبول ودر عرض بین الشعراء منقول۔ باستعداد معقول در بلاد پنجاب وگجرات پیشتر بیشتر بسر بردہ مرد بے تکلف وآراستہ ونہال تصوف در ریاض خاطرش رستہ آزادانہ ودل خستہ میزیست۔ ایں ابیات ازو نوشتہ۔ شعر

گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اسی کے ہاتھ
خنجر تو یوں گلے پہ مرے بارہا پھرا — گ ب

---

کانوں سے سنا کرتے تھے ہم جادو ہے اک شے
آنکھوں سے تری نرگس فتاں نے دکھایا — ״

---

شہیدی ہیں تو کیا ہوں لے کے بوسہ سنگ اسود کا
کیا خوشنود اس بت نے خدا کو ایک بوسہ میں — ״

---

سونہ دو تم دو ہی بوسے دو دے اک ڈھب کے دو
ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو
ایک لینے کا نہیں دونوں ہی دیتے ہو تو دو
خواہ تم سیب ذقن کے خواہ تم غبغب کے دو
دو ہی دو دو جی اجی دو سبھی شتابی دو کہیں
خال کے دو خط کے دو رخسار کے دو لب کے دو
آٹھ بوسوں کا ہوں نوکر اس بت اوباش کا
شام کے دو صبح کے دو روز کے دو شب کے دو

---

## شیدا، نواب معین الدین خاں

شید انخلص، نواب معین الدین خاں کہ فضائل جلائل شان بقرع سمع صغیر و کبیر برنا و پیر رسیدہ بکالپی سکونت پذیر است۔[۱] این شعر از تراوش

---

۱۔ نبیرہ نواب غازی الدین خاں مرحوم متخلص بہ نظام کہ جلایل ماثر الیشان نے مقروع سمع خاص و عام است۔ بہ کالپی سکونت دارد۔ گلشن بے خار

ضمیر آں بے نظیر است۔ شعر:۔

اتنا نازک ہے مزاج اے بتِ قاتل تیرا      کہ تڑپتا نہیں دل کھول کے بسمل تیرا   گ ب

---

## شیفتہ۔ حافظ عبد الصمد

شیفتہ تخلص، حافظ عبد الصمد، اہل قلم است۔ و علم علیا فراختہ واستعداد کامل درفن شاعری حاصل ساختہ بہرۂ سخن از بورے خاں آشفتہ اندوختہ و نائرۂ اشفتگی سینۂ بے کینہ خود افروختہ از وست۔ شعر:۔

بے سبب کا کل شکیں کو یہ شانا کیا تھا
منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا      گ ب

---

## شائق۔ نذیر الدین حسن

شائق تخلص، نذیر الدین حسن نام، ابن شاہ غلام محی الدین حسن سرہندی وطن۔ نشو ونما یافتہ بریلی است۔ در سخنوری یگانہ وبحر سپدری یکتائے زمانہ۔ طبعش موزوں واشعارش پر مضمون۔ فصیح بیان ونیز زبان بگفتہ ہر فن وبرگزیدۂ زمن۔ لباس زیبائی یکتائی و دیبائے زیبائی دانائی بر اندام تمام او دوختہ و بسا شعرائے نامی وگرامی از فیض آں وحید سامی بہرہ اندوختہ و علم وادب آموختہ، در بیانی وعروض وقوافی علم علم افراختہ شہرۂ آں بشہر ہا انداختہ۔ رسالہ چند دلپسند لطیف ونظیف بہ فن سخن تصنیف نمودہ کہ بہ شائق ازاں زلہ دانی وکافی مجلائے اعلی

---

رلودہ از دست۔ اشعار:۔

چین اس دل کو نہ اک آن نزے بن آ سکا
دن گیا رات گئی رات گئی دن نہ آ سکا — گ ب

---

یہ کون رشک مہر ہے گزرا سمند پہ
جوں نقش سم ہلال ہے چرخ بلند پر

یا وہ گلوں پہ چہچہے تھے عندلیب کے
یا آب پڑے ہیں باغ کے کونے میں چند پر

---

کل حضرت شائق نے یاران کے کہیں دیکھے
جو آج مسلسل ہے آنسو کی لڑی ان کے

---

## خمسہ غزل ستا ب کا

دنیا کے دردِ غم سے جو دور تر رہیں گے
سب آفت و بلا سے وہ بے خطر رہیں گے
اپنی تو کیا کہیں ہم کس طور پر رہیں گے
محفوظ عشق سے ہم یار اگر رہیں گے
تو کوئی دن جہاں میں بے دردِ سر رہیں گے

سنبل چمن میں ہونگے ماتم سے مو پریشاں
پھاڑیں گے غنچے اپنا افسوس سے گریباں

تربت پہ بلبلایں مل سب ہونگی مرثیہ خواں
لوٹیں گے خاک پر گل اور شمع ہوگی گریاں
مرنے کے بعد بھی ہم صاحب اثر رہیں گے

---

## شیفتہ۔ نواب مصطفٰے خان

شیفتہ تخلص، نواب مصطفٰے خان خلف الصدق سرفراز الملک نواب مرتضٰی خان بہادر۔ نکتہ سنج زباں دان در نظم و نثر یکتائے زمان فصاحت و بلاغت از طرز کلامش پیدا است و وسعت خاطر و جودت طبع از رختہ قامتش ہویدا۔ عدیم المثال کریم الخصال دانائے رموز معانی بینائے غوامض نکتہ دانی۔ تذکرۂ گلشن بے خار بعبارت شستہ و رفتہ و آب دار یادگار است۔ فاما خالی از خار نیست۔ چہ گلشن را خار لازم و آں لازم تعصب است الحق کہ جز ذات حق از عیب خالی نیست لیکن آں بزرگ فارسی خوش گفتہ گویا کہ دُر سفتہ چہ دریں جزو زمان شخصے از امرائے ہندوستان چنیں بے نظیر برنخاستہ خدائے تعالیٰ گرامی او را پایندہ دارد و چمن طراز امکان گردے بر دامن اوراق گلشن از باد خزاں روزگار نہ رساند از وست۔ شعر۔

کیا ہووے شام روز جزا دھب نجات کا
باقی ہے انتقام بھی عشرت کی رات کا گ ب

## منیہ مافیہ لنہ

اس سے ہیں شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
کیا کروں تھا مرے دل میں سو زباں پر آیا
قتبر سے اٹھ کے یہ بے دھیان مکرر آیا
وہ تو آئے نہیں میں آپ ہیں کیوں کر آیا

نہ دیا ہائے مجھے مدت سے آزار نے حسین
دل ہوا رنج سے خالی سبھی تو جی گھبرا آیا ک ب

---

شعلہ رو یار و شعلہ رنگ شراب کام یاں کیا ہے دامن تر کا
نقش تسخیر غیر کو اس نے خوں لیا تو مرے کبوتر کا "

---

بس کہ آغاز محبت میں ہوا کام اپنا پوچھتے ہیں ملک الموت سے انجام اپنا "

---

پروانہ وار جلنا دستور ہے ہمارا اس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا "

---

رہ جائے کیوں نہ ہجر میں جاں آ کے لب تلک
ہے آرزوئے بوسہ بہ پیغام اب تلک
کہتے ہیں بے وفا مجھے میں نے جو یہ کہا
مرتے رہیں گے تم ہی پہ جیتے ہیں جب تلک "

---

## شیدا فتح جنگ خاں

شیدا تخلص، فتح جنگ خاں نام۔ از اولاد امیر کبیر شیخ کبیر رام پور لیت کہ شہرہ اش مشہور تر از مہر منیر است۔ حالا خان موصوف بسبب گردش دوراں کہ سفلہ پرور دوں ہمت است عزلت گزیں بر عہدہ کوتوالی نجیب آباد۔ آشنا پرست و مسافر دوست خوش اخلاق و نیکو خوست امیر طلعت و درویش خصلت اگرچہ صوفی مزاج است نا چیزے تلبس بدنیا دارد اگرچہ دنیا دار است۔ ولیکن

بقرار امتزاج دارد بارے خوبک شخصے است بانیاز مندی سرے دارد وسہ بار بمشاعرہ داعی آثم تشریف آوردہ دل دوستاں را بکلام فصیح خوش کردہ۔ پروردگار دل او را بہ سرود عالم خوش دارد آں چہ ازو یاد دارم نیست کہ می نگارم ابیات :۔

خفا ہوں سب سے اس پن روٹھ جانا اس کو کہتے ہیں
نہیں لگتا کہیں دل جی کا جانا اس کو کہتے ہیں

میں اپنے رشک لیلیٰ کے جنوں میں تھا سراسیمہ
غضب ہے ہائے عاشق کا جلانا اس کو کہتے ہیں

مجھے مجنوں سے بھی آئے[1] پریشاں دیکھ لیلیٰ نے
کہا دیکھو میاں مجنوں دوانہ اس کو کہتے ہیں

بلایا تھا مجھے تو غیر سے کچھ منہ لگانا کیا
اسی منہ سے بلایا تھا بلانا اس کو کہتے ہیں

پریشاں حال مجھ کو دیکھ صحرا میں لگے کہنے
طلب میں اپنی آوارہ پھرانا اس کو کہتے ہیں

مرے خوں کو کف پا سے ملا اس نے پئے زینت
نئے انداز کی مہندی لگانا اس کو کہتے ہیں

کرو موقوف اب تم طبع آرائی میاں شیدا
کمال شاعری بس ہم نے جانا اس کو کہتے ہیں

---

تم نے باتیں جس سے کیں کل مفت جھنجھلا کے کہیں
آج وہ مر ہی گیا کہتے ہیں کچھ کھا کے کہیں

---

[1] کذا

کرتی مجھے شمع نمط شوق سے قاتل
دیوان قضا سے ہیں پروانہ ہوا ہے

---

سلک دندان گہر کا اس کے جب آیا خیال
اشک باری پر جھپا دیدۂ گریاں ہوا

فیض چشم اپنے کا یہ دیکھو کہ ہر اک اشک کا
جو گرا دامن پہ قطرہ گوہر غلطاں ہوا

---

## شمس. نرائن سنگھ

شمس تخلص، نرائن سنگھ نام، قوم کھتری متوطن مرادآباد است. چندیست کہ در بجنور بعہدہ جمع و خرچ نویسی فوجداری ممتاز بودہ خوش گزران است. مرد با اخلاق و وارستہ مزاج است. گاہے اشعار موحدانہ می گوید بمشاعرہ نرد لیدہ بیان ہم می رسد و مزاج دوستاں راخوش می کند از وست. اشعار:

| | |
|---|---|
| پڑ گیا ہے ابر غفلت سے حجاب | چھپ رہا ہے اس بشر میں آفتاب |
| غیر دریا کچھ نہیں ہے موج آب | عین دریا جان امواج و حباب |

---

## شیدا. میر عابد حسین

شیدا تخلص، میر عابد حسین نام. باشندہ موضع ہیدی حوالی قصبہ بجنور اشعار خوب می گوید و مضامین با اسلوب می بندد. در کچہری تحصیلی محال بجنور بزمرہ منصدیان ملازم سرکار دولت مدار است. دبا راقم تعارفے دارد اشعار او می نگارد زکی الطبع مستفید از مشورہ شیخ مہدی زکی است. اشعار:

ساقیا مجھ کو پلا ایسی شراب　　　جس کے پیتے ہی جگر ہووے کباب

---

کئی دن سے نظر آتی نہیں اس ماہ کی صورت
الٰہی کب تلک دیکھا کریں ہم راہ کی صورت

---

## شفاعت۔ شفاعت خاں

شفاعت تخلص شفاعت خاں نام۔ مقام اصلی او افضل گڑھ است۔ از دودمان نواب افضل خاں۔ بریختہ گوئی میلے دارد خیلے طبعش ہموار بمشورہ کرم خاں گرم۔ بازار شاعری او گرم است و زبانش نرم و بالفعل بجمداری تعلقہ افضل گڑھ ملازم سرکار دولت مدار صاحبان عالی شان است۔ او راست۔ شعر:۔

گرے جو اشک خوں آلودہ اپنے چشم گریاں سے
ہوے برتر دُر دریا سے اور لعل بدخشاں سے
ہیں وہ بیمار الفت ہوں کہ میری دیکھ کے صورت
مسیحا نے بھی بات اپنی اٹھائی میرے درماں سے

---

نہ آیا رات وہ مجھ تک کسی اغیار کے باعث
تڑپتے صبح تک ہم یاں رہے اس یار کے باعث

---

# خیابان صاد مهمله

## صاحبقران۔ امام علی

صاحبقران تخلص، امام علی نام، از سادات بلگرام در ہجاو ہزل بے بدل و در کلام

نخش ضرب لمثل کلاشش برالسنہ جوانان بے باک۔ دمردان ہوسناک جاری وساری است۔ اگرچہ ایراد حال ایں چنیں بے باک پیشیں ارباب ادراک ترک ادب بود اما چوں نقلے ازاں یگانہ زماں بہ یادم رسید و شعر دلم خواستہ کہ نویسد و آن ایں است کہ روزے صاحب قراں بحاجت بشری پیش رائے رتن چند کہ خدمت اخبار از سرکار لکھنو است۔ رفتہ سوال کرد رائے مذکور ایمائے عطائے فلوسے چند نمود۔ صاحب قراں بشکرانہ فی البدیہہ قطعے موزوں کردہ بر سند نہاد مضمون او نجاس و عام افتاد۔ وآں این است۔ قطعہ:۔

کیوں دفتر آصف نہ ہو اس وقت میں رذی
ڈالی ہے رتن چند نے اب راج کی گدّی
اک بوند بھی پانی کی میسر مکھ میں نہ دیوے
گر۔۔۔۔ تلے اس کے بہے گومتی ندی

---

## صانع۔ نظام الدین احمد

صانع تخلص، نظام الدین احمد از بلگرام است۔ کلامش فصاحت التیام و در پارسی و ہندی مشہور بین العوام و در ایام پیشین با شیخ علی حزیں اصفہانی و والہ داغستانی صحبت با نگاہ داشتے و اشعار خوش نگاشتے۔ ازاست۔ فرد:۔

صنم کی اس محبت پہ دیا سفا جان و دل صانع
نہ سفا معلوم ہو جائے گا یوں نا مہرباں اپنا      گ ب

---

## صبا۔ کانجی مل

صبا تخلص، کانجی مل نبیرہ آبادی اصلاً لکھنو است وطناً شاگرد مصحفی

است۔ درایام جوانی آنجہانی شد اوراست۔ فرد:۔

ابھی تسکیں ہوئی تھی اک ذرا فریاد و زاری سے
لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر درد جگر اٹھا — گ ب

---

چلے دامن اٹھا کے یہ کہو اس شوخ قاتل سے
کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگیں خون بسمل سے — "

---

## صبا۔ مرزا راجہ شنکر ناتھ

صبا تخلص، مرزا راجہ شنکر ناتھ خلف مرزا رام ناتھ بہادر بے بہا در دریائے ذخار معانی درمنصب پیشکاری نظارت نامی نوبتے بزم مشاعرہ می آراست۔ اوراست شعر:۔

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھ سے یار کا
دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا — گ ب

---

دل جب اس کی نگہ مست کا مخمور ہوا
سرخوش کیفیت بادۂ انگور ہوا — "

---

## صبر۔ مرزا غلام حسین خاں

صبر تخلص، مرزا غلام حسین خاں فرزند حکیم بو علی خاں کشمیری نژاد کہ مولدش خطہ شاہ جہان آباد۔ صحبت شعرا دیدہ بود و اشعار خود از نظر میر عزت اللہ خاں گزرانیدہ اوراست۔ شعر:۔

گہے نقصد حرم گاہے سر مے خانہ رکھتے ہیں
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہیں — گ ب

---

## صدق

صدق تخلص، اہل تذکرہ از اہالی حیدرآباد نوشتہ بباند دلبود۔ او کماہی آگاہی نبود[1]
از دست۔ نظم :۔

بدنت اشک اب نکلے ہیں شاید — ہوا آنکھوں میں آلحنت جگر بند — م ب
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیوں کر مرغ پر بند

---

## صفدر، میر صفدر علی

صفدر تخلص، میر صفدر علی از قصبہ سونی پت است۔ کسب فن سخن از شاہ نصیر پذیرفت۔ مضامین دل پسند و اشعار خاطر پسند او ناخن آں سینہ دردمند است۔ ایں چند بیت از وقلم بند شد۔ ابیات :۔

محو رخ یار ہوا چاہیے — نقش بدیوار ہوا چاہیے
جھانکنے کو ہم بھی غضب ہیں ولے — رخنۂ دیوار ہوا چاہیے
ضعف سے صفدر نہیں کہنے کی تاب — پشت بدیوار ہوا چاہیے

---

بغل سے لے گیا اک دل ربا دل — عجب دل مہرباں دل آشنا دل

---

[1] یکے از اہالی حیدرآباد است۔ گلشن بے خار
خویشگی نے شیفتہ کے اس بیان پر حاشیہ چڑھایا ہے اور ایک فقرہ بڑھا دیا ہے۔

دیا تو نے وہ ہم کو اے خدا دل | جو تھا حسرت بھرا درد آشنا دل
طپش ہے شور ہے شعلہ ہے یا برق | فغاں ہے درد ہے زاری ہے یا دل
مجھے کہیئے دل پر درد صفدر | مبارک ہو تمہیں ایسا ملا دل

---

کیوں ہے دشمن ہماری جان کا تو | چھوڑ دے قصد امتحان کا تو
یا مجھے مار ڈال اے ناصح | ورنہ ایسا دکھا دے بانکا تو
اے سر پُر ہوس بلا سے کہیں | سنگ ہوتا ہی آستاں کا تو
وائے قسمت غبار بھی نہ ہوا | کسی یوسف کے کاروان کا تو

---

شمع سوختہ مشّع سے جب گُل نکلے | چاہیئے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے گ ب

---

کھول دیتے گرہ زلف صبا کیوں نہ ہوئے
تیرے پاؤں سے لگے رہتے حنا کیوں نہ ہوئے

---

## صفدری ۔ میر صادق علی

صفدری تخلص، میر صادق علی کہین برادر میر نظام الدین ممنونؔ در فکر سخن موزوں بود از ہمین برادر خود فیض ایں فن می ربود سرراہ از دست کافرے بے گناہ آہ کشتہ شد[1] ۔ ایں بیت ازو نوشتہ ۔ بیت :۔

آنکھ اپنی کس کے در دنداں پہ پڑی ہے | جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے ۔ گ ب

---

[1] در عین شباب از دست کافرے بے گناہ کشتہ شد ۔ گلشن بے خار

### صنعت ۔ کریم الدین

صنعت تخلص، کریم الدین مراد آبادی است ۔ بپیشہ ورے است بجلیہ گری مشہور و بہ فن زرگری معروف استاد مسلم و بشاعری اعلم است ۔ از اوست ۔ شعر:۔

بہ مانا کہ ہیں آپ دلبر ولیکن ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے گ ب

---

### صاحب ۔ سعادت یار خاں

صاحب تخلص، سعادت یار خاں خلف حافظ محمد یار خاں ابن حافظ الملک حافظ رحمت خاں بہادر علیہ الرحمۃ است ۔ کہ جلائل ماثر آن والا تبار محتاج اظہار و تذکار نیست از دودمان فخیم و خاندان عظیم مہر سپہر مجد و علی سالک مناہج زہد و تقویٰ منظر اوصاف پسندیدہ و مصدر اخلاق حمیدہ علوم دانا و فنون را توانا والا ہمم خداوند کرم در شہر بریلی نشو و نما یافتہ رئیسانہ می ماند و بقناعت و استغنای گزراند گاہ گاہ طبع موزوں او متوجہ بنظم می شدہ است ۔ از نتائج طبع عالی اوست ۔ شعر:۔

گر کہیے کہ بیٹھ او بت مغرور ورے ہو
تو رک کے یہ کہتا ہے کہ چل دور پرے ہو
صاحب تو نیا زخم بھی سہہ رکھا ہو لیکن
پہلا ترے سینے کا یہ ناسور بھرے تو

---

## خیابان ضاد معجمہ

### ضمیر ۔ شیخ مداری

ضمیر تخلص، شیخ مداری نام اکبرآبادی وطن از ذلہ ربایان محفل ولی محمد نظیر است کہ شعرش دل پذیر ۔ از اوست ۔ شعر:۔

وہ ابھی ہے نو گل آرزو، وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئینے سے اسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے          گ ب

---

## ضمیر، گنگا داس

ضمیر تخلص، گنگا داس از عوام الناس است۔ شاگرد شاہ نصیر دانشش

در فن رمل بے بدل از دست۔ فرد:۔

میں بتاتا ہوں ضمیر، سب کچھ تجھے بھی ہے خیال
چشم خواب آلودہ اس کی فتنۂ بیدار ہے          گ ب

---

## ضیا، میر ضیاء الدین

ضیا تخلص، میر ضیاء الدین است۔ از شاہ جہاں آباد بعظیم آباد رسیدہ همانجا

طرح سکون انداختہ در فکر سخن یکتا و دریں فن بے ہمتا از پرتوے اصلاح او ضمیر

شاگردانش ضیا پذیر است۔ از وست۔ فرد:۔

صاف تھا جب تک تو ہم کو بھی جواب صاف تھا
اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا          گ ب

---

لیا حصار[۱] ضیا کے گھر کا جس دم بعد مرنے کے
خزانہ غم کا نکلا اور داغوں کے درم نکلے

---

---

[۱] در رمل ہم آگاہی داشتہ۔ گلشن بے خار

## ضیاؔ۔ مرزا ضیا بخت

ضیا تخلص، مرزا ضیا بخت پور مرزا فرخندہ بخت۔ از خاندان تیموریہ است اوراست فرد:۔

چھیڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیاؔ دامن
بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے
گ ب

---

## ضیاؔ۔ ضیاء الدین

ضیا تخلص، ضیاء الدین نام۔ از شوریدگی مستی بود و مے پرستیہا می نمود در خم خانۂ دوراں جام ہلاہل اجل پیمود و بگور آسود اوراست۔ شعر:۔

جوں چنار اس جا نہ پھولے ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہیں تو جل جاتے ہیں ہم
گ ب

---

## ضامنؔ۔ غلام ضامن

ضامن تخلص، غلام ضامن نام۔ بزرگ زادہ است۔ از اولاد حضرت قدوۃ السالکین شاہ ابوالمعالی قدس سرہ وطن آں معارف آگاہ قصبہ انبیٹھہ است۔ زاویہ گزیں و سجادہ نشین است۔ جلدے مثنوی در شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خوبے نوشتہ است حق آں آنست کہ سبقت بر اقران خود بردہ است۔ اگرچہ ملاقات ندارم فاما مشتاق آں عاشق روئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ام از دست۔ ابیات:۔

رساں یارب بہر شام و بہر گاہ — صلوٰۃ خویش بر روح شہنشاہ
محمد مطلع نور الہی — محمد مخزن راز خدائی
وجودش مظہر شان الہی — بکوشش بہ زصد شاہی گدائی

زرویش نور زروئے حور و غلماں　　ز ذاتش افتخار خلد رضواں
زتقید آب و گل بیگانہ گردید　　بچشم صدق برکس چشم او دید

---

## خیابان طائے مہملہ

### طالب ۔ مہتاب رائے

طالب تخلص، مہتاب رائے کشمیری منشائے او لکھنو از چہل سال بمشق سخن جوہر کمال بردہ او از طبع رسا اباخدمت شعرائے نامدار باریافتہ و آخر ہا بفیض صحبت شاہ نصیر کلامش رونق پذیر است ۔ بکہن مشقی با نوطرز مرصع در ریختہ از کلک زبان او ریختہ در نثر و حساب بزمرہ اولی الالباب مایہ عالی دارد و طبعش از مضامین پرکن خالی صاحب دیوان است ۔ لیکن بنظر احقر نرسیدہ ناچار بیتے یادگار ثبت گردیدہ.

بیت :۔

ہے عشق کا کھنچا مری لوح جبیں پہ خط
کھینچوں نہ کیوں کہ یک قلم اب کفر و دیں پہ خط

---

### طالب ۔ طالب حسین

طالب تخلص ۔ طالب حسین فرزند عسکری المتخلص بنالاں اصلاح شعرش از قلم انشاء اللہ خاں است ۔ ایں بیت ازاں است ۔ فرد :۔

دشت میں آہ شرربار جو طالب نے بھری
ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ　　گ ب

---

### طرب ۔ جھبو لعل

طرب تخلص، جھبو لعل نام، کایتھ لکھنوی از تلامذہ نوازش حسین نوازش

است۔ درمرثیہ دلگیر تخلص دارد و بفرط اعتقاد زین پیش از کیش آبائے خویش درگذشتہ بشرف اسلام بجذبہ شوق تمام مشرف گشتہ۔ مشرف این ابیات او نوشتہ شعر:۔

مطر اس کے نہانے سے بس کہ آب ہوا　　حباب بحر ہر ایک شیشۂ گلاب ہوا　　گ ب

---

گئے جہاں سے گزر ہم جو نہ وعدے پر وہ بت آیا　　"
بہانا اس کا گویا موت کا اپنا بہانا تھا

---

## طپاں ۔مرزا محمد علی بیگ

طپاں تخلص، مرزا محمد علی بیگ نام از مرزایان قصبہ اسیون است۔ نسبت تلمذ بمصحفی ہمدانی دارد۔ مرد زکی بود معنی شناس و متین فصاحت اساس در نظم و نثر ہندی و فارسی ثانی خود نداشتے و بہر زمین تخم مضامین اعلیٰ کاشتے اکثر اوقات عزیز خود را در بنارس گزرانیدہ آخرکار کالبد عنصری خود را بزمین الہ آباد سپردہ رحمتہ اللہ علیہ با نیازمند ملاقاتہا بودہ ازاں والا منش است۔ فرد:۔

تن کو بھی اے روح لے جا جانب ملک عدم
چھوڑنا اچھا نہیں ہے راہ میں اسباب کا

---

عذر دارم کہ سزاوار نیوشیدن نیست
کردہ ام جرم کہ مستوجب بخشیدن نیست
بملامت را سروکارے بطپیدن نبود
مست صہباتے ترا کار بہ لغزیدن نیست

اے طپان ہر بہ باآبلۂ پا داریم
ورنہ مارا ہوس بادیہ گردیدن نیست

---

بطرز اہل ایراں گر غزل گفتیم جا دارد
طپاں تا ہیم مرزا فارسی باشد زبان ما

---

## طوماس

طوماس تخلص ،نرساپچہ الیٹ [1] کہ اشعار سادہ و پرکار از افکار بیرون
دادہ شاگرد شاہ نصیر است ۔ بنیے از و تحریر پذیر گردیدہ ۔ فرد :۔

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اس قدر
روتے ہیں ہم کھڑے سر بازار زار زار گ ب

---

## طالب ۔مولوی شیرانی

طالب تخلص ، مولوی شیرانی نام ، رام پوری است ۔عالم بے نظیر و فاضل دلپذیر
کہ چشم از کثرت بستہ متوجہ بوحدت گشتہ ۔ آزاد منش و عاشق روش است ۔
حافظ مصحف مہ و شاں است ۔ و قاری ثنائے گل رخان ۔ گویند حصول علم درسیہ
و حفظ قرآن و یاد فرقان از برکت صحبت مولانا حسن لکھنوی است ۔ رحمۃ اللہ علیہ
بطرز فارسی بر روش ہندی غزلہائے عاشقانہ می گوید از وست ۔ بیت :۔

آؤ اک طرز نیا عشق میں ایجاد کریں
تم ہمیں یاد کرو ، ہم نہ تمہیں یاد کریں

---

[1] فرنگی زادہ الیٹ ۔ گلشن بے خار

صہبائی طالب کی جو مجنوں کو پریشاں حالی
دشت میں دیکھ کہا آئیے صہبائی صاحب

## خیابانِ ظائے معجمہ

### ظاہر۔ میر محمدی دہلوی

ظاہر تخلص، میر محمدی دہلوی است۔ مگر از آں جا بہ اکبر آباد نقل کردہ دخل کلی بشعر و سخن دارد دریں فن بے مثل۔ اور است۔ فرد:۔

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو
چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو — گ ب

### ظفر۔ مرزا ابوظفر

ظفر تخلص، خاقان بن خاقان، د سلطان بن سلطان حضرت ظل سبحان سریر آرائے ہندوستان مرزا ابوظفر بہادر ادام اللہ سلطنتہ و فیضانہ و افاض اللہ علی العالمین برہ و احسانہ ذات بابرکات حضرت بندگان والا بصفات حمیدہ و بہ نعوت پسندیدہ و محامد برگزیدہ حضرت اعلیٰ معروف۔ از خوان احسان مہین بندگانش وظیفہ خوار شیخ ابراہیم ذوق است۔ کہ نتیجہ طبع آں حضرت باصلاح قلم او رونق افزائے روزگار۔ پرور دگار وجود عاطفت بندگان عالی را بر مفارق عالمیان ظل گستر باقتدار و العزم و اراد و ایں اوراق چند را بنظر انور ظل سبحانی رسا باد۔ بحکم کلام الملوک ملوک الکلام از لطائف حضرت می نگارد تا ایں نامہ رونق پذیرد منہ۔

اب بھی وہ آنکھ تری آئینہ رو ہے کہ نہیں
اگلے طوروں پہ خدا جانیئے تو ہے کہ نہیں — گ ب

بمنہ

دل دے کے اس کو ایسی اذیت ہوئی ہمیں
اب دل کبھی نہ دیں گے نصیحت ہوئی ہمیں گ ب

بکرہ

پی لاکھ بار صہبا، کی لاکھ بار توبہ
اب کر چکا ہوں توبہ، توبہ ہزار توبہ ،،

بعزہ

تین دن وعدے پہ غیر دل کے پھرایا ہے مجھے[۱]
جب ہوا چاند تو غزہ ہی بتایا ہے مجھے ،،

بجودہ

جنوں میں کیا ترے پیوند پیرہن کو لگے
کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے ،،

---

ظہور۔ ظہور اللہ بیگ

ظہور تخلص، حافظ ظہور اللہ بیگ کہ از خاک نوران است۔ فا نزاد وجائے ولادتش شاہ جہان آباد۔ بحفظ کلام و منقبت خیر الانام ایام می گزراند ازوست۔ شعر۔

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے
گم نامہ حال دل گمنام نہ ہووے گ ب

---

---

[۱] تیس دن وعدے پہ غزے کے پھراتا ہے مجھے۔ گلشن بے خار

# خیابانِ عینِ مہملہ

## عزیز۔ مہاراج سنگھ

عزیز تخلص، مہاراج سنگھ نام، مرد لیئق است و نستعلیق خوب می نگارد و اشعار با اسلوب دارد و درمیان دوآب معروف است از وست. شعر:

آمرے پاس کہیں محفلِ اغیار کو چھوڑ!
شمع ساں تو ہوس گرمئ بازار کو چھوڑ

لڑکوں سے گیا قیس نکل آج ہی لڑ کر
لا حلقۂ زنجیر کہیں پانوں تو پڑ کر

---

## عالی

عالی تخلص، از دودمان امیر تیمور مشہور است۔ و ذوق شاعری او از مشورہ شیخ ابراہیم ذوق است۔ از وست۔ شعر:

صریح اس کو اگر حالِ دل جتا نہ سکے
تو کیا غزل میں بھی پڑھ پڑھ کے ہم سنا سکے ﴿گ ب﴾
پیوں تو دل کی نہ بجھے آگ آہ اس پر سے
ذرا سا دار کے پانی بھی یار لا نہ سکے ﴿ر﴾

---

## عالی جاہ

عالی جاہ تخلص فرزند ارجمند نواب نظام الملک والئ دکن کہ علوئے جاہش اظہر من الشمس و ازہر من الامس است۔ از آں مصدر فیوض است۔ شعر:

رات دن اشکوں سے آنکھوں میں تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے — گ۔ ب

---

## عارف۔ محمد عارف

عارف تخلص، محمد عارف نام، اصلش از کشمیر و مولدش بلدہ جہاں آباد دہلی بر نوسازی معروف و بفکر سخن مالوف بود۔ از وراست۔ شعر:-

اس ابر میں بے ساقی دے جی پہ بنی ہے
ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے — گ۔ ب

---

## عارف۔ میر عارف علی

عارف تخلص، میر عارف علی از سادات امروہہ چندے بمراد آباد بنقش مرادش درست بود۔ و در عروض و قافیہ چست بحث۔ بہرہ سخن از مصحفی حاصل کردہ حالا طبعش بہ پند و غلط در اوقات بعض مائل۔ شعر:-

ہاتھوں کو چاک جیب تلک دسترس نہیں
میں کس کے بس میں ہوں کہ مرا کچھ ہی بس نہیں — گ۔ ب

---

## عاجز۔ زورآور سنگھ

عاجز تخلص، زورآور سنگھ نام، قوم کہتری از نبائر آنندرام مخلص تخلص خوبش در شعر از تلمیذ شیخ نصیرالدین عزت است۔ از دست۔ شعر:-

شب مہتاب کس کم بخت کو ہجراں میں بھاتی ہے
کہ اس سے گرمیٔ روز قیامت یاد آتی ہے — گ۔ ب

## عاصی۔ منشی امداد حسین

عاصی تخلص، منشی امداد حسین بین الخصوص و العوام نام و مقام او بتحقیق شائع نیست۔ ازیں جہت از ارقام بارماندہ از دست۔ شعر[1]:۔

میں کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں
رہا تھا ایک دل سو جل گیا کب خاک دکھلاؤں — گ ب

---

## عاشق۔ بخشی بھولا ناتھ

عاشق تخلص، بخشی بھولا ناتھ نام۔ قوم پنڈت۔ فرزند رشید راجہ گوپی ناتھ بسرکار مجد الدولہ بعہدہ دیوانی سرفراز بودہ بشعر و سخن بر ہمہ ممتاز۔ از داست۔ فرد:۔

تنہیں نادان سراسر نظر آیا ہم کو
جا بیے دشت میں کیوں کو جپے دلدار کو چھوڑ — گ ب

---

## عاشق۔ رام سنگھ

عاشق تخلص، رام سنگھ کہتری زیور سخنش باصلاح غلام حسین تجلی متجلی بودہ آخر شاہ نصیر را باستادی گزیدہ از دست۔ فرد:۔

حیرت زدہ میں دیکھتا ہوں اس کو بزم میں
تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف — گ ب

---

## عاشق۔ مہدی علی خاں

عاشق تخلص، مہدی علی خاں از خاندان مرحوم نواب علی مردان خاں موصوف

---

[1] بجز اسم از رسمش ہیچ آگہی نیست۔ گلشن بے خار

خلاق وبہ خصائل حمیدہ و نعوت پسندیدہ وطاق برنجیتہ ودری بپایہ برتری مشہور خان حملہ حیدری بہ انشارگری خود یادگار گزاشت[1] ایں بیت از نتیجہ طبع اونگاشتہ شد۔

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ساقیا مت شراب ناب چھپا گ ب

---

## عاشق ۔ نبی بخش

عاشق تخلص، نبی بخش نام۔ فرزند شیخ محمد صالح اکبرآبادی است۔ شاگرد بے نظیر نظیراست اوراست ۔فرد:۔

اب یاد کئے سے چبھتے ہیں سوخار ندامت سینے میں
اس گل کو جو وقت رخصت ہم چھاتی سے لگانا بھول گئے گ ب

---

## عاشقی ۔ آغا حسین قلی خاں

عاشقی تخلص، آغا حسین قلی خاں نام، خلف آغا علی خاں، از مغول عظیم آباد است نژادش از خراسان۔ بہرہ اندوز عشرت وکامرانی وبانی معانی مضامین ومعانی بردہ پیشتر بیشتر در سرکار فیض آثار صاحبان جلیل الشان ذوالاقتدار بود، فکر سخن می نمود صاحب تذکرہ سیر عشق است۔ ازوست فرد:۔

جس سے کہ میں پوچھوں مزا عشق کا کیا ہے
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا گ ب

---

[1] خویشگی نے شیفتہ کے بیان کو مختصر کر دیا ہے اور بعض اطلاعات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بقول شیفتہ "تا عرض دہ سال متصل صحبت مشاعرہ تاریخ آدینہ بہ کاشانۂ ایشاں انعقاد می یافت۔ اعظم الدولہ گوید کہ تصانیفش قریب دو صد ہزار بیت بہ نظر راقم درآمدہ، مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی وحملہ حیدری ودیگر مثنویات ......"

بدحواسی ہے یہاں تک پوچھنے کو اشک کے
چشم کو میں بھول کر رکھتا ہوں سر پہ آستیں　　　گ ب

---

## عشق ۔ غلام علی محی الدین

عشق تخلص ، غلام علی محی الدین پیش ازیں لوائے اعتلا تخلص مبتلا می افراشت و معرکہ آرائی سخن در میرٹھ کہ موطن او است می داشت ۔ صاحب تصانیف است و بطبع لطیف ۔ اگرچہ بعضے سرد طبعان دیوان اوراقابل عدم تماشا نوشتہ اند[1] ۔ فاما حق آنست کہ بہ نسبت دیگر خوش می گوید ۔ کلامش از جیرانیاں نیست ازاں عاشق مزاج است ۔ شعر :

کہے ہے حسن کے وہ یوں مبتلا کے قصے کو
کہ خواب تازہ کو بہ تازہ ہو اک فسانہ ہوا　　　گ ب

---

پتھرا گئی ہیں اپنی تو آئینہ وار چشم　　　〃
قسمت میں کس کے ہے ترا دیدار دیکھنا

---

[1] صاحب نسخہ اینیت بسیار است ۔ اما نظر یکیے از دیوانش کہ از نظر گزشتہ و ایں ابیات ازاں منتخب گشتہ شاید کہ آں ہم قابل تماشہ نباشد ۔ گلشن بے خار

خویشگی نے شیفتہ کو سرد طبع ہونے کا طعنہ تو دیا ہے لیکن اپنے دعوے کے ثبوت میں عشق کے منتخب اشعار پیش کرنے کے بجائے جن سے عشق کے شاعرانہ مرتبے کا تعین آسان ہو جاتا انہوں نے شیفتہ کے منتخب کردہ چھ اشعار میں سے صرف چار شعر نقل کر دئے ہیں جس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ عشق کا دیوان ان کی نظر سے نہیں گذرا تھا ۔ لیکن یہاں شیفتہ پر اعتراض کرنے کا ایک موقعہ ہاتھ آ گیا تھا ، لہٰذا اس سے فائدہ اٹھا لیا گیا ۔

دال بر سر فساد ہیں زندان بادہ نوش     اے محتسب نہ جا تیو مے خانے کی طرف    گ ب

---

دل کا تخت ہے مرا جوں گل کا غنچہ کا چمن
یاں بہار ایک ہے چھینٹے میں خزاں ہوتی ہے     گ ب

---

## عشرت ۔ میر غلام علی

عشرت تخلص، میر غلام علی از بریلی است۔ بفصاحت زبان و بلاغت بیان گوئے از میدان شاعران ربودہ و جامہ یکتائی این فن بزیبائی قامتش بودہ نمک ریختہ او سوزے بہر سر ریختہ[1] این ابیات از نتائج طبع او نظم ریختہ۔ ابیات:۔

شب وصال میں دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے     گ ب

میں لکھ چکا ہی نہیں راز دل کا اس کی طرف
ہوائے شوق میں اڑتا ورق ابھی سے ہے     "

ہنوز دفن ہوا ہی نہیں ترا کشتہ
کہ زلزلہ میں زمیں کا طبق ابھی سے ہے     "

چلا نہیں وہ ارادہ ہے سیر ماہ کا ہے
یہ ناز کی کہ جبیں پر عرق ابھی سے ہے     "

کسی نے شام کے آنے کو گو کہا عشرت[2]
جو منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے     "

---

[1] فن شعر از مرزا سلطان علی کہ دے از تلامذہ مرزا رفیع سودا است گرفتہ۔ صاحب دیوان است ملاحظہ نہ شد۔ گلشن بے خار [2] کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت۔ گلشن بے خار

اٹھی جو بوئے دل سوختہ محلّے میں　　　　تو لوگ بولے کہ عشرت کباب جلتے ہیں

---

تجھ بن اب سیرِ چمن مجھکو بُری لگتی ہے
جنبشِ سبزۂ تو دل کو چھُری لگتی ہے

---

غیروں سے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے !　　　　گ ب

---

## عظیم ۔ مرزا عظیم بیگ

عظیم تخلص، مرزا عظیم بیگ نام ۔ نژادش از توران و مولدش شاہ جہان آباد کہ بشاعری بسیار الا طبعش نختے ہموار ۔ اوراست ۔ بیت :۔

سوزش سے مری لب پہ ہوئی منفعل آتش　　　　شیشہ میں نہیں مے یہ ہوئی مضمحل آتش　گ ب

بھڑکا ہی دیا آہ نے دامانِ شفق کو　　　　اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش"

---

آکر ہماری نعش پہ کیا یار کر چلے
خواب عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے　　　　گ ب

بالیں پہ میری آکے دم نزع کل عظیم
رد کر رگا وہ کہتے یہ کیا یار کر چلے　　"

---

ما　از تلامذہ شاہ حاتم ۔ غرور شاعری بسیار و نختے طبع ہم ہموار داشتہ ۔
گلشن بے خار

## عظمت ۔ میر عظمت اللہ خاں

عظمت تخلص میر عظمت اللہ خاں خلف عزت اللہ خاں متخلص بجذب در بریلی[1] از مدت باطن سر بظہور کشیدہ ۔ حضور طبیعت داشت ۔ بہ گام سیاحت سرزمین بلخ و بخارا و کشمیر پیمودہ د از اہل دتمع دتار بودہ ۔ ازوست ۔ فرد :۔

نام عظمت ہے ، نہ شوکت نہ شکوہ کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہوں گ ب

---

## عیشی ۔ طالب علی خاں

عیشی تخلص طالب علی خاں از اہل لکھنو است ۔ خوش خو فصیح گو ست ۔ نکتہ داں خوش بیاں سخن سنج سبتہ از مضامین و معانی پُر گنج ۔ بلبل بوستان سخن ، عندلیب چمنستان ایں فن ۔ نگارشش شائستہ تحسین و نظمش دلآویز و دل نشین ۔ دیوان بہر دو زبان دارد[2] ۔ اشعارش می نگارم ۔ بیت :۔

دل گرفتہ ہوں کرو دل گاہ کے ہیں آزاد کیا
مجھکو یکساں ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتوں کے جان تازہ ہے
آب حیواں میں سجھا تھا خنجر جلاد کیا گ ب

---

[1] در بریلی از نہاں خانۂ بطون بجلوہ گاہ ظہور سر کشیدہ ۔ در آوان صبا طبعیت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بلخ و بخارا و کشمیر وغیرآں دریافتہ ۔ اکنوں در جہاں آباد بوقع و دقار تمام می گزراند ۔ گلشن بیخار

[2] بپارسی استفادہ از قتیل و در ریختہ از مصحفی نمودہ از اعزہ آں دیار بودہ ۔ صاحب دیوان بہر دو زبان است ۔ گلشن بے خار

## عبرت۔ میر ضیاء الدین

عبرت تخلص، میر ضیاء الدین پرتوے از نور فیض نواب محبت خاں یافتہ و شعاع شاعری او بر ضمیر صغیر و کبیر تافتہ۔ ازوست۔ بیت۔

بے تاب نہیں شے کوئی سیماب کے مانند
پر وہ بھی نہ ہوگا دل بے تاب کے مانند     گ ب

---

## عزلت۔ سید عبدالولی

عزلت تخلص، سید عبدالولی نام، صورتش از سورت است۔ از فرزندان شاہ سعداللہ۔ بسبب اختیار نمودن عزلت آخر تخلص بعزلت ساخت۔ اکثر بلاد بسیاحت می پیمود۔ جہاں گرد بود از جہاں آباد رہ نورد حیدرآباد گردید در شاعری فرد و مرد پُر درد بودہ۔ ازوست۔ فرد۔

شانہ اس زلف میں پھرتے یہ بجا کہتا تھا
بات کہنے ہی شب وصل چلی جاتی ہے     گ ب

---

شکستہ گر ہوا دل اب نظر نہ کر مجھ پہ
یہ ٹوٹے آئینہ میں منہ تری بلا دیکھے     ؍؍

---

## عزیز۔ منشی عزیز اللہ خاں

عزیز تخلص، منشی عزیز اللہ خاں نام۔ عزیز دلہائے اہل دکن است۔ آخر بہ بنارس وطن گزیدہ نطلمش بہ نثر ریخت۔ یعنی متاع جان خود را ازیں سرائے فانی بعالم جوانی انگیخت ترجمہ خوشش بزبان اُردو دلکش بر گلستان سعدی را کردہ

درجوار بنارس مشہورتر از آفتاب است[1] ۔ از وست بیت :۔

ایسے بے درد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے
عشق میں جس کے کبھو چین نہ پایا ہم نے    گ ب

---

## عشق ۔ خواجہ رکن الدین

عشق تخلص خواجہ رکن الدین نام ، معروف بمرزا گھیٹا بیگ ۔ رحمۃ اللہ علیہ از نجبائے دارالخلافہ بوده ، درین ہنگام در عظیم آباد است ۔ و باوصاف درویشی موصوف روزگار بوقار گذرانده ، وبیاد رب العباد مانده ۔ جذبۂ باطنش کار اعجازی می نمود ونسبت سلوکش کرامات ہزاراں می نمود ۔ بسلسلۂ ابو العلائی وحید بوده و بطریقۂ نقشبندی فرید ۔ مریدانش فی زمانناً زائد از ستارگان فلک ۔ اندرو ہر یکے از خصائل بشری گذشته ، متعوت بصفات ملک گشته ۔ از شعلہ ہائے جوالہ اوست ۔ غزل :۔

انانیت بہ اس کی ہم میں آئے — بڑی نعمت یہاں یہ ہم نے پائے
ہمارے عشق کی گرمی کو دیکھو — جہاں میں آگ ہے اس نے لگائی
ذرا وسعت ہمارے دل کی دیکھو — سمائی اس میں ہے ساری خدائی
ہمارے شعبدے کثرت تو دیکھو — انا وانت کی دھوم ہے مچائی[2]
کہا ہے علم الاسمار مجھی کو — ہمیں سب باتیں اس نے ہیں سکھائی
نفخت وفیہ من روحی سنایا — عجب دولت میاں یہ ہم نے پائی

---

[1] یہاں خوشگی نے شیفتہ کے بیان پر اضافہ کیا ہے ۔ شیفتہ نے صرف یہ لکھا تھا ، عزیز تخلص عزیز اللہ از دکنیان است ۔ خوشگی نے ذاتی معلومات کی وجہ سے تفصیل دی ہے ۔

[2] کذا

تمہارے واسطے اے جان ہم نے — کمائی جتنی تھی ساری لٹائی
ذرا ٹک دل سے اس کو غور کرنا — رلوبیت تمہی تجھ میں ہے سمائی
چھپانا راز کو میرے تو اے یار — اسی میں ہے گی اب تیری بھلائی
ہمارے دم سے وابستہ ہے سب کچھ — نہ ہوتا میں نہ ہوتی یہ خدائی
ہوں اپنی شان عبدیت پہ نازاں — ہماری عبدیت ہے گی خدائی
شہ برہان دیں ہادی برحق — بدولت تیرے یہ دولت ہے پائی
خطاب آتا ہے مجھکو ہر دم اے عشق — مبارک ہو تجھے یہ میرزائی

---

چشم بیں خلق کے میں مثل حباب آتا ہوں
عین دریا ہوں حقیقت میں بہا جاتا ہوں
چشم انصاف سے اک دم ذرا مجھکو دیکھو
رنگ بے رنگی کا کس رنگ میں دکھلاتا ہوں
معنی لفظ انا الحق کو نہ پوچھو مجھ سے
ڈھونڈتا ہوں جو اسے آپ میں میں پاتا ہوں
کیف دکم میرے ہیں جوں موج حباب دریا
مجھ ہی سے اٹھتے ہیں اور میں ہی بہا جاتا ہوں
شمع کے طور جلاتا ہوں جگر آتش میں
سخن عشق زباں اپنے پہ جب لاتا ہوں

---

عشق تا فرش سیر کر دیکھا — جلوہ گر تو ہوا جدھر دیکھا
قشریوں کی نظر پہ حیراں ہوں — دوسرا ہے کہاں کدھر دیکھا

تیرے نام پہ تڑپتا ہے　　　اس طرح کا کہیں جگر دیکھا　گ ب

---

ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا　　گ ب
نہ دیکھا سو دیکھا، جو دیکھا نہ دیکھا
وہ آیا نظر بارہا، پر کسی نے
یہ حسرت ہے اس کا سراپا نہ دیکھا
تری چین ابرو مرا غنچۂ دل
یہ عقدہ ہے وہ جس کو کھلتا نہ دیکھا

---

کیا کیا جفائیں ظالم ہم نے تری سہی ہیں
لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہیں　　گ ب

---

## عشق میر عزت اللہ خاں

عشق تخلص، میر عزت اللہ خاں حکیم فرزند فرخ قدرت اللہ خاں قاسم دہلوی است۔ در شعر شعور موفور دارد از حکیم ثنار اللہ خاں فراق اتفاق کسب سخن او نتادہ و از والد ماجد خود مائدہ فائدہ بقاعدہ ایں فن ربودہ۔ در طب طبیبے آزمودہ بودہ۔ زکی موزوں سخن است و در نکتہ سنجان یک فن است از نتیجہ فکرت او این است۔ بیت:-

سبز خط کی دل سے الفت ہم اٹھا سکتے نہیں
جو خدا نے لکھ دیا اس کو مٹا سکتے نہیں　　گ ب

---

تم عنبر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہیں صاحب ہمیں کیوں یاد کروگے

---

## عشق ۔ منولال

عشق تخلص، منولال نام از قوم کابھتھر باشندہ امروہہ طبعش در سخن سنجی مستقیم واخلاقش عمیم ۔ مردے جوان پیر عقل است اشعار قابل سماعت اجل است ۔ مستفید از صحبت رند است ۔ بکلام خوش می گوید ونہال سخن موزوں از زمین دلش خوشنما می روید بالفعل بعہدہ پٹوارنویسی کلکٹری بجنور مامور است ۔ وبا حسلش اوقات خود را بطوریکہ می شود گزراندہ بحضرت باری بصد عجز وزاری تشکور از دست ۔ فرد

جب سے پی ہے عشق کی میں نے شراب
ہوگیا جل جل کے دل میرا کباب

---

## عیاش ۔ سید یعقوب

عیاش تخلص، سید یعقوب نام لکھنوی نژاد است ۔ اشعار خوب گفتنے ومراثی با اسلوب چوں دُر سفتنے باد برنخوردہ ام فامالسماعت شعرش حظے وافر بردہ ۔ ازاں است ۔ شعر :۔

خنجر بیداد کو سنگِ فساں پر تیز کر      گ ب
دفت قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خوں ریز کر

پیر مے خانہ کبھی کہتا ہے یہ ہر ایک رند کو
صحبت زاہد سے جتنا ہوسکے پرہیز کر ، ،

## عتیق ۔ وجیہہ الدین

عتیق تخلص وجیہہ الدین نام ۔ از قاضی زادگان بجنور است ۔ ہمت بر تحصیل می گمارد و فیض سخن سنجی از خدمت حضرت مولانا محمد وزیر علی بجنوری دارد و طرز استاد از کلامش می بارد بیتے از وی نگارد ۔ شعر :-

ہے بے خودی سے جسم مرا یار جاں سے دُور
مستی میں ہو دیں بلبلیں جوں آشیاں سے دُور
گل رخ غرور حسن پہ کرتے ہو تم عبث
گلشن میں گل نہیں کوئی باد خزاں سے دور

---

## عاجز ۔ کاشی ناتھ

عاجز تخلص کاشی ناتھ نام ۔ اصلش از کشمیر فا مابدہلی سکونت پذیرفتہ مرے معمر پیر صورت جوان سیرت است ۔ در پیری دم عشق بازی می زند ۔ و در موسیقی دعوائے لبس کمثلہ می کند ۔ بہر کیف با خلان دمساز است ۔ و از عرصہ دراز بجاکری سرکار نامدار سرفراز ۔ در آیامیکہ مشاعرہ می شد مع فرزندان نامی و عزیزان سامی خود کہ یکے خود را نقیر و دیگرے عاجز بحکم آں کہ ایں خانہ تمام آفتاب است ۔ بمشاعرہ آمدہ دل دوستاں راخوش می کرد فا در قدیر جل شانہ دل اورا شاد و تکیہ فرزندان او را آباد دارد اورا ست ۔ شعر :-

جس قدر ہے صنم کی بات لذیذ
ہے کہاں اس قدر نبات لذیذ
مست ہیں ہم نشے میں الفت کے
کیوں نہ ہو ہم کو مسکرات لذیذ

سیاہی خط ابرو کی ہے بسم اللہ کی صورت
قد رعنا سراسر ہے الف اللہ کی صورت

## عاشق۔ احمد یار خاں

عاشق تخلص ابراہیم زماں شبلی دوران پشت پازن دنیائے دوں کنارہ کش از دوراتِ گردوں آزاد از تعلقات دور از تکلفات امیر فطرت درویش خصلت حافظ احمد یار خان است کہ فرزند ارجمند امیر الملک نواب محمد امیر خاں والی ٹونک رضوان اللہ علیہ است۔ کہ بچشم بصیرت و دیدۂ عبرت دنیا را بحکم جبلت اصلاً ہیچ انگاشتہ ازاں دست بر داشتہ بدامن شاہ اللہ نور صاحب پنجۂ ارادت زدہ۔ نام خود شاہ عبد الرحمن قادری کردہ در مذہب شافعی بجبت قادریہ گوئے سبقت بر پیشانیاں بردہ۔ نیاز مند بجناب او ظاہر ملاقی نشدہ ام فاما باستماع اوصاف گرامی آنعزیز با لوجود از ہر برنا و پیر خصوصاً از پیر و مرشد قبلہ اصحاب طریقت کعبہ ارباب حقیقت حضرت سیدنا شاہ عبد العلیم صاحب دام فیضانہ نہایت مشتاق ملاقات تام۔ قادریہ میسّر آرد گویند بسیارے در فارسی و کمترک در ہندی زبان آوری می کند از وحپ رمطالع می نگارم باستعداد عالی اش ازاں پے باید برد۔ قطعہ :۔

نگاہ لطف زمن داشت آں نگار دریغ
ہزار حیف و صد افسوس صد ہزار دریغ

---

بلوح دل چو نویسم کتاب خندۂ گل
ز خندۂ تو کنم انتخاب خندۂ گل

---

گہ طپم می دہد و گہ جگرم مے سوزد
عشق ہر لحظہ بطرز دگرم مے سوزد

## عنایت ـ سید عنایت علی

عنایت تخلص سید عنایت علی نام۔ از سادات میین است۔ مپیشہ طبابت دارد۔ صاحب طبع عالی و مملکت سخن را والی کلام فصیح می گوید و راہ بلاغت می پوید۔ نیاز مند در دوھام پور ملاقی شدہ بودم۔ غزلے کہ ازو در ہندی و فارسی شنیدہ ام جسز ثنیا ازاں برائے شگفتگی خاطر خلان می نویسیم۔ غزل :۔

دُردنوشاں را نظر بر حسن روئے دلبراست

میکشان جام معنی را خیال جوھراست

لب فروبستن نباشد دال بر بے مایگی

غنچۂ لب سینہ را باطن پُراز گنج زراست

گراماں خواہی زرنج خلق شو عزلت گزیں

سفت کیں بنید نہ ہرگز در صدف تا گوہراست

خاکساری شیوۂ خود ساز گر خواہی علو

خاک زیر پائی بینی کہ بر جسم و سراست

اے صبا خاک من دیوانہ از کویش مبر

کیں طریقہ بوسہ پائے صنم نیکوتراست

اے چہ می پرسی نشان دلبر طنازما

غنچہ لب شیریں سخن جادو نگہ سیمیں براست

---

**شعر**

ہم نفس اٹھ گئے کس کس کے نشیں یاد کریں

غم کریں تنیں کا یا ماتم فرہاد کریں

نظر آجاوے اگر جلوۂ تصویر صنم
قصد تصویر نہ کبھی پھر مانی و بہزاد کریں

---

## خیابانِ غینِ معجمہ

### غالب ۔ بہادر بیگ خاں

غالب تخلص و مکرم الدولہ لقب و بہادر بیگ خاں نام خلف نیاز بیگ خاں کہ از عمائد خاندان مرزا نجف بیگ خاں ذو الفقار الدولہ بہادر بودہ گویند ۔ چوں پدرش دریں مضبطۂ دنیا بادۂ اجل چشید داد کامرانی دادہ شراب و دستگامی ہا می کشید ۔ امیر عاشق مزاج بود و مشاعرۂ شعرا ر امی نمود اند ۔ شعر :-

رہتے ہیں آئینہ سے ہمیشہ دوچار آپ
تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ　　　　گ ب

---

قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے
یاں تلک روئے کہ اس کو بھی رلایا ہم نے　　　　"

---

### غالب ۔ مرزا نوشہ

غالب تخلص مرزا نوشہ کہ نام سامیش اسد اللہ خاں است ۔ ناز پروردِ دار الخلافہ شاہ جہان آباد ۔ نکتہ سنجی مزاج اوست و موزونیت کلام از جوہر طبع وہاج او شاعرے است ۔ کہ مانندش دریں خبر و زمان معدوم و عالی طبعے است ۔ کہ بینش تا قطع دور دوراں غیر معلوم و نظیری در تغزل پیش او بعلوے نظرش از شعرائے عامی است ۔ و عرفی در تشبیب بعرفان مضامین عالیہ و وحید الکلامی

غیرنامی در فکر سخن نام بر آورده و در یں عرصہ گوئے سبقت از ہمسران بردہ صاحب دیوان منیف است و ایں اشعار از اں استاد شریف است۔ بیت :۔

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا — گ ب

---

نالہ حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں
اے تقاضائے جفا شکوۂ بیداد نہیں[1] — ر

---

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہو گئے اُتنے ہی کم ہوئے — ر

---

## غضنفر غضنفر علی

غضنفر تخلص، غضنفر علی نام لکھنوی از تلامذہ نامی و شاگردان سامی جرأت است۔ در مجلس سخنوران گرامی بودہ و از کلام معجز نظام ذلہ کافی ربودہ اشعارش دل فریب و کلامش تمام زیب[2]۔ از دست۔ شعر :۔

---

[1] کذا۔ ہے تقاضائے جفا شکوہ بے داد نہیں۔ "اے" غالباً سہو کتابت ہے۔

[2] از شاگردان جرأت است۔ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است۔ و فقیر شعرے ندیدم کہ نظر بداں ایں معنی پایۂ پذیرفت۔ شیفتہ کا یہ اشارہ عمدۂ منتخبہ کی جانب ہے جس میں یہ جملہ ہے۔ شاگرد قلندر بخش جرأت از جملہ شاگردانش مشارٌالیہ در شعر گوئی رتبہ عالی دارد۔

زیب و زینت سے مبرا ہے مہ دلبر کا حسن
سادگی پر ترے صدقے گئے زیور والے
لاکھ شرماؤ تم اب کیوں نہ مری جان ولے
اب تو مشہور ہوئے آپ غضنفر والے

---

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ
لگے اس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ — گ ب

---

## غمگین ۔ میر سید علی

غمگین تخلص، میر سید علی نام۔ فرزند ارجمند میر سید محمد برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است[۱]۔ اشعار آبدار از طبعش می طراود۔ در گوانیار باعتبار رنگین است۔ و کلامش عشق آگین نگین شاعری آں دیار بدست اوست۔ ایں بیت ازوست۔ شعر:-

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا — گ ب

---

## غفلت ۔ احمد

غفلت تخلص، احمد اخوندزادہ افغان نژاد رام پوری است۔ کسب سخن از مولوی قدرت اللہ رام پوری نمودہ در فصاحت گوئے بلاغت از پیشینیان ربودہ ازوست۔

قطعہ:-

---

[۱] خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است کہ در عہد مرہٹہ با اختیار نظم و نسق صوبہ جہاں آباد بادے بودہ۔ گلشن بے خار

سکندر آدے زمیں ناپنے جو تا لب گور
صدا یہ کان میں پہنچے دہان تربت سے
اب آگے کیجو نہ گام درسن سے پیمائش
یہاں تو ہوگی مساحت جریب قامت سے

---

ے ہجوم پر تیر اپنے بدن پر لایا　　قاصد آیا ہے وے بن کے کبوتر آیا

---

غمی ۔ مولوی عبدالقادر

غمی تخلص، مولوی عبدالقادر نام ۔ عالم علوم عقلیہ و انف فنون نقلیہ امیر صورت ۔ درویش سیرت قناعت گزیں وارستہ آئین از مغول رام پور است ۔ سا بقے بعہدے صدر الصدوری مراد آباد ممتاز بود آخر چوں وارستگی مزاج بر د غلبہ کرد ترک منصب سرکاری نمودہ بالفعل سیاحت را پیشہ خود ساختہ متو کلاً علی اللہ می گزراند حالا شنیدہ ام کہ بدہلی می ماند اکثر طبعش بہ ہندی مائل و نیز بفارسی قائل چیزے از کلام ہندیش می نگارم بشنو ۔ ابیات :۔

تیرے دیوانے کے کوئی پئے آزار ہے کیا
دیکھ تو شور سا تیرے پس دیوار ہے کیا
میں کہا قتل مجھے کر تو غموں سے چھوٹوں
بولا اس لطف و کرم کے تو سزاوار ہے کیا
قتل کروا مری آنکھوں کو جو دیکھا تو کہا
اب بھی کچھ جی میں ترے حسرت دیدار ہے کیا

(قطعہ)

میں نے پوچھا کہ ان ایام میں ملتا ہے کم
کچھ خفا مجھ سے تو اب ان دنوں اے یار ہے کیا
بولا رنجش تو وہاں ہو کہ جہاں ہو کچھ ربط
میری اور تیری بھلا دوستی اور پیار ہے کیا

---

میں خراباتی و بے باک ہوں اور لوگ مجھے
پارسا سمجھے ہیں اللہ تری ستاری

---

## خیابان فا

### فارغ۔ میر احمد خاں

فارغ تخلص، میر احمد خاں نام۔ پسر کلاں اعظم الدولہ سرور است۔ مرد ذی شعور بودہ حضور طبیعت داشت دو بیت از کلامش نگاشت۔ شعر۔

خط لے کے نہ اس سے جو مرے نامہ بر آئے      ح ب
یاں شرم سے آتے نہیں اور اپنے گھر آئے

کیا چین سے جا قبر میں آرام کروں گا
دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے      ״

---

### فدا۔ فدا شاہ

فدا تخلص، فدا شاہ کہ اسمش سید محمد علی است۔ موطنش قصبہ لوہاری از متعلقات سہارنپور است۔ در زمرہ سپاہ سال و ماہ بسری برد۔ نوبتے عشق

آتشیں روئے شرر بہ پیر منش ریخت کہ دل از نیود این و آں انگیخت۔ نقش درویشی انداخت و عزم سیر و سفر ساخت و در محیط عشق غریق لجہ حیرت گردید۔ بیتے از و بہ ثبت رسید۔ بیت:۔

اس سے ہیں اور مجھ سے وہ باہم رہا
ایک مدت تک یہی عالم رہا — گ ب

---

## فدا۔ ٹیکارام

فدا تخلص، ٹیکارام نام۔ بزرگانش از دہلی رو بہ لکھنؤ آوردہ طبع موزوں دارد و اکنوں بہ مظفر نگری گزارد و در پارسی نسبت شاگردی بہ بہ آنہ می گوید از وبیت دو می نگارد:۔

دشنام ہیں رکھتے ہو اثر قسم سے زیادہ
عیسیٰ میں کرامات تھی کب تم سے زیادہ

---

گر صدر نزاکت پہ شہ حسن نہ جا دے
کچھ خوب وہ سمجھا تری تعظیم بجا دے

---

ط شیفتہ نے ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ بقول شیفتہ " فدا تخلص معروف بہ فدا شاہ آتش سید محمد علی از سکنائے لوہاری من متعلقات سہارنپور۔ پیشتر معاش بہ پیشہ سپاہگری میکرد و آخر خوف معاد غالب آمدہ دنیا را بہ اہل دنیا گزاشتہ مجردانہ بسیر و سفر می گزرانید۔ عزیزے حکایت کند کہ بہ ہمیں تقریب روبایں مصر ہم کردہ۔ مردے بود خوش اختلاط، بذلہ سنج از فدائیان فن شعر۔ ابیات خشک و تر از طبعش می تراوید۔ احباب نظر اندنت زیادہ از انداز می ستود نازش۔ عاقبت مائل بہ ہزل گشت۔ رفتنش را ازیں دیار یازدہم سال است پیمان مکرر آمدن زدہ بود چوں وفا لشد بگماں است قضا نامش از لوح ہستی زدہ باشد "

## فدا، لچھمی رام

فدا تخلص، لچھمی رام دہلوی مدتے بہ بنارس و بریلی گزرانده۔ طبعش بریختہ مائل بود بہرہ سخن سنجی از سودا حاصل۔ از وست۔ شعر:۔

گزشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے
نہ ہوں شریفنہ کیوں کر کہ آن باقی ہے  گ ب

---

## فدوی۔

فدوی تخلص، متحد بالا اسم است۔ پسر غلہ فروشے از زمین لاہور بوده از ظلمت کفر بر آمده ردائے نور اسلام بر دوش افگنده۔ بجوش محبت محبوبان ہم آغوش چوں مدہوش بار قیباں طرح جنگ انداختہ و سنگ بر سینہ نہاده بے درنگ زخم ہا زده بہم داشتہ آخر ہا در رکاب نواب ضابطہ خاں کامیاب بوده گوہر اشعار از صدف دہانش میریخت و در دہلی با سودا طرف شده در آویخت چنانچہ مرزا رفیع کہ توتیح رتیع ملک الشعرائی بنام نامی خود داشت۔ اہاجی ریکیک بتحریک بعض بنام آں ناکام گفتہ مشہور است۔ از وست۔ شعر:۔

آواره و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے
سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے  گ ب

---

ملے در یں معموره آمده با سودا طرف شده۔ سودا برائے او اہاجی رکیکہ گفتہ کہ مشہور است گلشن بے خار خویشگی اور شیفتہ کے بیانات صحیح نہیں ہیں۔ فدوی اور سودا کا مقابلہ و مجادلہ فرخ آباد میں ہوا تھا۔ سودا کے سوانح نگار شیخ چاند کے بقول (فدوی) "مانڈے سے فرخ آباد سودا کے ساتھ مقابلہ و مجادلہ کرنے کے لئے آیا تھا"  سودا از شیخ چاند ص ۲۵۹ طبع اوّل

بعد مرنے کے بھٹکتا ہوں تہہ خاک ہنوز
ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

---

یہ سرو نہیں باغ میں ہے آہ کسی کی
نرگس نہیں تکتا ہے چمن راہ کسی کی

---

## فدوی۔ مرزا محمد علی

فدوی تخلص، مرزا محمد علی نام بمشہور بمرزا ہجو کہ وقائع نگار حضور احمد شاہ بہ دہلی بودہ و باستصلاح شاہ گھسیٹا عشق رحمتہ اللہ علیہ سخن خود درست نمود سوز عشق درسر و حسن خوباں مد نظر داشت۔ ازاں عزیز است۔ شعر:۔

گلہ آپس میں ایسا ہی کبھو تھا ۔۔۔ تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا کب

---

تجھ سے ہوتے ہیں دردمند جدا ۔۔۔ گو کہے کوئی بند بند جدا ،،

---

## فرحت۔ امیر علی

فرحت تخلص، امیر علی دہلوی است۔ کہ او از فیض گیران صحبت حکیم میر حسرت اللہ خاں عشق بودہ از وطن تن بسفر لکھنو دادہ۔ از دست۔ قطعہ:۔

---

۱؎ بہ وقائع نگاری در حضور احمد شاہ مامور بود۔ آخر الامر بہ عظیم آباد سکونت داستصلاح از شاہ گھسیٹا عشق نمود۔ شور عشق درسر داشت عاقبت خود را بہ دامن یکے از صاحب دلاں آویخت (گلشن بے خار)۔ خویشگی نے شیفتہ کے آخری فقرے کو نظر انداز کر دیا ہے۔

ملا جس کو تلووں سے نرگس سمجھ کر — سنا ہم نے وہ چشم نرگسی کسی کی — گ ب
نہ پہنچا دل اپنا نہ پہنچا یہ فرحت — لگی کیا ہی کا فر نظر سخی کسی کی ″

## فراق حکیم ثنار اللہ خاں

فراق تخلص حکیم ثنار اللہ خاں دہلوی است۔ از سخنوران نامی وزباں آوراں گرامی بودہ در ریختہ گوئی فرد بود از خواجہ میر درد رحمتہ اللہ علیہ کسب سخن نمود گویند مردے صاحب درد بودہ اوصات گرامی ہائیش بر داصف قافیہ تنگ نمودہ عفر اللہ از دست شعر:۔

آنا یہ ہچکیوں کا مجھے بے سبب نہیں
بھولے سے اس نے یاد کیا ہو عجب نہیں — گ ب

---

آنکھ اس شوخ ستمگر سے لڑا بیٹھے ہیں
بس چلے یا نہ چلے جی تو جلا بیٹھے ہیں — ″

---

## فصیح مرزا جعفر علی

فصیح تخلص، مرزا جعفر علی لکھنوی است۔ از شعرائے راسخ است۔ ومشاور با ناسخ۔ اوراست۔ فرد:۔

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال
بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا — گ ب

---

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفا دار ہوں میں
تم میں دو وصف ہیں بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو — ″

## فغاں۔ اشرف علی خاں

فغاں تخلص، اشرف علی خان نام۔ کوکہ احمد شاہ بادشاہ بود۔ سرفراز بخطاب کوکلتاش خان تلمیذ علی قلی خان ندیم است[1] از دہلی بعظیم آباد طرح اقامت انداختہ دیر است کہ ازیں خاکدان بہ بہشت نقل کردہ از آہ و فغان اوست۔ شعر:-

عشاق تیری گرمی بازار کر گئے
اس جنس کو گراں یہ خریدار کر گئے ب

---

تحمل آتش غم میں دل بے تاب کیا جانے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے ''

---

نہ کھولئے ترے بند قبا کو کیا کیجے
دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے ''

---

تیرے ہی دل سے پوچھیے اس غم کو ہاں فغاں
الفت بری بلا ہے کسی کو خدا نہ دے ''

---

## فقیر۔ میر شمس الدین

فقیر تخلص، میر شمس الدین نام۔ مولدش خاک پاک دہلی است از شیوخ عباسی بودہ در دری پایہ برتری داشتے گویند کہ بعد کسب سعادت زیارت حرمین شریفین بہ ہنگام بازگشت در خود بطوافش دادا رحمتہ اللہ

---

[1] کذا۔ ندیم گلشن بے خار

علیہ او راست[1] ۔ فرد

خال اس کی بیاض گردن کا نقطۂ انتخاب ہے گویا گ ب

---

ہے غرض دید سے یاں کام تکلف سے نہیں
خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے ؍؍

کم ہے آواز ترے کوچے کے باشندوں کی
نالہ کرنے سے گلے ان کے مگر بیٹھ گئے ؍؍

---

## نگار ۔ سید حسین

نگار تخلص، سید حسین نبیرہ میر نظیر اللہ فقیر است ۔ مرد لیست طرح دار بکمال باطن صاحب انوار وطنش خطہ پاک شاہ جہاں آباد است ۔ ہنرمند آں را طالب و استادش اسد اللہ خان غالب است[2] ۔ فرد ۔

کرتا ہے غنچہ تیرے دہاں کی برابری گ ب
شاید یہ اپنی بھول گیا ہے دہن کی بو

---

[1] خوشگی نے یہاں بھی شیفتہ کی اطلاعات سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا ہے ۔ بقول شیفتہ "میر شمس الدین دہلوی از بنی عباس است در دری و بان ریختہ گاہے معقول دارد و لاسیما در عروض و قافیہ بے نظیر و تتبع خویش است ۔ رسالہ جات تصنیف کردہ و بے بدیں مدعا گواہ در ۱۲۰۰ بعد کسب زیارت حرمین شریفین زاد اللہ شرفا و تعظیما ، بہنگام بازگشت زورق حیاتش طوفانی شد گاہے ریختہ ہم گفتے ۔

[2] نگار کے حالات مالک رام نے تلامذہ غالب میں مختصر طور پر لکھے ہیں ان کے بقول سخن الشعرا میں نگار ممنون کے شاگرد بیان کئے گئے ہیں ۔ ممکن ہے کہ دونوں سے استفادہ کیا ہو ۔ (تلامذہ غالب ص ۲۴۶)

دیکھ آئینہ کو اس لئے اس نے کیا ٹکڑے
یعنی مجھے کس واسطے مجھ سا نظر آیا — گ ب

---

## فیض۔ پنڈت کرپاکشن

فیض تخلص، پنڈت کرپاکشن نام۔ کشمیری نژاد است۔ فامادلنش خطۂ دل کشا فرخ آباد است[۱]۔ زبان دان فصیح بیان در فارسی یگانہ و بریختہ ہندی مستشنائے زمانہ۔ از وست، شعر:۔

ترے داغوں سے گلدستہ ہے سر تا پا بدن میرا
لحد میں کھول کر دیکھے اگر کوئی کفن میرا — گ ب

---

لوٹتے خون میں نہ خاک سے بسمل آکر
دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر — ،،

---

## فارغ۔ فارغ شاہ

فارغ تخلص، حضرت پیر طریقت و مرشد حقیقت امام المحققین قدوۃ المدققین مرکز دائرہ ولایت۔ نقطۂ محیط کرامت ینبوع الفیضان منبع الاحسان یکتائے میدان توحید موحد ثانی تفرید عامل عزمن منع تارک بحکم دل من طمع شبلی زمانی صوفی لاثانی حضرت فارغ شاہ است۔ قدس سرہ۔ اصلش از حسن پور ضلع مرادآباد آنکہ بعضے نام آشنایان ازبریلی نوشتہ۔ رہ خطا

---

[۱] شیفتہ نے انہیں موزونان لکھنؤ میں شمار کیا ہے۔

پیموده پے به تحقیق نبرده تژادش کا ایتھ بوده است۔ لعنفوان جوانی باخواجہ عارفین
وسرور محققین سرتاج ادلیا مقبول بارگاه کبریا جناب فیض مآب شمع دین
مرزا رستم بیگ صاحب رضی اللہ عنہ برخورده ترک رسوم شرک کرده مستغرق به دریائے
توحید شده۔ در بریلی چلہ ہاکشیده آخر کار بعد وفات شریف حضرت مرزا
صاحب قدس سره بر مزار آں حضرت تا دوازده سال در لکھنو بحالت جذب
معتکف بوده زاں بعد منشی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ که برادر خالہ زاد فارغ از وہم و
گمان بوده باصرار تمام و بہمراہش تا بوطن خود یعنی درخرجہ آورده تجدید نکاح
کنانید۔ از آنزماں آنحضرت علیہ الغفران درخرجہ متوکل خوش گذران وزاویہ گزیں
بوده ایں ژولیده بیان بارہا فیضیاب شده است و اجازت طریقت حاصل
کرده چوں به نگینہ درسن یک ہزار و دو صد و پنجاه و شش ہجری نبوی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بود از خطوط مولانا سراج احمد که فرزند ارجمند آنحضرت است
دریافتہ که بتاریخ ہشتم محرم من صدر جان پاکش قدم در علییّن نہاده یعنی اد لاً
پانزده پاس بلافصل روح آنحضرت مشغول بذکر اللہ ماند۔ من بعد نبض از دست
رفتہ و نزع شروع گردید پنج بار دیگر ذکر الہٰی بر زبان آورده آنگاه جان بجاناں
سپرده و روح پاکش بحبیب محبوب حقیقی جاگزیں شد۔ وقت موت بر آنحضرت
باران رحمت الہٰی آں چناں بارید که جسم مبارکش نافہ مشک شده و طیب او تمام
خانہ را بلکہ ہنگام بردن جنازه اش ہر کوئے و برزن را گرفت آخر جسم مبارکش را مدفون
باغ خودش فرمودند طاب اللہ ثراه وجعل الجنۃ مثواه۔ داعی آثم را مولانا محمد بدرح که
صاحبزاده محی السنت جامع شریعت وقامع بدعت است دراں نامہ عشرتے

---

ملہ یہ خطا پہ چلنے والے "دانا آشنایان" سے شیفتہ مراد ہیں جنہوں نے لکھا ہے "اصلش از بریلی است"

نیز بہ اول غزل دیوان پدر بزرگوار خود بہ ہندی گفتہ فرستادہ بود کہ آنرا برائے یادگار رفلاں واز بہر آرائش این ژولیدہ بیان می نگارم ۔ اینست ۔ غزل :۔

چمکا نقاب حسن سے خورشید نور کا — دکھلا دیا حجاب سے جلوہ ظہور کا
بحر فلک حباب ہے موج قدیم سے — نے دود ہے یہ آتش دریائے شور کا
اس دلربا کی عکس کی بجلی کے روبرو — کس منہ سے میں بیان کروں صبح نور کا
برپا ہوئی ہیں ہجر میں سو سو قیامتیں — صبح وصال ہے مجھے روز نشور کا
کیا جانتا ہے تو مرے طوفان اشک کو — گوہر ہے چار موجہ حسرت و سرور کا
فارغ رہا زمان و مکاں سے وہ ذات پاک — اس پاس ذکر ہی نہیں نزدیک دور کا

---

آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان و مثنوی بود چناں کہ دو مثنوی و یک دیوان کہ از بیاض آں حضرت آوردہ بودم ہمراہ خود اکثر پیش چشم دارم و بہنگام حسب حال خود ایں غزل را بر زبان می آرم ۔ غزل :۔

بس کہ دل میں ہے ترے تشریف فرمانے کی دھوم
ملک میں پڑ جاوے جیسے شاہ کے آنے کی دھوم
دیکھ کر اس کی تجلی جوش کرتا ہے جنوں
شمع کی جوں روشنی میں ہووے پروانے کی دھوم
جام بھر بھر دے ہے ساقی آج مستوں کے تئیں
ہو رہی ہے مے کدہ میں دیکھ پیمانے کی دھوم
مست شیشہ مست ساقی مست محفل مست جام
کیوں نہ جاویں ہوش فارغ دیکھ مے خانے کی دھوم

مطلع چند از آں حضرت می نگارم ۔ مطلع

ارے زاہد ہمارا دل تو اِلّا اللہ جانے ہے
نہ بت خانہ کو جانے اور نہ بیت اللہ جانے ہے

(دیگر)

دیوار و در پہ جلوۂ ذات ایک ہے
شان و صفت کئی ہیں ولے ذات ایک ہے

---

دلا اس بے نشاں کا کیا نشاں ہے — ہر اک شے میں عیاں ہے پر نہاں ہے

---

رہ گیا بس کہ فقط حسرت و ارمان مجھ کو
چین دیتے نہیں تس پر بھی دل و جان مجھ کو

---

ہم نظر کرتے ہیں اے چشم سوئے یار کہ تو
دیکھیں اب ہم ہیں یہاں طالب دیدار کہ تو

---

چشم ہے بادۂ یکرنگ میں سرشار کہ بس
نظر آتا نہیں جز صورت دیدار کہ بس

(مسدس)

قتیل عشق اٹھوایا تو ہوتا — ترحم اس پہ فرمایا تو ہوتا
پڑا ہے خاک و خوں میں بے سر و پا — تن بے جاں کو کفنایا تو ہوتا
ہر اس غرق ہے شمشیر کا گھاٹ — لہو کا رنگ دھلوایا تو ہوتا
ہوا ہے ختم اس پر حسن عالم — ذرا یوسف کو سمجھایا تو ہوتا

مصور گو ہوئے ہیں نقش تصویر
ولے نقشے کو دکھلایا تو ہوتا

کب آتی ہے تصور میں تری شان
خیال شوق شرمایا تو ہوتا

بخوف غمزۂ غماز ناصح
نصیحت روبرو لایا تو ہوتا

کہاں ہے طاقت شکل صنوبر
نشان سرو قد پایا تو ہوتا

بگوں ہے گوشۂ خلوت میں فارغ
در دلدار تک آیا تو ہوتا

ولہ

دل لے گئیں سخیں ہم سے تری دل ستانیاں
جادو کی بانیاں ہیں تری مہربانیاں
آتا نہیں وہ یار نکلتا نہیں یہ جی
پتھر سے بھی گراں ہیں مری سخت جانیاں

---

مرغ جاں پر وہ مچلتا ہی رہا
صید بریاں کو یہ تلتا ہی رہا

دم شمشیر کمان ابرو سے
جو دم آیا سو نکلتا ہی رہا

دل ہے یا شعلہ ہے یا سوختہ ہے
آتش شوق سے جلتا ہی رہا

جوشش خوں ہے مری آنکھوں سے
نہ دل میں سے ابلتا ہی رہا

یہ تن زار ہے ہجراں میں ترے
ژالہ آب کہ گلتا ہی رہا

سر شیدا ترے قدموں سے جدا
دست افسوس کا ملتا ہی رہا

میرے بوسے سے وہ شوخ عیار
رنگ رخسار بدلتا ہی رہا

مجھکو وہ شور جنوں ہے سر میں
جس سے مجنوں بھی سنبھلتا ہی رہا

شوکت یار سے احمد ہر دم
دل چوں کوہ دہلتا ہی رہا (رھا دکنا)

---

لایا نقاش جو یوسف کا دکھانے نقشہ　　رنگا نقشے کو ترے دیکھ چھپانے نقشہ

---

## فدا۔ مرزا محمد بیگ

فدا تخلص، مرزا محمد بیگ نام، از قزلباش است۔ عالی سرشت، برتر نژاد جد امجدش آقا محمد جعفر علی خاں در عہد سلطنت محمد شاہ ہم پائی قشون نادر شاہ بہ ہندوستان رحل اقامت انداختہ۔ طبل بلند آوازگی لمن الملک الیوم نواخت۔ بالآخر در خلیل گنج کہ از مضافات کول است۔ داعی قضا را لبیک وسعدیک گفت۔ پسرش مرزا محمد اسمٰعیل نام، کہ والد فدا بود۔ از دار الخلافہ شاہجہاں آباد برآمدہ بہ الٰہ آباد اقامت گزید۔ ہم دراں جا فدا کسب فصاحت وبلاغت نمود طبع خودش مائل بکلام موزوں ساخت۔ چوں طبعش رسا بود نشیب وفراز سخن را دیدہ بہ نظم گوئی زبان خود را کشود۔ وبرائے اکتساب ایں فن خود را بخدمت مرزا قتیل کہ استاد وقت خود بود رسانیدہ۔ باستعداد کافی خود را بہرہ ور گردانیدہ حالا مرد رسیدہ است وبیشں زبان آوران کلامش برگزیدہ از دست۔ شعر:۔

یارب بدلے راہ مدہ مہر بتاں را
بر سنگ مزن شیشۂ ناموس جہاں را

---

برداحبل کہ وداعے ز دل ربا باقی است
کجاست فرصت مردن کہ کارہا باقی است

---

عمرے بحسن وعشق جداگانہ سوختیم
گاہے چو شمع گاہ چو پروانہ سوختیم

امروز یادگار مرا زندگاں منم　　　بانگ درا دگر دِرہ کارواں منم

## خیابان قاف

### قائم، شیخ محمد قیام الدین

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین چاندپوری است۔ کہ از قصبات ہیں ضلع بجنور است۔ مردے فصیح افصح فصحائے زبان خود بودہ۔ در مجمع شعرائے زبان کرام گوئے خوش گفتاری از میدان زبان آوری ربودہ۔ گوہر شاہوار شعار از دریائے افکار دقت ازاوش می نمود۔ زبانش نرم و سخنش رنگین و کلامش نمکین بود۔ از تلامذہ مرزا رفیع السودا[1] است۔ او راست۔ شعر:

بے دماغی سے نہ اس تک دل رنجور گیا
مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا　　　گ ب

---

سب کو آتا ہے ترے حسن کا یاں طور پسند
گرچہ ہر ایک زمانہ میں ہے اک اور پسند　　　"

---

لے چکو دل جو نگہ کو تو یہ دشوار نہیں
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہیں　　　"

---

[1] خوشگی نے یہ اطلاع شیفتہ سے حاصل کی ہے۔ شیفتہ کے بقول قائم مرزا رفیع سودا کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ شیفتہ نے قائم کا سال وفات ۱۲۱۰ھ لکھا ہے اس اہم اطلاع کو خوشگی نے نظر انداز کیا ہے۔ ویسے قائم کے سال وفات میں اختلاف ہے۔ مولوی عبدالحق نے جرأت کے اس مصرعے "قائم بنیاد شعر ہندی نہ ہی کیا کہیے اب آہ" کی روشنی میں ۱۲۰۸ھ متعین کی ہے۔

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بے طلب اب بھی جو مل جائے تو انکار نہیں — گ۔ب

---

شیخ جی تم نے نہ سمجھی یہ کرامات کی راہ
کیا قباحت ہے نکلنے میں خرابات کی راہ — ”

---

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گزر گئے — ”

---

روویں گے کب تک اے مژۂ اشکبار بس
اب کیا مجھے ڈبوئیں گے جل تھل تو بھر گئے — ”

---

قائم آتا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھئے کس سے اب بگڑتی ہے — ”

---

بے شغل نہ زندگی بسر کر — گر اشک نہیں تو آہ سر کر

---

جو چاہیے چاہ کا سر رشتہ — قائم ہیں تو کر دکھائیں گے ہم

---

دنیا ہے یہ کارگاہ مینا (ق) — جو پاؤں دھرے تو یاں سے ڈر کر
دے طول امل نہ وقت پیری — شب تھوڑی ہے قصہ مختصر کر

---

نگاہوں سے نگاہیں سامنے ہوتی ہیں جب لڑیاں
یکایک کھل گئیں دونوں طرف سے دل کی گلجھڑیاں

یہ اب کے شب برات اے یار تجھ بن ہم پہ یوں گزری
ہوائی تو ہماری آہ تھی اور اشک پھلجھڑیاں

---

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کے برس لالہ زار کی — گ ب

---

دائم رہی زلف یار قائم — جیتے رہے کالے اور کلوٹے

---

## قاسم ۔ سید قاسم علی خان

قاسم تخلص، سید قاسم علی خان نام فرزند عطا حسین خان تحسین است. بمرصع رقم مشہور در موسیقی موشگافی می نمود مدتے بسرکار انگریزیہ مانده وحالیاً بارگی عزم سوئے لکھنو رانده ـ صاحب نوطرز مرصع بوده از دست[1]. فرد: ـ

مرا ہر آبلہ ہے گوہر پاک سبحہ کا دانہ
نہیں تو کیوں کشش ہے اس قدر کانٹوں کو صحرا کے — گ ب

---

[1] خویشگی اور شیفتہ کے بیانات میں اختلاف ہے۔ شیفتہ کے بقول قاسم نبیرہ عطا حسین خاں تحسین ہیں قادر بخش صابر نے گلستان سخن میں انہیں "نواسۂ عطا حسین خاں" لکھا ہے (گلستان سخن جلد دوم ص ۲۹۵ شائع کردہ مجلس ترقی ادب لاہور) کریم الدین نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "فن موسیقی میں بہت مہارت رکھتا ہے۔ پہلے تحصیل محالات سرکار انگریزی پر مامور تھا اب لکھنؤ میں رہتا ہے"

جو ہاں ہوئی تو جئیں گے نہیں تو جاں سے گئے
ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان میں ہے[1] گ ب

---

مرے صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اس کا کسی سنگ آستاں میں ہے گ ب

---

## قاسم ۔ میر قدرت اللہ خاں

قاسم تخلص، حکیم میر قدرت اللہ خاں نام ۔ از دہلی است ۔ با قدوۃ الشیوخ حضرت قبلتنا مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ اعتقاد وافر پیش نہاد خاطر داشت۔ چندیست کہ قالب خاکی را گزاشت و نسخہ در یاد حال خویش نگاشت[2] ۔ از نگار اوست ۔ شعر:۔

میں مد نظر اپنے کچھ کام نہیں رکھتا آغاز محبت یاں انجام نہیں رکھتا گ ب

---

سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط ۔

---

دشنام دے منانے ہو ردکئے کو آن میں
کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زبان میں گ ب

---

[1] کذا

[2] یہ جملہ غور طلب ہے۔ خوشگی صاف صاف نہیں لکھتے کہ قاسم نے ایک تذکرہ شعراء بھی مرتب کیا ہے حالانکہ شیفتہ کا بیان ان کے سامنے موجود تھا۔

مسلمانوں اسے پرواہے کیا احیائے عاشق کی
وہ نصرانی بچہ عیسیٰ نفس تو ہے پہ کافر ہے　　　گ ب

---

## ناصر۔ مرزا ببر علی بیگ

ناصر تخلص، مرزا ببر علی بیگ نام، دہلوی نژاد است۔ در فلک سخن مشاق و درزبان آوری طاق اورا اتفاق کسب سخن از ثناء اللہ خاں فراق است۔ بیتے از وشہرت است۔ شعر:۔

یاد کس گل رو کی اس دل کو نزاکت آ گئی
آہ کر سکتا نہیں ایسی نقاہت آ گئی　　　گ ب

---

## قدرت۔ شاہ قدرت اللہ

قدرت تخلص، شاہ قدرت اللہ نام۔ در زمرہ شعرائے ذوالاحترام نامی بود و در نکتہ سنجان زمان گرامی از اولاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکر بار علیہ رضوان اللہ الغفار متوطن دہلی بودہ است۔ فاما بسر زمین مرشد آباد سکونت خوش آمدہ بمرور زمانہ آں یگانہ ازیں نہاں سرائے نو شہ راہ عقبیٰ برداشتہ و سوزش عشق در سر داشتہ نسبت توطن عظیم آباد کسیکہ یاد کردہ قدم براہ غلط سپردہ۔[1] از نتیجہ فکر اوست۔ شعر:۔

ہنگامہ پرہیز ورع اب سبز آیا　　　اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر نظر آیا　گ ب
کچھ دیر ہوئی اشک نہیں آنکھوں سے گرتے　　　شاید نہ مژگاں کوئی لخت جگر آیا　"

---

[1] یہ شیفتہ کی اطلاع ہے۔ ان کے بقول "آنکہ اورا از عظیم آباد دانستہ اند غلط کردہ اند" شیفتہ نے قدرت کا سال وفات ۱۲۲۵ لکھا ہے۔ خویشگی نے اسے نظر انداز کیا ہے۔

بے تابیوں سے یہ دل بے تاب رہ گیا　　اپنی طپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا　گ ب

---

جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ　　سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ　〃

---

آگ اس داغ کو لگیو کہ نمک سود نہیں
سچھوٹے وہ آنکھ جو لخت جگر آلود نہیں　〃

---

ہر آن اک ستم ہے ہر لحظہ اک جفا ہے
کوچہ ترا ہے ظالم یا دشت کربلا ہے　〃

---

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے　〃
مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یاں سینے سے　〃
مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے
شب ہجراں کی مصیبت کو کہوں کیا قدرت　〃
تن سے جاں چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے

---

قدرت ۔ مولوی قدرت اللہ

قدرت تخلص، مولوی قدرت اللہ از اہل رام پور است۔ دم شاگردی قائم میزد و دائم قدم در شاہراہ فن سخن قائم می کرد۔ از دست شعرا۔

لاکھوں جلائے مردہ صد سالہ آن میں　　فیض دم مسیح ہے اس کی زبان میں　گ ب

انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا ،
کتنوں کے گھر تو خالی رہے امتحان میں — گ ب

---

قربان ۔ میر محمدی

قربان تخلص، میر محمدی خلف میر کلو دہلوی متخلص بجفر سخن دلپذیر، نقش ضمیر بناد پیراست ۔ در سخنوری طاق ورشاگرد ثنار اللہ خاں فراق ۔ بیتے ازو تحریر پذیرایں اوراق است ۔ شعر :۔

کیوں نہ اک ٹھوکر سے واں احیائے صد جاں دادہ ہو
دست بستہ معجز عیسیٰ جہاں استادہ ہو — گ ب

---

قلندر ۔

قلندر نظر بر تخلص در اظہار حال یار و دیار او بدیدہ اولی الابصار احتیاج تکرار نیست ۔ اشعار آبدار و تحریر پذیر بنامہ نگار است ۔ قطعہ :۔

جی کو سر زندگی نہیں ہے — کیا جی کے کریں کہ جی نہیں ہے گ ب
سمجھتے ہی سخنے گا اشک ناصح — رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے

---

قمر ۔ مرزا حاجی

قمر تخلص معروف بمرزا حاجی مہین پور مرزا جعفر از عمائد لکھنو است مشیر با تدبیر جان بیلی سفیر لکھنو بود ۔ و در سرکار وزیر با توقیر طبعش سلیم و کلامش

---

لہ حاجت اظہار حالش نیست ۔ معاصر خان آرزو است ۔ ایں دو بیت ازو گزیدہ آید ۔ گلشن بیخار

مستقیم۔ تکمیل سخن از صحبت فیض قتیل فیض جزیل یافتہ و آں کہ اورا مولف گلشن بے خار پور مہین مرزا تقی ہوس نگاشتہ پس کماہی آگاہی نداشتہ بحکم آں کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ[۱] از کلام اوست۔ قطعہ:۔

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آہی گیا
عشق کا نام برا ہے اسے ننگ آہی گیا      گ ب
کہتے ہیں شب قمر خستہ گلا کاٹ موا
آدمی تھا غم ہجراں سے بہ تنگ آہی گیا      ء

---

قیس۔ مدارا بیگ

قیس تخلص، مدارا بیگ است کہ نامش احمد علی بیگ و پدرش مرزا مراد علی بیگ مشہدی است و او بلکھنو در وجود آمدہ مجنون نجد سخن بود و کلام بحسرت می نمود ازوست۔ شعر:۔

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب الٹا
ہوا اور مضطر اس نے جو ذرا نقاب الٹا      گ ب

---

[۱] "مہین پور مرزا تقی ہوس و تربیت یافتہ قتیل است۔" گلشن بے خار۔ شیفتہ کے اس اطلاع کا پہلا حصہ صحیح نہیں ہے۔ خوشگی کا اعتراض درست ہے۔ مرزا حاجی کا تذکرہ تاریخ اودھ میں بھی آیا ہے۔ مصحفی کے بقول ان کے والد کا نام فخر الدین احمد خاں عرف مرزا جعفر تھا۔ (ریاض الفصحا ص ۲۵۹ شائع کردہ انجمن ترقی اردو)

قاضی عبد الودود نے بھی حواشی تذکرۂ شعرا مصنفہ ابن طوفان میں لکھا ہے کہ " شیفتہ نے نجانے کس طرح قمر کو خلف مرزا تقی ہوس لکھ دیا ہے۔ منٹ"

کچھ دیدۂ پرآب نے رسوا کیا مجھے
کچھ دل کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ گ ب
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

پھرتا ہوں ہر کسی سے میں انصاف پوچھتا[1]
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے گ ب

کہتے تھے قیس یا کبھی مجنوں پکارتے
اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

---

## قمر، نصراللہ خاں

قمر تخلص جامع این اوراق پریشان بیان مشہور نصراللہ خاں است۔ بزرگان آثم در عہد صاحب قران ثانی از غزنی در قصور آمدند پس ازاں در خورجہ آمدہ سکونت ورزیدند۔ بندہ خدائے کریم بعمر دہ سالہ بعد وفات والد ماجد غفراللہ لہٗ خدمت خال امجد فیاض زماں تابع سنت نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیرو مذہب ابی حنیفہ نعمان علیہ الرحمتہ والغفران جناب فتح خاں صاحب تحصیلدار پرگنہ نظام آباد از وطن کوچیدہ باعظم گڈھ رسیدہ بظل الطاف ایشاں بہزار ناز و نعم پرورش یافتہ تا عمر بست سالگی از گرم و سرد زمانہ نشناختہ اوقات عمر گرانمایہ خود مفت برباد دادہ بحکم المقدور کائن دریں وقت شوق کسب علوم متعارفہ پیدا شدہ و باندک زمانہ کتب فارسیہ وصرف ونحو در خدمت فصیح زماں سرآمد فضلائے دوراں مولانا سراج الملتہ والدین عم فیضانہ حاصل کردہ طغایٔصاحب قبلہ احسن اللہ الیہ کما ہو احسن الی راقم آثم را سپرد خدمت تاج العلماء و امام الفقہا زبدۃ الکاملین

---

[1] ..... القاب پوچھتا۔ گلشن بے خار

قدوۃ المحققین حلّال عقود عقلیہ۔ کشاف رموز نقلیہ مولانا احمد علی صاحب چریاکوٹی عمم اللہ فیضانہ فرمودند وایشاں بفرط عنایت خامہ خویش عاصی پرمعاصی راہم پایے خود سمت بنارس بردند درآنجا اتفاق قیام زیادہ از سہ سال گردیدہ کہ دریں عرصہ از علوم مزورییہ نحو ومنطق وحکمت وطب وفقہ واصول وتفسیر وہیئت وہندسہ وجرثقیل وحساب وآداب وفصاحت وبلاغت فی الجملہ آشنا گشتہ باز بخدمت ملغا نیصاحب ممدوح مشرف شدہ بکار دنیائے دوں مصروف گردیدہ بعہدہ نیابت ایشاں مامور بودہ کار متعلق خود کہ تحصیل وبندوبست بود انجام دادہ در ملازمت ونپیکاری چارسال گزاردہ باز بعنایت آں قبلہ در ضلع گورکھ پور بعہدہ تحصیلداری مامور شدہ دو سال کار باحسن اسلوب انجام دادہ بدعائے خال امجد در الہ آباد از پیشگاہ حاکم صدر طلب شدہ مامور بعہدہ ڈپٹی کلکٹری گردیدہ بتلاطم امواج تبدیل از آں جا در بجنور رسیدہ درظاہر دست بکار وبباطن دل بیار دارد وآزادانہ عمر خود می گزراند حالا بعمر سی سالگی است۔ بتحریک بعض احباب سخن گو گوہر شناس مجلس مشاعرہ می آراید وخود اگرچہ بہ بے مایگی رتبہ سخن گوئی وشعر فہمی نمی دارد اما بفیض صحبت خال امجد خویش میل بسماعت آں بسیار می دارد بامید آں کہ۔ شعر:۔

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزے
باسوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

وآں کہ بفرمائش بعضے خلّاں گاہے ماہے کلام موزوں کردہ است۔ لائق آں نیست کہ بداں سامعہ خراشی ارباب سخن کند وداد بے جا خواہد اما چوں کہ نام ایں مزدوح خلائق بردیف ایشاں آمدہ ناچار طوعًا وکرہًا ضرور افتادہ کہ ابیات چند بزبان آوردہ خود را مصداق قد استہدف گرداند باید شنید وچشم از زلات باید پوشید۔ بیت:۔

ہر چہ در دنیا شد از نیرنگہائے یار شد
برہمن شد شیخ شد صوفی شد و مے خوار شد

---

اے ستم گر بتا سوا میرے — کون قائم ہے آشنائی میں
ہے نما صاف صورت اللہ — اس ترے پنجہ حنائی میں

---

جب سے دیکھی تری کلائی ہے — جان مجھکو نہیں کل آئی ہے
تیرے کوچے میں اب مقیم ہوا — یہ بھی قسمت کی رہنمائی ہے

---

کیا ہے اس لئے میں نے دلا نامہ کا عنواں سرخ
کہ ہو تعبیر اس سے دلربا کو چشم گریاں سرخ

---

ہے اور خاک پاک میں منصور کے اثر — کچھ کہہ رہے ہیں اب در و دیوار بے طرح

---

کوچۂ جاناں میں جب جاتے ہیں ہم
ٹھوکریں کھا کے پھر آتے ہیں ہم
شعلۂ رخ دلربا کا یاد کر
خود بخود پتنگ کر آپ جل جاتے ہیں ہم
دل لگانے میں نہیں کچھ فائدہ
دل لگا کر دیکھ پچھتاتے ہیں ہم

وغرض از تحریر این نامہ نہ آنست کہ تعلی خود اہانت دیگرے باشد بلکہ

منصود آنست کہ صلاح کار دوستان و یادگار مسافراں باشد و نزول رحمت زفت ذکر صالحین می باشد و ذکر بسا از بزرگان دین متین بخیر دریں اوراق آوردہ شدہ است۔ تا کاتب الحروف دراں رحمت نازلہ شامل شود و نام نیاں آوران دراوراق ثبت کردن و سخن نیک ایشاں را بخیر و داد یاد کردن نیکی است و نعلے است از افعال حسنہ و نیز ظاہر کہ در دنیا جز نیکی چیزے را ثبات و قرار و تذکرہ و یادگار نیست۔ کہ حضرت ظل سبحانی دام ملکہٗ دریں باب خوش می فرماید

بند:۔

کس کس طرح کے ہو گئے شاہان ذی کرم
کس کس طرح کے رکھتے تھے ساتھ اپنے وہ حشم

آخر گئے جہان سے تنہا سوئے عدم
دارا کہاں کہاں ہے سکندر کہاں ہے جم

کوئی یہاں رہا ہے نہ کوئی یہاں رہے
کچھ اے ظفر رہے تو نکوئی یہاں رہے

ایں رو خلائق ایں بند را بچنیں طرز در فارسی ترجمہ کردہ۔ بند:۔

بس در جہاں شدند شاہان ذی کرم
ہر یک بجوش داشت ز ہر نوع صد حشم

رفتند زیں جہاں ہمہ تنہا سوئے عدم
دارا کجا است سکندر کجا ست جم

کس در جہاں نماند و نماند ہمیشہ کس
پایندہ است گر بجہاں نیکی است و بس

اگر خواستہ الٰہی جل شانہ است بعد چندے تا تکملہ ایں بانیاد اسمائے

دیگر شعرا کہ باایشان اتفاق ملاقی افتد بر نگارد یا تذکرہ دیگر باین قال تحدیداً تحریر آرد وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی علیہ توکلت والیہ انیب خداوند تعالیٰ توکل وآزادی رضا وقناعت نصیب ماکند آمین۔ شعر:۔

پیش صاحب نظران ملک سلیمان باد است
ملکہ آنست سلیمان کہ ز ملک آزاد است

---

## خیابانِ کافِ عربی وفارسی

### کامل۔ پنڈت ٹھاکر داس

کامل تخلص، پنڈت ٹھاکر داس کشمیری خوش کلام است۔ ولباس شاعری بر اندام او چست است ولنسبت کمال سخن بوجودش درست وازمدت بوکالت عدالت می گزراند ودر شاہ جہان آباد بعزت می ماند از کلام اوست۔ فرد:۔

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اس نے
لگا تیر اک بازگشتی جگر پر گب

---

### کبیر۔ حکیم کبیر علی

کبیر تخلص، حکیم کبیر علی نام۔ از سنبل است۔ محمل شوق شاعری اوبصدائے ریختہ زنگلہ بند است وآوازہ طبابت او آویزہ گوش دانشمند[۱] این اشعار از قلم بند گردید۔ فرد:۔

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر — زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے گب

---

۱۔ در طب دستگاہے داشتہ ۔ گلشن بے خار

کرم ۔ شیخ غلام ضامن

کرم تخلص شیخ غلام ضامن ایام بشاہ جہان آباد بفراغ تمام می گزراند در فکر نظم کوشیدہ دلباس گران مایہ شاعری از مومن خان پوشیدہ مرد حریف وظریف است. وایں ابیات از تصنیف اوست۔ شعر:۔

نام کب آسودہ جاں ہیں نالہ ہائے زار کا
سرمہ آواز ہے سایہ تری دیوار کا گ ب

---

ہاتھ ہو دے گا مرا اور تمہارا داماں ہوگا
چاک جیب صبح قیامت کا گریباں ہوگا

زلف مژگاں سے لپٹتی ہے خدا خیر کرے
مشک آلودہ کہیں خنجر براں ہوگا ,,

---

نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب
گو آہ سرد و باد سحر دونوں ایک ہیں ,,

داغ را با گل کہ عبارت از درد است مناسبت نیست بجائے گل اگر لالہ موزوں می کرد حسن تمام می بخشید یارب کہ استادش از حقیقت بمجاز رفتہ کہ بکلام شاگرد باوجود مطالعہ اش حرفے نگفتہ است[1]

---

[1] خوشگی مومن کے سلسلہ میں طنز و تعریض سے نہیں چوکتے۔ اس طرح انہیں استاد شیفتہ کی تحقیر کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ داغ و لالہ کی مناسبت ملحوظ خاطر رکھنے سے گل و عندلیب کی مناسبت ختم ہو جائے گی۔

## گرم۔ مرزا حیدر علی بیگ

گرم تخلص، مرزا حیدر علی بیگ پسر مرزا نیاز علی بیگ دہلوی است۔ بازار سخن بدم گرم او گرم تر بود و در لشکر نواب میر خاں گزران اوقات می نمود[1] و نالہ موزوں او از مصحفی است۔ شعر:۔

حسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یار کی طرف
لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف　　　گ ب

---

لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سچ بتا
تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائے گل

گل دستہ لا دیا جو کل اس کو رقیب نے
ہم نے بھی گرم رشک سے ہاتھوں پہ کھائے گل　　　"

---

## گرفتار۔ سنگی بیگ

گرفتار تخلص سنگی بیگ دہلوی کہ از گراں سنگی دریدان مشاعری احدی ہم سنگ او نتوا ند شد۔ خاتم فن سخن از عطائے حاتم بدست او دست اورست۔ شعر:۔

درد ہو جس کے کچھ دوا کیجے　　　جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے　گ ب

---

## گلو۔ میر گلو

گلو تخلص، میر گلو در شاعری فرد بود و از اقارب خواجہ میر درد است رحمتہ اللہ علیہ۔ شعر:۔

---

[1] یہ اطلاع گلشن بے خار میں نہیں ہے۔

صدا فقیروں کی گر تم سنو گے کیا ہو گا
ذرا ادھر بھی نظر پھینکنا بھلا ہو گا      گ ب

---

## کلیم، میر محمد حسین

کلیم تخلص، میر محمد حسین نام. کلیم ہیش لسانی و تیز کلامی او نکتہ گزین است،
و باعجاز سخنوری با مسیح ہم ترین. از خاک دہلی است گویند کہ ترجمہ فصوص الحکم شیخ
محی الدین عربی طاب ثراہ بزبان ریختہ از کلک وزبانش ریختہ صاحب دیوان است.
ایں ابیات ازاں برگزیدۂ زمان است۔ شعر:-

چھپا ہے آ مری چشم پُر آب میں دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا      گ ب

---

دیوانہ ترا وعدے پر اپنے اگر آوے
منہ دیکھو فلاطوں کا جو عہدہ سے بر آوے      گ ب

---

غرور حسن کہا ممکن کہ اس سے داد کو پہنچے
غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے      ؍؍

---

## کمال، کمال الدین حسین

کمال تخلص، شاہ کمال الدین حسین نام، کڑا مانک پور مقام آن اکرم الکرام
است در شاعری کمال داشت و بہ درویشی عدیم المثال بتقدیم سیاحت اقالیم
کمر ہمم بستہ۔ وارستہ مزاج بود گاہے ماہے فکر سخن می نمود در راہ ایں فن

می چمود این ابیات از ولتسوید نمود۔ شعر:۔

جز شکستہ شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام
مرتفع جس دن سے ہے یہ چرخ مینائی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چکتے دریک
ایک دن تم کو نہ شوق کارفرمائی ہوا — گ ب
اور دکھلایا تماشا مجھ کو وحشت نے کماں
میں تماشائی تھا جس کا وہ تماشائی ہوا — ،،

---

## کوثر۔ مہدی علی خاں

کوثر تخلص، مہدی علی خاں از دودمان موتمن الدولہ اسحق خاں است۔ کہ از امرائے نامی بعہد فردوس مکان محمد شاہ گرامی بود۔ نسبت تلمذ بناسخ دارد[۲] این ابیات ازومی نگارد۔ شعر:۔

خواب میں شب اس پری نے شکل دکھلائی ہمیں
جاگ اٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمیں — گ ب

---

نامہ بر کوچہ دلبر میں گم ایسا ہو جائے
فی المثل ہو وے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے — ،،

---

۱۔ ہنگام ورود لکھنؤ از جرأت۔ امداد می خواست۔ گلشن بے خار

۲۔ شیفتہ ان سے ذاتی طور پر واقف تھے۔" دو سال است۔ کہ بدہلی وارد شدہ بود بہ تقریب اعظم الدولہ داعی راہم با او تعارفے شد۔"

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے ‏ ‏ حیرت کی جا ہے آئنہ ٹوٹا غبار سے ‏ گ ب

---

## گویاؔ۔ فقیر محمد خاں

گویا تخلص، فقیر محمد خاں کہ از امرائے نامی وگرامی لکھنؤ است۔ واز پیش گاہ والی ذی جاہ آنجا بلقب حسام الدولہ ممتاز بزمرہ عمائد آں جا اعزاز دل خواہ داشت قدر پسند ہنر مند است و شعرائے آں دیار از خوان احسانش وظیفہ خوار در مراتب سخن گستری بلہجہ ہندی و دری از متعلقان راسخ شیخ امام بخش ناسخ است۔ بآبیاری لطف سرشارش خطہ کوہا رمتعلقہ قصبہ ملیح آباد کہ در قرب جوار لکھنؤ است چوں تختہ گل گلزار پر از بار دار[1] ماندہ پر فائدہ وارباب علم وذی الارحام از خاندان افغانان ہم قوم از دور ونزدیک نصیبے کامل یافتہ واز ہمہ جہت رو تافتہ بر آستانش شتافتہ انداز دست۔ شعر:-

درد پہلو میں رہا کرتا ہے جب سے تو نہیں
ہجر میں کبھی ایک دم خالی مرا پہلو نہیں

---

اس کو غفلت پیشہ کہتے آتے ہیں ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہیں ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤں پہ سر
آپ اپنی ٹھوکریں کھاتے ہیں ہم ‏ ‏ گ ب

صندلیں رنگ پہ میں مر ہی گیا ‏ ‏ درد سر کس کا یہاں سر ہی گیا ‏ گ ب

---

[1] کذا

میں گو ناخوش ہوں اپنی زندگی سے[1] ہے خوش یا الہیٰ وہ جہاں سے گ ب

---

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسن جاناں سمند عمر سے چالاک ہے گ ب

---

## خیابان لام

### لطیف ۔ میر لطیف علی

لطیف تخلص میر لطیف علی نام ۔ طبعش لطیف و سخنش لطیف ۔ گویند دست ارادت بدامن عقیدت و معرفت خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ آویخت و شور شاعری انگیخت ۔ از دست ۔ شعر :۔

روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں[2]
گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا گ ب

---

رہتا ہے درد زور دل ناتوان میں
کیوں کر اثر نہ ہووے ہماری زبان میں ״

---

دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے
تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے ״

---

[1] میں گر ناخوش ہوں اپنی زندگی سے ۔ گلشن بے خار

[2] روکے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں ۔ گلشن بے خار

روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں ۔ مجموعہ نغز ص ۱۵ (جلد دوم)

## لطف۔ مرزا علی

لطف تخلص، مرزا علی۔ اصلش از استرآباد است۔ دہلی نژاد در عظیم آباد مسکن داشت و از آں جا بحیدرآباد شتافت۔ و بذریعہ قصائد مدح ہمائند ازوالی والا مقام آنجا صلہ و انعام یافت[1] و ایں اشعار بنام او ارقام پذیرفتند۔ فرد:۔

کیجو اس زلف کو مشاطہ سمجھ کر شانہ
لاکھ دل لوٹے اگر ایک وہ مو لوٹ گیا — ح ب

---

بڑھایا قصہ سنبل صبا نے حد لیکن
فسانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا — ح ب

نہیں سمندر پروانہ پردہ آتش ہوں
کہ جس کے نام سے آتش کو احتراز رہا — ”

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ سدا
در قبول تو اس آرزو میں باز رہا — ”

---

ہے کون سبزہ رنگ خراماں کہ رشک سے
چوں شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا — ”

ساقی لگا دے خم مرے منہ سے کہ بار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا — ”

---

[1] خوشگی نے شیفتہ کی اطلاعوں سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا شیفتہ نے بصراحت لکھا ہے کہ نسبت شاگردی بہ میر تقی میر داشتہ۔ تذکرہ در حال ریختہ گویاں بزبان ریختہ نوشتہ است بہ نظر رسیدہ۔"

کس کو دیتے بلا جو جانتے ہم　　دے کے دل اس بلا میں پڑتے ہیں گ ب

---

خوبی کا تیری لب کا ایک عالم گواہ ہے　　اپنی بغیر دیکھے ہی حالت تباہ ہے "

---

## خیابان میم

### مائل۔ میر محمدی

مائل تخلص، میر محمدی دہلوی از اہل فضائل است۔ و دریں دنیائے مجاز بعشق حقیقی مائل در شاعری او سخنوران نمایاں دستقیم از کلامش زایل او استاد بے نظیر شاہ نصیر است[1] ازدست۔ شعر:۔

کیا کیا کہوں میں تجھ سے دل زار کی ہوس
مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس　　گ ب

---

### مائل۔ مرزا محمد بیگ

مائل تخلص، مرزا محمد بیگ[2] از اہل لکھنو است۔ نسبت تلمذ بجرأت دارد۔ بیتے ازو بجامہ می سپارد۔ شعر:۔

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا
مائل ہوا ہوں جب سے میں اک سبزہ رنگ کا　　گ ب

---

۱۔ شاگرد مولوی قدرت اللہ اکبرآبادی۔ گلشن بے خار

۲۔ محمد یار بیگ۔ گلشن بے خار۔ محمد یار بیگ۔ عمدہ منتخبہ ص۱۵ مطبوعہ دہلی۔

۳۔ یار بیگ۔ نمونۂ نغز ص۱۵۲ (جلد دوم)

## مبتلا ۔ مرزا کاظم علی

مبتلا تخلص، مرزا کاظم علی نام مشہدی است ۔ اصلاً لکھنوی است و طلب
در سرکار والی نامدار آن جا ز داد کامرانی میداد[1] از دست ۔ شعر ۔

سنگدل آہ کیا کیا تو نے ۔۔۔ شیشہ دل پٹک دیا تو نے ۔۔۔ گ ب

---

## مجذوب ۔ مرزا غلام حیدر بیگ

مجذوب تخلص، مرزا غلام حیدر بیگ نام ۔ منشا بیش جہان آباد است و نسبت
تلمذ بہ سودا داشت[2] ۔ و ہمت بفکر ریختہ می گماشت ۔ ازوست ۔ شعر ۔

عداوت سے تمہاری کچھ اگر ہووے تو میں جانوں
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں ۔۔۔ گ ب

---

## مجرم ۔ رحمت اللہ

مجرم تخلص، رحمت اللہ نام ۔ بذریعہ کسب معاش در اکبر آباد معاش بود ۔ چندے
نگذشت کہ ازاں درگزشت و بحلقہ فقرا نشست[3] ۔ مایہ سخن از میر محمدی بیدار دست
دادہ و مست الست رو بدہلی نہادہ ۔ ازوست ۔ شعر ۔

دل افگار دیا دیدہ خونبار دیا،
چرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا ۔۔۔ گ ب

---

[1] المخاطب از پیشگاہ وزیر الممالک بہ مردان علی خاں ۔ گلشن بے خار
[2] شخصے است کہ سودا الغرز ندیشی بر داشتہ بود ۔ گلشن بے خار
[3] بحرفہ کسب معاش می کردہ از مدت ازاں شغل درگزشتہ و لباس فقیرانہ در بر کردہ ۔ گلشن بیخار

کی میں نے شکایت تو وہ بولا یہ خفا ہو
گر ہم ہیں جفا جو تو کسی اور کو چاہو — گ ب

---

## محزوں ۔ میر ناصر خاں

محزوں تخلص میر ناصر خاں[1] خلف سید محمد نصیر ۔ نبح کہ گنج معرفت از خواجہ میر درد۔ رحمتہ اللہ علیہما اندوختہ کتب ہر علوم آموختہ علم علم ۔ یاضی درچار سوئے بازار ہنر برافراشتہ دند محاورہ آں بہارتے داشتہ لب بسخن می کشاید دریں فن چناں کہ شاید جدوجہد می نماید ازدست ۔ شعر:۔

جھوٹ ہے اور سے کب میں نے لڑائی آنکھیں
تم نے بے فائدہ رو رو کے سُجائی آنکھیں — گ ب

---

شاید اس وقت گیا آپ کا دھیان اور کہیں
بات کہنے میں جو تم ربط سخن بھول گئے[2] — ۔۔

نہ تو نامہ ہی نہ پیغام زبانی آیا
حیف محزوں مجھے یاران وطن بھول گئے — ۔۔

---

## محزوں ۔ عالم شاہ

محزوں تخلص، عالم شاہ نام ۔ از مشائخ عالی مقام گردھ مکتیشر است قیام و

---

[1] میر ناصر جان ۔ گلشن بے خار ۔ سید ناصر جان عمدہ منتخبہ ۔ خان غالباً سہو کتابت ہے

[2] بات کرنے ہیں الخ گلشن بے خار ، بات کرنے میں الخ عمدہ منتخبہ ۔

مقام او درامروہہ بسابق ایام بود این اشعار درافواہ عوام بنام اوست ۔ شعر :-

بے محابا چاک کرتا ہے گریباں کے تئیں
کس کے آنے سے چمن میں گل کو سودا ہوگیا　　　　گ ب

---

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغاں سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو　　　　،،

---

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزوں غم کی داد
کوہ کن کو خواب شیریں سے جگاؤں تو سہی　　　　،،

---

## محو ۔ حسین علی خاں

محو تخلص حسین علی خاں نام ۔ از مقام اکبرآباد است ۔ سخن نیکو می گوید وراہ فصاحت می پوید و بمناصب علیا درسرکار انگریزی ممتاز بودہ و باقران خود سرافراز زدست ۔ شعر :-

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے
گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قتل کے بدلے　　　　گ ب

---

## محب ۔ شیخ ولی اللہ

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی کہ توطن در لکھنو نمودہ و بمزید شوق و ذوق باکتساب فن سخن شاگرد رشید سودا بودہ ۔ ہمدران بقعہ بگور آسودہ ددیت از وثبت است ۔ بیت :-

تو اور تری حیا واہ پوچھنا کیا صدقے ترے واہ پوچھنا کیا گ ب

---

تیرے جو یہ ستم رہیں گے جیتے کا ہے کو ہم رہیں گے ,,

---

محبت ۔ نواب محبت خاں

محبت تخلص، نواب محبت خاں فرزند رشید سعادت آگیں حافظ الملک خدا بیامرزد نواب حافظ رحمت خاں والی بریلی بود و سخن سنجی می نمود ذکر جمیل و فیض جزیل شان محتاج تفصیل و تطویل نیست ۔ اظہر من الشمس و ازہر من الامس است ۔ ازاں عزیز است ۔ شعر ۔

جس کو تری آنکھوں سے سروکار رہے گا بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا گ ب

---

عاشقوں میں مجھے لکھا تو نے آج چہرہ میرا اجال ہوا ,,

---

آپ کچھ غیروں کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہیں
یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہیں ,,

---

بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم میں اپنی جو مجھے
تو اسے اٹھ بیجیوا اے بار خدایا مجھکو ,,

---

محنت ۔ مرزا حسین علی خاں

محنت تخلص، مرزا حسین علی خاں جہاں آبادی است ۔ کہ بلکھنو نشو و نما یافتہ گلزار

نکرش بآبیاری مشورہ قلندر بخش جرأت تازگی گرفتہ۔ درعین ریعان شباب بخوشبوئے خویش دماغ عالمے رامعطر ساختہ۔ ازوست۔ بیت :۔

آمد فصلِ گل کی نسیم سحر سنا      مرجاؤں گا قفس میں نہ ایسی خبر سنا عـ ب

---

## مظہر۔ شاہ مظہر اللہ

مظہر تخلص، ملبل باغ توحید ہزار داستان بستان تفرید۔ نغمہ سنج ترانہ ساز فصیح زبان ملیح بیان حضرت شاہ مظہر اللہ صاحب نہٹوری دامت ہمم اللہ فیضانہ۔ آں یگانۂ آفاق وآں کریم الاخلاق آں منبع فیضان الٰہی آں ینبوع فیوضات لامتناہی آں مقبول بارگاہ منان آں عاشق روئے نبی آخر الزماں آں مرجع خاص وعام آں قدوۂ اصحاب کرام آں سرشار نشۂ وحدت وجود آں جام کش میکدۂ وحدت شہود صوفی طینت وصافی سیرت باخلاق پیشینیاں سخن در ہندی وفارسی می فرماید زبانم راچہ یارا کہ وصف کلامش گوید چہ تتابے کتان برتن ماہ راست نمی آید۔ اما بحکم تنزل الرحمۃ عند ذکر الصلحین نام مبارکش را دریں رسالہ آوردم اگر بکلامش ایں اوراق پراگندہ را آرائش دہم گنجائش دارد لہذا غزلے میسرایم۔ غزل :۔

عشق میں تیرے کیا سخت گزارا ہم نے  
دم شمشیر تلے سانس نہ مارا ہم نے

چشم عبرت میں نظر کی تو سبھی سودا تھا  
دیکھا سارا یہ جہاں ہاتھ پسارا ہم نے

پیرہن صبر کا صد بار ہوا مثل کتاں  
دیکھا کیا رجو وہ ماہ پیارا ہم نے

بے قراری سے ترے ہجر میں اے خرمن گل  
بستر خار کیا بالش خارا ہم نے

وصل دلدار سیتی پردۂ دوری میں رہے
حیف یاں آں کے کیا کام سنوارا ہم نے
بلبلوں کو غم و اندوہ سے روتا دیکھا
خندۂ گل کا کیا خوب نظارا ہم نے
جام صورت میں تری محو جہاں کو دیکھا
چین و روم و حبش و بلخ و بخارا ہم نے
تاب گفتار نہیں ہم کو زیادہ مظہر
اب خموشی کا لیا آن سہارا ہم نے

---

## محشر۔ مرزا علی نقی

محشر تخلص، مرزا علی نقی نام، کشمیری نسل و لکھنوی اصل است۔ بشہرہ شاعری او بہر شہر رسیدہ و نفس عاشقانہ رسیدہ روزے بہ بزم محبان ہم نشیں عزم رزم با مرزا علی بہلت مصمم نمود و بہ تیغ خوں آشام کار آں مستہام با نجام رسانید دید کہ نبی امام او کمر با نتقام خواہند بست بہ لپٹ فطرتی ہا از آں جا فرار نمودہ و بہ بریلی فرار گزید[1]۔ نو تبے باز بلکھنو رفتہ دار ثان مقتول با دل پر درد از امیر شب گرد ستغیث شدند چنانچہ با ستغاثہ ورثہ او در مجمع عام و خاص لقصاص رسید ازاں نیک نہاد است۔ شعر:۔

دور میں اس چشم کے گردوں کو آسائش نہیں
کس گھڑی کس دم نئے فتنے کی فرمائش نہیں گ ب

---

[1] شیفتہ کے بقول بدہلی رسیدہ و با خواجہ میر درد پیوستہ از ایشاں فائدہ برداشتہ۔

جان منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے
جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے — گ ب

---

محترم ۔ خواجہ محترم علی خاں

محترم تخلص خواجہ محترم علی خاں کہ در عظیم آباد مردے نامی بودہ است۔ وتلمذ خواجہ رکن الدین المعروف بہ گھسیٹا بیگ عشق گرامی از خلاصہ افکار است ۔ فرد :۔
اے محترم اتنی اشک باری — کھل جائے ہے ابر بھی برس کر — گ ب

---

دوستوں نے مرے کہا ان سے — محترم کو کہو تو یاں لائیں — ״
لگے کہنے کہ شرط کر لو تم — ہم جو مجلس میں اس کو بلوائیں — ״
رونہ دیوے کہ جس کے رونے سے — ساری محفل کے چھپے جائیں — ״

---

محمود ۔ محمود خاں

محمود تخلص ، محمود خاں دہلوی است کہ او برادر زادہ اعظم الدولہ میر محمد خاں سرور است جوانے خوش سیر ۔ دلکش منظر شعر تر از فکرش می تراود و از افکار اوست بیت :۔

گھر سے بے پردہ وہ رشک مہر روشن نکلا
نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا — گ ب

---

وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اٹھانا مشکل
ہم کو جینے سے بھی اب زہر ہے کھانا مشکل — ״

جان کیا چیز ہے پر عشق میں تاثیر تو ہو
کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو　　　گ ب

---

اب تو حد تاثیر کی اے اشک خونیں ہو چکی
سب طراز دامن دلدار رنگیں ہو چکی　　　"

---

مرزا ۔ آقا مرزا

مرزا تخلص، آقا مرزا ابن محمد اسمٰعیل از ندرانی است۔ کہ در لکھنؤ تجارت پیشہ و درست اندیشہ تربیت یافتہ میر است کہ کلامش بے نظیر است ۔

از وست ۔ فرد : ۔

پہچانے تا نہ کوئی کہ یہ کس کی لاش ہے
سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کر　　　گ ب

---

مسرور ۔ مرزا سنگی بیگ

مسرور تخلص، مرزا سنگی بیگ عاشق مزاج است۔ گفتار خوش و اشعار دلکش وارد شعرے از دی نگارد ۔ بیت : ۔

سدا اس چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں
صراحی کی ہوس نے خواہش پیمانہ رکھتے ہیں　　　گ ب

---

مشیر ۔ قطب الدین

مشیر تخلص، قطب الدین نام ۔ از جہاں آباد یان است بفیض اصلاح

---

۱؎ سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کے ۔ گلشن بے خار

شاہ نصیر کلاشش دلپذیر بر ناو پیرست۔ ازوست۔ فرد:۔

یہ عُمل ہے کہ وحشی نے ترے پاؤں نکالے
پھر دشت جنوں سلسلہ جنباں نہ ہوا ہو — گ ب

---

## مشتاق۔ عبداللہ خاں

مشتاق تخلص، عبداللہ خاں نام دبشتاق علی خاں مخاطب است وبہ نکتہ دانی چوں تافیہ سنداں پاستانی دررمل دستے دراز دارد در ریختہ او بند دستبنے با بیجاز دبہ بہوتسی ہوسے وحرص وآزلیسے داشت۔ وتحریر خطوط کسے راچون اودست رسی نے ازوست۔ شعر:۔

مٹے ہے دم بدم یاں وصل کی تدبیر کا نقشہ
دکھائی دے ہے بے ڈھب کچھ ہمیں تقدیر کا نقشہ — گ ب

---

رنگ کیوں سبز ہے چہرے کا ترے اے مشتاق
کس نے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھوں سے — ,,

---

## مصدر۔ میر انشاء اللہ خاں

مصدر تخلص، میر انشاء اللہ خاں نام، کہ پدر میر انشاء اللہ خاں بودہ۔ درمعرکہ شعرا بدوات وقلم صاحب طبل وعلم است ودرطب والا پایگاہ دبسخن نیز راہ دارد ازوست۔ شعر:۔

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی — گ ب

## مصحفی ۔ غلام ہمدانی

مصحفی تخلص، غلام ہمدانی نام۔ اصلش از قصبۂ امروہہ۔ در ایام جوانی طرح قیام بجہاں آباد انداختہ آخرہا زمام تافتہ طلب سوئے لکھنؤ کشیدہ تا نفس آخر ہم دراں جا دمن گزیدہ باجرأت و انشاء اللہ خاں اورا مطارحات و مشاعرات رو دادہ در بلاد مشرق شاعری او مسلم و باستادی علم بودہ اکثر سخنوران آں بلاد اکتساب ایں فن ازاں یگانۂ زمن نمودہ است۔ از وست۔ ابیات :-

اودامن اٹھا کے جانے والے    ٹک ہم کو بھی خاک سے اٹھالے گ ب

---

سب اٹھے بزم سے اور اپنے اپنے گھر کو چلے
ولیک یہ نہیں معلوم ہم کدھر کو چلے
کمر تری ہوئی یاں تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

---

گرآہ بہ گھرا ہوا کھڑا ہے    آنسو بھی تلا ہوا کھڑا ہے
اے روح نکل کہ مصحفی کا    اسباب لدا ہوا کھڑا ہے

---

اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ    تیرے صدقے ذرا ادھر کو دیکھ
میرے آگے نہ دیکھ آئینہ    میری حسرت بھری نظر کو دیکھ
زلف کا بوجھ مت کمر پر ڈال    زلف کو دیکھ اور کمر کو دیکھ
تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ    رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ

---

آنکھ اپنی روتے روتے نہ شب تا سحر لگی
کیا جانے وصل یار میں کس کی نظر لگی
اللہ رے نازکی کہ اٹھا اس نے ایک پھول
سر پر جوہنی رکھا تو لچکنے کمر لگی

---

ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارا ہی نہیں
واں لڑی آنکھ جہاں اپنا گزارا ہی نہیں
دست و پا کیا کوئی جاں باختہ اس میں مارے
بحر الفت کا جو دیکھا تو کنارا ہی نہیں
جس نے کل دی تھی مجھے یاد درگوش اس کی
آج کی رات فلک پر وہ ستارا ہی نہیں
مصحفی کیوں میں سبک بار کروں اپنے تئیں
بار ہستی تو ابھی سر سے اُتارا ہی نہیں ؛

---

## مضمون ۔ شرف الدین

مضمون تخلص، شرف الدین از اولادِ شیخ فرید شکر گنج است ۔ مرد سخن سنج بودہ از قصبہ جاجمو محال اکبر آباد در جہاں آباد نمود فکرش بر ایہام است کہ شیوہ شعرائے عالی مقام است ۔ شعر :۔

---

لہ شیفتہ نے بھی مضمون کا وطن جاج مو لکھا ہے لیکن صحیح جا جمو ہے جاج مئو کا تعلق مضافات اکبر آباد سے نہیں ہے یہ ضلع کانپور میں ہے جاجا عظم و معظم فرزندان اورنگ زیب کی جنگ کی وجہ سے بھی مشہور ہے دونوں کی جنگ یہیں ہوئی تھی

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا ــــــ گ ب

تیر مژگاں برستے ہیں مجھ پر
آب پیکاں کا اس طرف سے ڈھال ــــــ "

## مضطر ۔ ٹھاکر پرشاد

مضطر تخلص، ٹھاکر پرشاد کشمیری نشو ونما لکھنؤ است. خوش چینی خرمن ارباب سخن است. و تخم شاعری در مزرعہ ضمیرش بآبیاری ارباب این فن کاشتہ بفیض تعلیم برادر بزرگش یعنی پنڈت گنگا پرشاد رند بہرہ سترگ اندوختہ و علم و ادب از ال سرکردہ زمن آموختہ و مایدہ و فائدہ اندوختہ کلامش عشق انگیز و بیانش رنگ آمیز مدتے بضلع آگرہ در سرکار انگریزی بعہدہ تھانہ داری ایام گزاری می کرد و چندے بضلع روہتک و پٹیالی درہمیں سرکار بخوشحالی و فارغبالی گزراندہ و ثانی الحال پنج سالہ در مملکت شاہ اودھ دامن دولت سرکار نقیر محمد خاں بہادر فراچنگ آوردہ بزمرہ عمال محال بھرائچ و سندیلہ باعزاز جمیلہ و امتیاز جزیلہ ماندہ دریں ولا بہتاے برادر کلاں خود در بجنور بودہ شامل مجلس مشعرہ آثم می شود از وست. ابیات:۔

تری مژگاں ہی سینے پر لگاتی تیر پھرتی ہے
دو دستی کیوں نگاہوں کی میاں شمشیر پھرتی ہے
عجب صنعت ہے شب باز ازل کی دیکھو پانی پہ
یہ پتلی آنکھ کی دن رات بے تاخیر پھرتی ہے
طلسم ایسا یہ برپا کر دیا معمار گیتی نے
بنی ہے آب و گل سے جسم کی تعمیر پھرتی ہے[1]

---

[1] کذا

عشق نے کی ہائے کیا مٹی خراب
دل میں بس رہتا ہے درد و اضطراب

طارم اخضر سے تا فرش تراب
ہے بلا گرداں کسی کا آفتاب

آمغنی ساز ہے بزم شراب
چھیڑ چنگ و عود و قانون و رباب

---

عشق بازی میں جی گنوانا ہے
مجھ کو اپنا سبز دکھانا ہے

تن پہ اک لخت گل ہی کھانا ہے
دستۂ گل مجھے بنانا ہے

تو نے مہدی رچی ہے ہاتھوں میں
کیا نیا رنگ اور لانا ہے

باز جو دے کہ دسترس بھی ہے
زلف کی کشمکش میں شانا ہے

آہ سوزاں نہ کھینچ گلشن میں
عندلیبوں کا آشیانہ ہے

تجھ کو اے چرخ رات دن ہی ہے
کیا مجھی پر یہ چرخ کھانا ہے

زلف لہرا رہی ہے اُف بچیو
دیکھیو سانپ کا کھلانا ہے

---

کیا گل کھلے ہیں دیدۂ خوں بار بے طرح
آنسو ترے گلے کے ہوئے ہار بے طرح

واں خط سبز رخ پہ نمود اور پڑا ہے یاں
آئینۂ ضمیر پہ زنگار بے طرح

آفت نگاہ و چشم غضب قد بلا ہے زلف
پیچھے پڑے ہیں کیا ہی یہ دو چار بے طرح

---

حسن کی تیرے مچی دھوم پرستان میں آج
کون ہمسر ہے ترا عالم امکان میں آج

کیوں نہ مدہوش ترنم ہو روش پر بلبل
جام گل منہ سے لگا مست ہے بستان میں آج
باغباں آئی خزاں اڑ گئی کیا باد بہار
جو نہ بلبل ہے نہ گل ہے چمنستان میں آج
لوٹی چرخ نے پہنا ہے شب آتش کو
جھومکا عقد ثریا کا عیاں کان میں آج

---

عشق نے آگ پھر لگائی ہے
آنسوؤں سے ابھی بجھائی ہے

میرے جانے کی واں منائی ہے
کسی دشمن نے کچھ لگائی ہے

صدف چشم سے مسلسل یاں
آنسوؤں کی لڑی بہائی ہے

تن پہ کھایا ہے گل جو چھلے کا
یہ نشانی صنم سے پائی ہے

سانس ٹوٹی ہے نبض بھی چھوٹی
ہائے کیا مردنی سی چھائی ہے

کعبہ و دیر کا کیا جو طواف
اصل دونوں کی ایک پائی ہے

آئینہ کو نہ دیکھ بہر خدا
جان یہ طرز خود نمائی ہے

اے جنوں پھر ہو سلسلہ جنباں
فصل گل ہے بہار آئی ہے

جب سے پابند زلف ہے مضطر
سر پہ کالی بلا سی چھائی ہے

---

نگاہ دل میں گڑے کیوں نہ رخنہ گر ہو جائے
پلک تو لے کے رگ جاں پہ نیشتر ہو جائے
موا ہوں ایک گل اندام کے تصور میں
کہو مزار پہ بلبل ہی نوحہ گر ہو جائے

برنگ شمع کہاں تک جلوں میں حسرت میں
شب فراق کی یارب کہیں سحر ہو جائے

ملال کیوں کہ نہ گزرے جو تو رنیقوں میں
پئے شراب نہاں اود بند در ہو جائے

بقول ذوق طپش اور تیری تڑپ مضطر
جو برق دیکھے تو نی النار والسقر ہو جائے

---

## مضطر، کنور سین

مضطر تخلص کنور سین از سکنائے لکھنؤ است۔ مدت ہا بہ تحصیلداری سرکار انگریزی بہرہ اندوز بود شوق شعر فوق از اندازہ بشری داشت۔ بنظر ہنرمند اشعار دل پسند از خوش آیندہ ایں ابیات از وقلم بند شد۔ شعر:-

خلل انداز وفا کون سا غماز ہوا
کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا — گ ب

---

سوز جگر کو دیدۂ پر نم کو دیکھئے
ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے — ؍؍

---

ابھی سے بیقراری ہے تو ہم نے — دل مضطر سفر در سنت کاٹی[1] ؍؍

---

[1] از عرصہ دوازدہ سال بہ علاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات می سازد۔ با فقیر بارہا برخوردہ شوق شعرش از اندازہ افزون است وہضم انکسار فراواں دارد، قصیدہ در واقعہ کربلا نوشتہ دو سہ بیت ازاں برمن خواندہ بود معلوم می شد کہ مضامین معقول یافتہ باشد خود را از تلامذۂ مصحفی می گیرد۔ گلشن بے خار

## مظہر، مرزا جانِ جاناں

مظہر تخلص، اسم شریفش مرزا جان جاناں علوی نسب است۔ رحمۃ اللہ علیہ بزرگان آں حضرات اہل منصب بودہ نشو و نما یافتہ اکبرآباد است۔ چندے بجہان آباد طرح سکون انداختہ و کسب بطون از خدمت سید نور محمد بدایونی نقشبندی فرمودہ بتہذیب نفس نائل و بریاضت کامل، با ہمہ فضایل ہمہ تن درد مجسم دل نرم و ہنگامہ عاشقی گرم داشت۔ شور در سر و بر حسن زیبا منظر نظری گماشت۔ در ماہ محرم بعضے از تعصب کیشاں بیباک و بیدرداں سفاک شہیدش کردند ماتت شہیداً عاش حمیداً[۱] از دست قدس سرہ۔ فرد:۔

لوگ کہتے ہیں موا مظہر بے کس افسوس
کیا ہوا اس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا — گ ب

---

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار
ہائے بس چلتا نہیں اور مفت جاتی ہے بہار — ״

---

خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو — یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے — ״

---

اگر ملیے تو خفت ہے دگر دوری قیامت ہے
غرض نازک مزاجوں کی محبت سخت آفت ہے

---

[۱] شیفتہ نے مرزا صاحب کے ترجمے میں پوری تفصیل سے کام لیا ہے اور ان کے بقول "میر قمرالدین منت عاش حمیدًا مات شہیدًا تاریخ وفاتش یافتہ"۔

## مغنی۔ محمد امین

مغنی تخلص، محمد امین از سکنائے جوانب شرقی است۔ لقصبہ کول ازیں بے وفا جا برگ مفاجا پیوست و عمرش بخوف در جامی گزشت از وست۔ شعر:۔

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیل کا گنڈا[۱] پہنایا مردم بیمار کو[۱] گ ب

---

## معروف۔ الٰہی بخش

معروف تخلص، الٰہی بخش خاں نام۔ کوچک برادر نواب احمد بخش خاں بہادر والا مقام کہین پور مرزا عارف جان کہ از امرائے عظام عہد ذوالفقار الدولہ نواب نجف خاں بودہ لفیض صحبت درویشان آں جلیل الشان بحلقہ تا ایشان درآمدہ خرقہ خلافت از مولانا ضیاء الدین چشتی جے پوری رحمتہ اللہ علیہ پوشیدہ دامن از دنیائے دول کشیدہ و بجائے رسیدہ در سن یک ہزار دو صد و چہل و دو (۱۲۴۲) از ہجرت خیر الورا صلی اللہ علیہ وسلم ازیں مہمان سرائے کوس رحیل تبجیل کوفت مایہ دین و دنیا اندوخت اکثر خیالات رنگین و مضامین دل نشیں دارد و ایں اشعار از گفتار او انتقاد یافت۔ شعر:۔

آہ وہ کون تھا خدا مارا     جس نے اس سے مجھے لگا مارا گ ب

---

چشم تر سے گرچہ آ مژگان پہ پانی پھر گیا     اس پہ بھی تو نوح کے طوفاں پہ پانی پھر گیا "

---

۱؎ نیلا گنڈا ہے پہنایا۔۔۔۔ الخ۔ خدا معلوم خوشگی اور شیفتہ دونوں نے اس مطلع کو مغنی سے کس طرح منسوب کر دیا۔ یہ مطلع کلیات آتش (دیوان اول ص ۱۹۵) مطبوعہ نول کشور (دفعہ) میں موجود ہے محمد حسین آزاد نے اس مطلع کے سلسلے میں ایک پورا واقعہ آب حیات میں لکھا ہے (ص ۳۶۱)

باغ ہستی میں کھلا گل یہ نیا میرے بعد
غبرے وہ مرے پھولوں میں ملا میرے بعد  گ ب

---

اس بڑھاپے میں بھی کم ہوویں گے لہری ہم سے
سبز رنگوں سے چھنا کرتی ہے گہری ہم سے  ″

---

مغموم ۔ میر مشیت علی ۔
مغموم تخلص، میر مشیت علی مشق کلامش باصلاح حکیم میر عزت اللہ خان عشق است ۔ از وست شعر :۔

خیال چشم مئیگوں میں قدم مستانہ رکھتے ہیں
دوانے ہیں ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں  گ ب

---

مقبول ۔ مقبول نبی
مقبول تخلص، مقبول نبی نام، فرزند انعام اللہ خاں یقین مرد سنجیدہ متین است، بریختہ گوئی مشاق شاگرد نثار اللہ خاں فراق است ۔ از وست ۔ فرد :۔

دل گرفتاری کو اس زلف کی کب چاہے تھا
عشق نے ڈالی ہے یہ پاؤں میں زنجیر بزور  گ ب

---

ملول ۔ شاہ شرف الدین
ملول تخلص، شاہ شرف الدین درویش بودہ بذریعہ نظم خویش زیں جا بیش از بیش مشہور بیتے از وست مسطور است ۔ بیت :۔

تری جدائی نے یاں تک مجھے ملول کیا[1]
کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا — گ ب

---

## ممّلو ۔

مملو تخلص، صفحہ خاطر مولف از نقوش حالش خالیست مگر مایۂ شاعری او عالی دیوانے دارد مملو باشعار آبدار[2] ۔ شعر:۔

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس میں لڑایا آپ نے
مصحف رخسار پر رکھتی قدم ہے بار بار
زلف کافر کو عبث سر پر چڑھایا آپ نے — گ ب

---

## ممنون ۔ نظام الدین

ممنون تخلص، از دودمان سیادت است. نظام الدین نام ہمین پور قمر الدین منت اصلش از قصبہ سونی پت. کسب فنون علمیہ و علوم عرفیہ از خدمت والد بزرگوار خود اختیار کردہ مدتے بلکھنو بسری بردہ و زمانے بزمرہ شعرائے پائے تخت حضور شمردہ[3] طرز گفتارش دل چسپ و دل نشین و اشعارش نہایت عذب و شیرین از نتیجہ طبع اوست ۔ شعر:۔

---

۱۔ تری جدائی نے یاں تک ہمیں ۔۔۔ الخ

۲۔ صفحہ خاطر مولف از نقوش احوالش خالی است ۔ گلشن بے خار

۳۔ از پیش گاہ خلافت فخر الشعرا لقب یافتہ اکنون از خیدگاہ بکوہستان اجمیری گزراند گلشن بیخار

تصورِ شب ترا تا صبح یاں کس کس طرح باندھا[1]
کبھی کھولی قبا گہ طرۂ عنبر فشاں باندھا گ ب

---

ہاتھ سے تیرے یہ احوال ہے دلبر اپنا
دل نہیں ہاتھ میں اور ہاتھ ہے دل پر اپنا ״

---

دل میں جو جو ہیں نکالیں وہ ذرا بول کے خوب
آج اس شوخ سے لڑ لیجئے دل کھول کے خوب ״

---

باؤلا پن ہے تصور میں ترے ممتوں کو
تو اگر آوے تو ایک سیر دکھاؤں تجھ کو ״

---

شب ہم کو کشت و خوں رہا افواج غم کے ساتھ
سو حسرتیں شہید ہوئیں اپنے دم کے ساتھ ״

---

بس حیا زور آزمائی ہو چکی | دلبروں سے ہاتھ پائی ہو چکی[2] ״
رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت | صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی ״

---

جگر کے درد نے رنگیں نشان آہ کئے | دل شہید کے غم میں علم سیاہ کئے

---

۱؎ تصورِ شب ترا تا صبح کس کس طرح یاں باندھا۔ گلشن بے خار

۲؎ کذا

## منیر۔ وجیہ الدین

منیر تخلص، وجیہ الدین پور زی شعور شاہ نصیر است۔ بر بخینہ گوئی بے نظیر در شبستان سخن بدر منیر کلاشش دل پذیر۔ شاعر کہنہ مشاق است در سخن گوئی بطرز نو طاق۔ بہرہ اندوز شب و روز از فیض پدر بود در لفن سخن ید بیضا نمود[1]۔ از وست۔ شعر۔

کہاں ہے چار گل ہم کنار ہے آتش،
کہ دل جلوں کا غلاف مزار ہے آتش

کہاں ہے دیدۂ ساغر میں بادۂ گل گوں ہے
کسو کا کھینچتی یہ انتظار ہے آتش

اگرچہ تیرگی بخت سے جلوں ہوں دلے
شب برات ہوں میری بہار ہے آتش

---

گرداب نہیں بحر میں ہر جا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے دریا ہمہ تن چشم

گو ہم ہیں تہہ خاک و لے قبر پہ آ کر
جالی کا مجھے تو ہے اپنا ہمہ تن چشم

اے صید فگن طالب دیدار کو تو نے
تیر دل سے کیا جبری آسا ہمہ تن چشم

برقعہ کو اٹھا رخ سے جو کرتا ہے تو باتیں
اب میں ہمہ تن گوش ہوں تو یا ہمہ تن چشم

---

[1] بر لبان جوانی داعی اجل را لبیک اجابت لغت۔ گلشن بے خار

یہ چاک کشتۂ تیغ نگاہ چشم میگوں ہے
جو سبزہ سبزۂ مینا ہے اور گل جام گلگوں ہے

زباں سے واں تو آنے کے لئے ہاں ہے نہ کچھ ہوں ہے
قلق سے اور یاں ہمدم بلوں پر جان محزوں ہے

تماشا سرخ ڈورے سے تری کیا چشم میگوں ہے
رگ گل نرگس شہلا میں ہے یہ تازہ مضموں ہے

خیال دشنۂ مژگاں ہے دل میں کس ستمگر کا
کہ آنسو جو نکلتا ہے برنگ قطرۂ خوں ہے

اٹھا کر پردۂ غفلت کو میں نے جو خدا دیکھا
نہ عذرا ہے نہ وامق ہے نہ لیلیٰ ہے نہ مجنوں ہے

کہاں ہے اشک خونی چشم تر میں ہمدموں دیکھو
صدف میں دانۂ یاقوت جائے در مکنوں ہے

منیر اس بحر میں اک مطلع موزوں سنا ایسا
کہ نا اہل سخن تجھکو کہیں کیا طبع موزوں ہے

---

## منیر۔ خواجہ آفتاب خاں

منیر تخلص، خواجہ آفتاب خاں شاگرد سعادت یار خاں رنگین است. از دست شعرا۔

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کریں
شانہ کے دانت توڑ کے اپنی زباں کریں — گ ب

---

## منشی ۔ میر محمد حسین

منشی تخلص میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن معروف بمیر کلن کہ بحسن شعور در بیا معورہ مشہور بود۔ اصلش از ایران دیار است۔ و بزرگانش را بہ دہلی قرار۔ آخر با روئے سوئے لکھنو نمودہ۔ و در سرکار مرزا سلیمان شکوہ بیا سودہ زیست۔ قطعہ :-

نہ پوچھو اس پری کے حسن کا عالم کہ آفت ہے !

بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

جو پوچھا اس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے

مجھے کچھ اس سے یوں ہی زرگی صاحب سلامت ہے گب

---

## منشی ۔ میر غلام علی

منشی تخلص میر غلام علی باشندہ سرسی کہ از مضاف مراد آباد است۔ کلامش شستہ و صاف مزاج عاشقانہ و طرز آزادانہ دارد بحسن خوباں مائل گمان این و آں از خاطرش زائل بزمرہ اہل قلم در تحصیل نجیب آباد ملازم است۔ بجال زرلیدہ بیان بسیار عنایت دارد ایں ازاں عزیز است۔ غزل :-

حال دل خود بے تو چگویم بتو چوں شد

مضطر شد و عاجز شد و لاچار و زبوں شد

راندی ز درم تا بدر ست باز نیایم

دل بار دگر سوئے تو ام راہ نموں شد

---

مدہ خوشگی کا یہ فقرہ قابل توجہ ہے۔ دریں معورہ سے دلی مراد ہے لیکن دلی سے خوشگی کو ایسا تعلق نہ تھا کہ وہ اسے دریں معورہ کہتے۔ دراصل یہ شیفتہ کا فیض ہے جنہوں نے لکھا ہے از شاہیر ایں معمورہ بود

در ہجر تو دل خوں شد و خوں آب شد آب
اشکم شد و اشکم ز رہ دیدہ برون شد

عقلم بدل از عشق بدل گشت و آں عشق
فکرے شد و آں فکر مبدل بجنوں شد

از رنگ حنا گشتہ کف پائے تو رنگیں
یا جان کسے بہر قدم بوس تو خوں شد

بے رنگی وحدت چو بکثرت شدہ مائل
رنگے شد و نیرنگ شد و بوقلموں شد

منشی نکند نالۂ جاں در فراقت
بسیار شد و از حد اندازہ فزوں شد

---

## مشتاق، چتر بھوج

مشتاق تخلص، چتر بھوج نام، قوم ڈھوسر کہ از اقوام تاجران است۔ مولدش بلدہ ڈیگ است۔ مگر از سن ہزار دوصد و یازدہ (۱۲۱۱) فصلی توطن در متھرا گزیدہ است۔ شوق کمال بانشا دارد و بعہدہ انشا محکمۂ راقم معزز و خوش گزرانے است۔ اما چتر فرق محاسبان دافتر تارک شاعران است۔ ارباب سخن باستماع شعرش مشتاق۔ مرد لیست برگزیدہ سیرت و مجسم باخلاق در زبان فارسی بہرہ کافی و در ہندی خلاق دانی دارد ازاں گرامی خصلت است۔ شعر:-

بیاد شاہد رنگیں تو برگزیں تسبیح
ہمیشہ پیش نظر دار گوھریں تسبیح

---

دیکھ خوبی حسن تیرے کی گلاب — ہوگیا ہے شرم سے مانند آب

---

## منتظر۔ نورالاسلام

منتظر تخلص نورالاسلام۔ اشعار او لطیف وجوان حریف ظریف لکھنوی نژاد اور امصحفی استاد۔ دیوانے از تصنیف او است بعلم و ادب آراستہ وبحلم پیراستہ خوش بیان وفصیح زبان است۔ اور است۔ شعر:-

رہے منتظر منتظر یار کے — یہ دیدہ ندیدہ ہیں دیدار کے

---

نہ میں ہاتھی نہ گھوڑا مانگتا ہوں — الٰہی صبر تھوڑا مانگتا ہوں

جنھوں نے دل مرا توڑا ہے اے یار — میں ان ہاتھوں کا توڑا مانگتا ہوں

کبوتر باز کے لڑکے سے ہر روز — مکھی کا ایک جوڑا مانگتا ہوں

جہاں میں منتظر جاگیر اپنی — جہان آباد کوڑا مانگتا ہوں

---

ٹک آنکھ لگ گئی جو روتے روتے تو سر پہ دیکھا کھڑا ہے کوئی
پڑا ہے کیا میرے جی کے پیچھے تصور اس کا بلا ہے کوئی

تمھیں یہ لازم ہے اپنے ہاتھوں سے اس کے منہ پر گلاب چھڑکو
تمھاری صورت کو دیکھتے ہی ابھی جو غش کر گیا ہے کوئی

ہزاروں جی پر خیال گزرے کروڑوں دل پر ملال گزرے
سنا جو ہم نے کہ گھر میں اس کے پھر آنے جانے لگا ہے کوئی

---

چاہت مرے دل کی آزما دیکھ — ظالم کہیں تو بھی دل لگا دیکھ گ ب

بادخـزاں کا ہو بُرا منتظـر تخت گلزار ھـوا کر دیا

---

## منعم۔ قاضی نورالحق

منعم تخلص، قاضی نورالحق شاعر ایست ۔ بفصاحت و بلاغت ملحق بفند بار گویند زربیہ پی خدمت قضامیداشت بمشق سخن او را ملکہ تمام پیدا است ۔ از وست شعر۔

وہ نوکِ مژہ جب سے مرے دل میں گڑی ہے
ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

---

## منصف۔ منصف علی خاں

منصف تخلص، منصف علی خاں ذلہ ربائے خوانچہ فیضان نظام خان معجز است ۔ از افاغنہ عظیم آبا دکہ آخـر تن بسفر دہلی داد و ہمدرانجا تفاق سکونت افتاد بضیق معاش تعلیم اطفال شکستہ حال می زیست دستگاہ نظم بفراخ حوصلہ خود تنگ می داشت کہ بگلشن سینہ حاسدان خار حسد میکاشت ۔ چناں چہ پیش نظر منصفان شگفتگی طبع او ظاہر و باہر از وست ۔ شعر۔

خیال جائے ترا کیوں کہ میرے سینے سے
جُدا ہوئے ہیں کہیں نقش بھی نگینے سے[۲] گ ب

---

[۱] یہ شیفتہ کے اس بیان کی طرف اشارہ ہے " در نظم اشعار چنداں دستگاہے نداشت ۔ فقیر را ہم اتفاق در خورد ایشاں شدہ "

[۲] جدا ہوا ہے . . . . الخ گلشن بے خار

## منت۔ میر قمر الدین

منت تخلص، میر قمر الدین کہ اولاد مردِ اہل سنت بود۔ پرہیزگار د پاک گوہر شہدی نژاد لقصبہ سونی پت از نیستی بہستی رسیدہ برائے نشوونما بجہاں آباد مسکن گزیدہ بعد حصول علوم رسمیہ فنون غضلیہ دست لقدوۃ المشائخین مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ داد آخر بعد مدت چوں از جہاں آباد۔ بہ لکھنو رسیدہ گویند کہ ردش اما میان گزیدہ قصائد در مدح عمائد آں جا بنظم آورد۔ بازبہ کلکتہ شتافت واز ناظم آں جا کہ گورنر جنرل باشد بہ دفور دانائی خطاب ملک الشعرائی یافت۔ دبار رخت بحیدرآباد انداخت واز دانائی آنجا صلہ وانعام با احترام تمام اندوخت[1] دمجدداً کوس عزم بہ لکھنو زد و راجہ ٹکیٹ رائے را ندیم گشت دلعمر چہل ونہ سالگی ازیں جہاں درگزشت۔ واشعار آبدار بسیار دیگر تصانیف اد بے شمار است۔ وایں مشتے نمونہ خروار است۔ شعر:

گر اس بت جاں بخش کی میں بات سناؤں[2]
عیسیٰ بھی اگر بولے تو صلوات سناؤں — گ ب

---

مدعی اس سے سخن ساز بیاموسی ہے
پھر تمنا کو یہاں مژدۂ پا بوسی ہے — رر

تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجھکو منت
ہاں یہ سچ ملنے کی خوبوں سے تو اک خوسی ہے — رر

---

[1] از پیشگاہ نواب نظام الملک بہ صلۂ قصیدہ دہ ہزار روپیہ را لقد وجنس ذخیرہ اندوخت۔ گلشن بے خار۔ شیفتہ نے منت کی تصانیف کا تفصیلی تذکرہ بھی کیا ہے۔

[2] گر اس لب ....... الخ گلشن بے خار

## موزوں ۔ میر فرزند علی

موزوں تخلص، میر فرزند علی نام، یکے از فرزانہ ہائے سامان سخنوری یگانہ از تلامذہ شمس الدین فقیر است۔ اشعار او برالسنہ برنا و پیر است۔ طبعے موزوں داشتہ در تاریخ گوئی و سخن سنجی بہرہ کافی بر داشتہ از وست۔ شعر:

ہے محو آئینہ ساں سارا جہاں تیرا
منہ دیکھے کیوں نہ ہر اک۔ اے میری جان تیرا   گ ب

---

شمع ہر بزم نہ ہونا ہرگز   دل جلوں کا بھی کہا کیجیے گا   "

---

نرگس کا پھول بھیجئے نامہ میں یار کو
معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو   گ ب

---

پھول جھڑتے ہیں ترے منہ سے مری آنکھوں سے
حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہے   "

---

## موزوں ۔ پنڈت امر پرشاد

موزوں تخلص، پنڈت امر پرشاد نام اصلش از لکھنو و مولدش فتح آباد از نواح اکبر آباد است۔ بمشق سخن می پردازد و از غزل بر طرح شاعرہ می سازد و نرد محبت با یاران ہمدم می بازد تربیت یافتہ برادر زادہ پنڈت گنگا پرشاد ندا ست۔ و بفیض تعلیم شان سخنش دل پسند این ابیات از تصنیفات او تحریر پذیر است۔

ابیات:

وہ نشہ حسن ہے تو جامۂ انسان میں آج
ملک وحور و پری ہے ترے فرمان میں آج
دل گیا رات ہوئی آہ ترے دھیان میں آج
جی نکل جائے گا پیارے اسی ارمان میں آج
قتل عاشق سے لگا ہے کہیں شاید یہ لہو
سرخ سنجاب نہیں ہے ترے داماں میں آج

---

ہزار سوائے عالم آہ حسن یار کے باعث
دل اب یہ رنگ لایا اس گل رخسار کے باعث
وہ آیا خواب میں بھی آہ اس شوخی سے حسرت ہے
کہ ناگہ چونک اٹھا خلخال کی جھنکار کے باعث
توانا کب ہو جس کے دھیان میں ہو وہ کمر موزوں
میاں رہتا ہوں میں لاغر اسی آزار کے باعث

---

آئینہ نمط ہے جو تو حیران کسی کا
کس واسطے رہتا ہے تجھے دھیان کسی کا

---

یہ آنکھوں میں سمائی اس بت خونخوار کی صورت
کہ ہے ہر قد موزوں کا الف اللہ کی صورت
صعوبت چاہ کنعاں میں اٹھائی گرچہ یوسف نے
زلیخا سے مگر پوچھو عزیز و چاہ کی صورت

ہوا کی شکل کب کھنچتی ہے پر استاد قدرت نے
ہمارے صفحۂ خاطر پہ کھینچی آہ کی صورت

---

ہو جیسے کہ تم ویسے ہو دنیا میں عیاں تم
آفت ہو قیامت ہو غضب ہو مری جاں تم
ہو لالہ رخ و سیم تن و غنچہ دہاں تم
گل پیرہن و سرو قد و موئے میاں تم
نے دیر سے کچھ کام ہمیں اور نہ حرم سے
اپنا وہی کعبہ ہے کہ رہتے ہو جہاں تم

---

جب نگہ وہ دوچار کرتے ہیں
تیر سا دل کے پار کرتے ہیں
جب سے ہم تم کو پیار کرتے ہیں
کیا کریں دم شمار کرتے ہیں
آنکھ نرگس کی تو کھلی ہی نہ تھی
تب سے ہم انتظار کرتے ہیں
ہو سو ہو اب تو جان تم پہ ہم
بندہ پرور نثار کرتے ہیں
لالہ ساں اس چمن میں غم سے ترے
اپنا دل داغدار کرتے ہیں
بے قراری میں دن گذرتا ہے
شب کو تارے شمار کرتے ہیں
ایک گل پیرہن کے عشق میں ہم
جیب کو تار تار کرتے ہیں
تجھ پہ گل کھا کے اپنے تن کو ہم
رشک گلزار یار کرتے ہیں
ہم تو مرتے ہیں بے قراری میں
آپ قول و قرار کرتے ہیں
میر و موزون و سوز فکر سخن
بس یہی تین چار کرتے ہیں

## ممتاز۔ عبدالمالک

ممتاز تخلص، عبدالمالک خلف شاہ غلام مرتضےٰ نسبت تلمذ و خواہر زادگی باندیر الدین حسن شایق داشتہ در موزونی طبع بر ہمہ فایق گوہر اشعار آبدار از دریائے ذخار او می تراود در بریلی بوجود آمدہ عمر لیست کہ بر فاقت نواب سعادت یار خاں بہادر صاحب تخلص بقناعت می گزراند از وست۔ شعر:

ہاتھ میں مرجائے گا یہ مرغ دل پر مار کے
چھوڑ دو پیارے تم اس کو اپنے اوپر وار کے

(قطعہ)

| | |
|---|---|
| مانا کہ تو ہے مصور دھر | اب کوئی ترا نہیں ہے ثانی |
| تو کھینچ سکے گا اس کی تصویر | اپنی صورت تو دیکھ مانی |

---

## مونس۔ حکیم سعادت علی خاں

مونس تخلص، حکیم سعادت علی نام، از سادات ذوالاحترام است۔ مرد خجستہ دلطیف و شگفتہ ظریف و وارستہ و حریف است۔ طبیبے است مسیح دم صاحب حشم بالفعل بسر رشتہ داری بلند شہر شہرۂ شہر است[1]۔ بیتے از دو حوالہ قلم شد۔ فرد:

زماں جوشش گریہ ہچکیاں لینے لگا مونس
خلل انداز ہے اب نالۂ شب گیر میں آنسو

---

[1] از ارباب بنارس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہ تقریب ورود بلند شہر نفیر را با ایشاں ملاقات دست بہم دادہ بلکہ از جانبین ابواب ربط و دالست بر رخ ہم کشادہ ۔ گلشن بے خار

## مومن ۔ مومن خاں

مومن تخلص، مومن خاں مومن از دودمان گرامی و از خاندان نامی است۔ از روز ولادت الی آن بسبب موافقت جہاں آباد و اہل آں بہ سمتے حرکت نکردہ و بوصل شاہدان شیریں و وصائل یاران رنگین بلبلان نوشین کام و زبان حلاوت آگین نکتہ داں شیریں بیان سخنگوئے بروش نیکوئے در طب طبیبے آزمودہ و در ہر علم نصیبے کافی ربودہ دیوانش مملو از اصناف سخن و شہرہ مثنویات او بہ اکناف زمن امروز جنس سخن را در بازار سخنوراں از و رواجے و بزمرۂ عشق بازان ایں دیار عالی مزاجے است۔ اگرچہ بادہ نخوردہ ام فاما تیر محبتش بردل خوردہ ام۔ از دست۔ شعر۔

محو مجھ سا دم نظارۂ جاناں ہوگا ۔۔۔ آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیراں ہوگا ۔ گ ب

---

وصل کی شب شام سے میں سو گیا ۔۔۔ جاگنا ہجراں کا بلا ہو گیا ۔ "

---

روز جزا جو قاتل دل جو خطاب تھا ۔۔۔ میرا سوال ہی مرے خوں کا جواب تھا ۔ "

ہوں کیوں نہ محو حیرت نیرنگ ہائے شوق ۔۔۔ جو دل میں شعلہ تھا وہ آنکھوں میں آب تھا ۔ "

---

بے خود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا

جینا وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا ۔ "

---

سرمۂ تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہ ہوں

آنکھ کی پتلی جو ہے جادو کا پتلا ہو گیا ۔ "

---

لاشں پہ آنے کی شہرت شب غم دیتے ہیں
اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہیں گ ب

---

دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا ئیں گے کہ اب تو جنگ ہے تقدیر سے ״

---

میر ـ میر محمد تقی

میر تخلص، سرخیل بلغائے عظام افصح فصحائے کرام شاعر والامقام در نظم و نثر ذو الاحترام میر محمد تقی نام مردے ترانہ سنج لطیفہ گو ہمشیرہ زادہ سراج الدین علی خاں آرزو ست اولاً بشاہ جہاں آباد و فارغ البال می بود تو تبے ازاں جا بسوئے لکھنو نمود اگرچہ بخرج ما یحتاج محتاج نہ بودہ مگر روزی از خوان احسان نواب وزیری یافت و ہم در آنجا بسر ملک عدم شتافت ایں ابیات از نتائج طبع آں سرآمد سخنوران راست ـ ابیات ـ

جدا جو بر سے مرے دلبر بیگانہ ہوا
طپش کی یاں تئیں دل نے کہ درد شانہ ہوا
کھلا جو نشہ میں پگڑی کا پیچ اس کے میر
سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا گ ب

---

کبھو قاصد جو وہ پوچھے ہمیں کیا کرتے ہیں
جان و ایمان محبت کو دعا کرتے ہیں

عشق آتش بھی جو دیوے تو نہ دم اریں کہ ہم
شمع تصویر میں خاموش جلا کرتے ہیں
فرصت خواب نہیں ذکر بتاں سے ہم کو
رات دن رام کہانی سی کہا کرتے ہیں
تو پری شیشہ سے نازک ہے نہ کر دعویٰ مہر
دل ہیں پتھر کے انہوں کے جو وفا کرتے ہیں
تجھ بن اس جان مصیبت زدہ غم دیدہ پہ ہم
کچھ نہیں کرتے تو افسوس کیا کرتے ہیں
کیا کہیں منت جی اب تم سے معاش اپنی غرض
غم کے تئیں کھاتے ہیں اور لہو پیا کرتے ہیں

---

عشق میں نے خوف و خطر چاہیے — جان کے دینے میں جگر چاہیے

---

کچھ موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی — شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

---

## مشتاق ۔ فرزند علی

مشتاق تخلص، فرزند علی نام از نوخیزان سادات کرام قصبہ نگینہ است، با وجاہت صورت و نظافت سیرت و فہم و ذکا و فکر رسا طبع سلیم با نیاز مند سرے دارد۔ مرد حبیب است استعداد تمام اورا در سخن سنجی ہندی حاصل از دست۔ شعرا۔

دست قاتل مری گردن پہ جو چل جائے گا
خوب ہو گا کہ ہمیشہ کو خلل جائے گا

وعدے سے اپنے جو وہ یار بچل جائے گا
بات رہ جائے گی اور وقت نکل جائے گا

---

مہر۔ آغا علی

مہر تخلص، آغا علی خان نام۔ فرزند ارجمند نواب معتمد الدولہ آغا میر بہادر است۔ از امرایان لکھنو۔ گویند کہ بالفعل در کانپور دولت سرائے ساختہ است۔ طبع خوشے دارد از معدن طبعش گوہر آب دار اشعار در چار سوئے عالم رسیدہ است نے نے فکر رسایش ابر نیسانے است کہ دُرد غرر گوہر ہائے شاہوار بر سر عالمے باریدہ است۔ آنچہ بمار سیدہ پیش جوہر شناسان معانی می نہم۔ غزل:

جوڑا ت ہاتھ تمھاری گردن کے واسطے
تکیہ بنا وہ اب سر دشمن کے واسطے

ہے چاک تو برائے گریبان اے جنوں
کانٹے ہی چاہیے مرے دامن کے واسطے

دل داغ ہے لب مسی آلودہ یار پر
لالہ کھلا ہے غنچۂ سوسن کے واسطے

موسیٰ کو تیرے کوچے میں ہم لا کے پوچھیں گے
تھا یہ ظہور وادیٔ ایمن کے واسطے

چن چن کے اس کو کاٹتے رہتے ہیں باغبال
جو شاخ ڈھونڈھتا ہوں نشیمن کے واسطے

خورشید دن کو نکلے ہے یا مہر شب کو ماہ
اس کے نظارۂ رخ روشن کے واسطے

## منتظر ۔ میر خواجہ بخش

منتظر تخلص، میر خواجہ بخش کہ از سید زادگان سنبھل است مشق سخن می نماید و شعر موزوں از طبعش می تراود بالفعل نائب محافظ دفتر دفتر بجنور است۔ لشعرائے بزم راقم جام محبتش بدور است۔ یادگار اوست۔ شعر:۔

جو کام کہ ابرو نے کیا جان کسی کا
خنجر سے نہ نکلا کبھی ارمان کسی کا
افسردہ نہ ہو گل چمن دھر میں کیوں کر
داغوں سے جو سینہ ہے گلستان کسی کا

---

مے کشی سے بحر میں کب دل بھرے — جو کہ پیتا ہو جگر کا خون ناب
منتظر مرنا ہے الفت میں تری — سورۂ اخلاص پڑھ بہر ثواب

---

## مظلوم ۔ مظلوم شاہ

مظلوم تخلص ورد لیشے دل ریشے از ظلم گردوں۔ درد اندیشے است کہ مظلوم شاہ نام دارد در الہ آباد زاویہ گزین است مرد خوش اخلاق در سخن سنجی مشہور آفاق است۔ ہنگام اقامت آں جا شنیدہ بودم کہ بہار دانش را بنظم ارزو آوردہ است فاما برنخوردہ ام۔ ازاں بزرگ است۔ شعر:۔

نقص ناقص دیکھئے اور حسن کامل دیکھئے
داغ مہ کو دیکھئے رخسار کا تل دیکھئے،

---

اثبات اسکے منہ سے میاں کیا مجال ہے — تقریر فلسفی ہے ہیولیٰ خیال ہے

رہا دل کو خیال ساقی و مے خانۂ تربت میں
فرشتہ سے کیا میں نے طلب مے خانۂ تربت میں

نظر جس دم چراغ دیدۂ منکر نکیر آیا
دل شیدا ہمارا بن گیا پروانۂ تربت میں

نشیل خنجر شانہ ہوں درد شانہ ہے مجھکو!
روا رکھنا نہ شانہ ہے میرے شانۂ تربت میں

ذرا خواب عدم سے چونک پڑتا تب تماشا تھا
اڑا دیتا کفن کی دھجیاں دیوانۂ تربت میں

---

## خیابانِ نون

### نالاںؔ۔ محمد عسکری

نالاں تخلص، محمد عسکری کہ بگردش فلکے ناکام بودہ بضیق معاش ایام بسری نمود و جادۂ شاگردی مصحفی[۱] می پیمود دیراست کہ بگور آسود از دست۔ شعر:۔

سحر کے ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے
شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے

وہ بدگماں ہوں کہ اس بت کے سائے پر بھی مجھے
رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے گ ب

---

### نامیؔ۔ نواب مرزا حسام الدین حیدر

نامی تخلص، نامورے کہ بزم دولت وران گنجور ملقب بہ مبارز الدولہ یعنی نواب مرزا

---

[۱] مصحفی از اول شاگردان خویش اورا گفتہ۔ دو سال است کہ نود سالہ فوت کرد۔ گلشن بیخار

حسام الدین حیدر خان بہادر از اقربائے والیٔ لکھنو است طبع عالی و فکر غالی دارد بفن سخن از میر مستحسن خلیقؔ استفادہ نمودہ و مرد خلیق بودہ شنیدہ ام کہ از چندے ترک نظم کردہ لذت سماع بردہ[1] ازوست شعر :-

دم شماری ہیں مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا
جان جانے کو تھی عاشق کی نجانا کیا تھا گ ب

---

ربط محبت جو باہم تھا ہم میں ان میں چھوٹ گیا
دونوں طرف سے رہے جو کشیدہ رشتۂ الفت ٹوٹ گیا ''

---

تابش خور سے نہ کس طرح وہ کمھلا جاوے
عارض یار ہے ہمرنگ گل تازۂ صبح ''
تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالہ کرتے
کیوں سنا تا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح ''
امید دل دہی اس سنگدل سے سخت بیجا ہے
مگر ان چاہنے والوں کا پتھر کا کلیجہ ہے ''

---

مرید پیر مغاں پیر خانقاہ کئے یہ بے طرفی کی ہم نے روبراہ کئے ''
نہ اپنوں سے اسے الفت نہ بیگانوں سے ملتا ہے
دل وحشی کا اپنے طور دیوانوں سے ملتا ہے ''

---

[1] از احبائے والد بزرگوار ایں بہیچ درحساب است۔ استفادۂ سخن از خدمت میر مستحسن خلیقؔ کردہ اکنوں بہ نظم اشعار نمی پردازد آثار جنتے بہ شنیدن باقی است۔ گلشن بے خار

## ناسخ ۔ شیخ امام بخش

ناسخ تخلص شیخ امام بخش از لکھنواست ۔ شاعریست غرا و کلامش از ستم معرا چمن طبعش نکہت انگیز و شمیم فکرش رنگ ریز والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک پیشہ در دربار آغا میر بار یافتہ و از پیشگاہ آں وزیر با افتخار ۔ ارباب شہر بہر استفادہ بخدمتش می شتافتند و بفیض صحبت او استعدادے می یافتند ہر گاہ منشی قضا قلم عزل برنام آں وزیر اہل فضل کشید گام شیخ تردد گردیدہ بالہ آباد رسید ۔ گویند کہ در ایام فراق لکھنو و اتفاق مہاجرت احباب او اشعار درد آمیز عشق انگیزی گفت و طاقتش طاق و زندگی او شاق بود دمے بے ہمدمے نمی آسود و کاہش تن می فزود ۔ در سن یک ہزار دو صد و پنجاہ چہار (۱۲۵۴) ہجری چوں بالہ آباد رسیدم خبر وفاتش شنیدم شاید تابوتش بسر زمین لکھنو آسود ۔ الواب رنج والم بررخ شاگردان کشود ازاں نامی گرامی است ۔ شعر :۔

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا — گ ب

---

دے دوپٹا تو اپنا ململ کا — ناتواں ہوں کفن بھی ہو ہلکا — "

---

مر گیا ناسخ میکش جو سارے مے فروش
مسجدوں میں بیٹھے اپنی اپنی دوکاں چھوڑ کر — "

---

سر رگڑوں آستان بت نازنیں سے میں
ہے جی میں داغ سجدہ مثال جبیں سے میں — "

پیشتر نشۂ ایجاد سے بے ہوش ہوں میں
خصم گردوں بھی نہ تھا جب سے کہ بے ہوش ہوں میں — گ ب

---

صبح فرقت تیرگی میں شام سے کچھ کم نہیں
چاند نکلا ہے افق سے نیّرِ اعظم نہیں — "

---

قوی ہوں گو ستم آسماں سے زار ہوں میں
الجھ کے دامنِ محشر سے چھٹے وہ خار ہوں میں — "

---

رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں
جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں — "
دھوکا نہ کھا ظروف وضو کو تو دیکھ کر
مسجد ہے مے فروش کی ناسخ دوکاں نہیں

---

روشب تار سے تشبیہ ہے سارے دن کو
تیرگی سے نظر آتے ہیں ستارے دن کو — "

---

یوں نزاکت سے گراں ہے سرمہ چشم یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو — "
رحم آجا دے اگر موران کو مرے پیار کو
کھینچ لے جائیں لحد سے میرے جسم زار کو — "

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو — م ب

---

ہوش اڑتے ہیں جو سنتا ہوں تری آواز کو
کیا ترے پردے سے نسبت پردہ ہائے ساز کو — ״

---

یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے
وگرنہ ماہ کو یک شب کمال رہتا ہے — ״

---

ٹھوکر ایک پائے حنائی سے لگایا چاہیئے
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیئے
داغ فرقت زیست پھر سوز جہنم بعد مرگ
ان بتوں کو کس توقع پر خدا یا چاہیئے — ״

---

باد کی مانند ساقی لے اڑا پانی مجھے
کشتئ مے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے — ״

---

نثار۔ عبدالرسول

نثار تخلص، عبدالرسول نام از سخن سنجان اکبرآباد است۔ بزبان سلف بے نظیر استاد بود۔ از دست۔ شعر:۔

---

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جائیں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلائیں گے ہم — گ۔ب

---

ماہ رو کی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے — ر
اس کے عارض کو دیکھ جلتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے — ر

---

جب حرف محبت کے باہم سے گئے گذرے
ہم تم سے گئے گذرے تم ہم سے گئے گذرے

---

تم انجمن میں رات عجب آن سے گئے — بسمل کئی پڑے ہیں کئی جان سے گئے

---

## نثار۔ محمد امان

نثار تخلص، محمد امان نام۔ فرزند سعادت اللہ معمار دہلویست۔ کہ در فن تعمیر نظیر خود نداشت۔[1] وقدیم در وادی شاعری می گزاشت اوراست شعر:

چھوڑ کے تنہا مجھے جب کہ وہ گھر جائے گا
جاں ادھر جائے گی اور یار ادھر جائے گا

---

خوبی میں ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

---

[1] گویند کہ بنائے جامع دہلی از پدران اوست۔ وے نیز درفن تعمیر دست خوشی داشت۔ کسب این فن از خدمت شاہ حاتم کردہ۔ گلشن بے خار

زخمی کو محبت کی ہر طرح سے راحت سے ہے
گر نون کبھی تو چھیڑ کے تو سنگ جراحت ہے — گب

---

گردش کا اس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے — ״

---

صورت موافقت کی کبھی سوجھتی نہیں
صاحب کی وضع اور مرا طور اور ہے — ״

---

## نشاط مولوی الٰہی بخش

نشاط تخلص مولوی الٰہی بخش عارف ملی مقبول بارگاہ حضرت اللہ العلی مدرس و عالم بے نظیر فاضل دلپذیر صوفی صافی دہر چہ گویم بوصفش غیر کافی یعنی مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی را حصول علوم درسیہ از خدمت مولانا شاہ عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نمودہ دز لہ معنوی از بطون برادر خورد خود ربودہ گویند کہ اورا اورا بسیارے خواند ادتائے او این است کہ سوائے درس و وعظ و تصنیف کتب و انشاد انشاد شعر تحریر انشا آیہ کریمہ را ہر روز لک بار می خواند و سیدی شاہ حضرت عبدالعلیم صاحب لوہاردی سلمہ اللہ تعالے دزاد فیضانہ می فرمودند کہ آیہ کریمہ را مولانا روزے بعالم مثال دیدند کہ بشکلے از تمثال مردم نمودار شد مولانا پرسیدند کہ کیستی گفت آیہ کریمہ ام ہرچہ خواہی بطلب مولانا گفت برو از پیش من گاہے بکارم نہ آمدہ و نفعے نیافتہ ام او گفت اگر دریں جا بکار تو نیامدہ ام بعقبیٰ بکار تو خواہم آمد و دیگرے از ثقات شنیدہ ام و ہم دیدہ کہ مولانا ممدوح

دفتر ششمیں از مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ بحسب ارشاد باطنی آں بزرگ تصنیف فرمودہ اند و دو دفتر اولین مثنوی معنوی ترجمۃ اللفظ بہندی نموزہ اند کلامے چند ازاں بزرگ می نگارم بسمع دل باید شنید کہ فکر عالی داشت۔ رحمتہ اللہ علیہ اللہم اغفر کندہ خاتم آں حضرت بودہ است۔ اشعار:۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند — وز جدائی ہا حکایت می کند

---

سنو نے سے کیوں حکایت کرتی ہے — اور جدائی سے شکایت کرتی ہے

---

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

جب سے کی ہے کاٹ کر تن سے جدا
جس کے منہ لگتی ہے نالاں ہے سدا

---

سینہ خواہم شرح شرح از فراق — تا بگویم شرح درد اشتیاق

پارہ پارہ کر یہ سینہ اے فراق — تا کہوں بے خود ہو درد اشتیاق

---

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش — باز جوید روزگار وصل خویش

جس کو ہووے شوق اپنی اصل کا — کیوں نہ ڈھونڈے وہ زمانہ وصل کا

---

سر من از نالہ من دور نیست — لیک چشم و گوش را آں نور نیست

راز دل نالے سے میرے دور نہیں — پر ترے کانوں کے تئیں وہ نور نہیں

---

تن زجان وجہاں زتن مستور نیست | لیک کس را دیدِ جاں دستور نیست
جان و تن میں گو نہیں ظاہر دوئی | دیکھ کب سکتا ہے پر جی کو کوئی

---

آگ ہے آوازِ نے کی نے کی باد | جس کو یہ آتش نہیں ہے نامراد
آتش است ایں بانگِ نائی نیست باد | ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد[1]

---

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارہ ہو جائے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے — گ ب

---

## نشاط۔ السیری سنگھ

نشاط تخلص، السیری سنگھ است بشہور لبنت سنگھ بود۔ فرزند دل پسند سندرداس دہلوی است۔ عوام الناس شاگرد انشاراللہ خاں دانند[2]۔ از وست شعر۔

کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا — گ ب

---

پانو تک دسترس کہاں ہے نشاط | ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا — ،،

---

## نصیر۔ شاہ نصیرالدین

نصیر تخلص، شاہ نصیرالدین دہلوی راست متاع گرانمایہ مضامین و معانی در گنجینہ

---

[1] یہاں فارسی کا اصل شعر ترجمے کے بعد درج ہوا ہے۔ [2] خود را شاگرد انشاراللہ خاں می کرد گلشن بیخار

سینہ اش نہاں جواہر تازہ ہائے الفاظ اشعارش در چار سوئے بازار سخن برائی العین مبصران ایں فن عیاں داشتہ در شاعری دستگاہے کہ اوراست کاہے دیگرے را بدست نرسیدہ بچار دانگ ہندوستان آوازہ سخنوری آں چابک خرام میدان بیان سر کشیدہ وحید العصر فرید الدہر در جنب جواہر گفتارش لعل کانی و گوہر عمانی رابیگانیست و ذخیرہ اشعار آب دارش در مکمن بطون چوں گنج شایگانی بہر گل زمین شعر بلبل طبعش بر شاخسار مضامین بلند ترانہ ریز و بعشق حسن گلرویان یعنی بہوائے شاہدان معنی بہزار نکتہ دانی نغمہ انگیز شاہین فکرش باوج این فن بصید افگنی مرغان سخن قوی چنگ و بلبلان زباں داں را بہ پیروی طرز نوائش قافیہ تنگ در سن یک ہزار دو صد پنجاہ و پنج (۱۲۵۵) ہجری نبوی نظم خود را بہ نثر سپردہ پس تن مبارکش حمد گویان بجنت بردہ شاید مزارش بحیدرآباد است خاکش باب رحمت تازہ باد[1]۔ ایں ابیات ریختہ کلکش نگارش پذیر خامہ تحریر است۔ ابیات:۔

مژگاں سے ربط لخت دل زار گرم ہے
بے وجہ صحبت شرر رخسار گرم ہے
اہ دل مشبک عاشق کو تو نہ چھیڑ
نکلا ہے جنتری سے جو یہ تار گرم ہے

---

میری تربت پر چڑھانے ڈھونڈتا ہے کس کے پھول
تیری آنکھوں کا ہوں کشتہ رکھ دے دو نرگس کے پھول
ایک دن ہو جاؤں گا تیری گلی کا خار میں
سونگھنے کو مت لیا کر ہاتھ میں جس تس کے پھول

---

[1] خویشگی نے گلشن بیخار کی اس اطلاع کو نظر انداز کیا ہے کہ "ہنگام قیام جہاں آباد تباریخ پانزدہم و بست و نہم ہر ماہ محفل مشاعرہ منعقد می سازد۔ زمین ہائے سنگلاخ طرح می کند۔"

بس ہے صفِ مژگاں کا تری دار دو دستی
ابرو کی لگا دل پہ نہ تلوار دو دستی

محرابِ عبادت ترے ابرو کی سمجھ کر
مانگے ہے دعا یہ دل بیمار دو دستی

---

چمن میں قامت موزوں جو سرو ناز تو کھینچے
تو قمری تا قیامت نالۂ حق سرہ کھینچے

---

شب دیکھ کہکشاں کو جی میں خیال آیا
کیا کاسۂ فلک میں افسوس بال آیا

---

پشت لب پر ہے ترے یہ خط ریحان ایسا
منہ تو دیکھو لکھے یا قوت رستم خاں ایسا گ ب

---

عکس مژگاں سے نہیں یوں دیدۂ تر میں تنکا
کہ نکلتا نہیں جوں آکے بھنور میں تنکا

سایۂ زلف کے جو بوجھ سے لچکے یارو
اس کے کیا باندھئے مضمون کمر میں تنکا

گوشۂ چشم میں دُنبالہ نہ سرمہ کا بنا
یوں ہی کرتے کسی عاشق کے جگر میں تنکا

---

خاک بھی ہو کے یہ بیکار اٹھے اور بیٹھے
ننگ کے دامن سے ترے یار اٹھے اور بیٹھے

بوسۂ لب میں ترے ہے اثر یاقوتی
تو اگر دے تو یہ بیمار اٹھے اور بیٹھے

مرغ دل کیا ہے عجب اڑ کے جو اس صورت سے (ق)
دیکھ کر خال رخ یار اٹھے اور بیٹھے

جب سے شہر تا کسی صیدی کا کبوتر نہ پھر
لاگ سے دانہ کی سو بار اٹھے اور بیٹھے

پڑھ نصیر اور غزل جس سے کہ ثابت ہووے
ساتھ تشبیہ کے اے یار اٹھے اور بیٹھے

ہم بھی یوں ہو کے سبک سار اٹھے اور بیٹھے
جوں حباب آب میں یکبار اٹھے اور بیٹھے

جب کہ تو عالم مستی میں بصد کیفیت (ق)
لے کے شیشہ بت مے خوار اٹھے اور بیٹھے

آب فوّارہ گلستاں میں نہ کس صورت سے
تیری تعظیم کو ہر بار اٹھے اور بیٹھے

نزد خوبی تو سدا عالم یک رنگی سے
یعنی چک باندھ کے اے یار اٹھے اور بیٹھے

اور دو رنگی سے زمانے کی صد افسوس یہاں
تو مرے ساتھ نہ زنہار اٹھے اور بیٹھے

(قطعہ)

اختیار آدم خاکی کو ہے کیا خاک نصیر
آپ سے جو یہ گنہگار اٹھے اور نہ بیٹھے
اس کی کل یوں ید قدرت میں ہے جیسے پتلی
سب جنبش ہر بار اٹھے اور نہ بیٹھے

---

برزخ میں نہیں ہے اس کے جانی ٹک دیدۂ غور سے تو جھانکو
کھینچے ہے وہ شوخ جنتری میں تار رگ جان عاشقاں کو

---

چند اس زلف سے قطرے جو جھڑے پانی کے
پڑ گئے سیکڑوں سنبل پہ گھڑے پانی کے

---

یہ عالم اس کے خط سبز نے دکھایا ہے
کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے

---

## نظیر۔ شیخ ولی محمد

نظیر تخلص، شیخ ولی محمد موسوم اکبرآباد وطنے است. مرد سخن سنج وخانہ درجوار روضہ تاج گنج دارد نظیر در حلم وخلق وانکسار بے نظیر روزگار است. دربازار سخنوری جنس گراں بہائے شاعری او ارزانست ودرچارسوئے سخن پایہ برتری اوبزمرہ تہنر ورانست اشعار بسیارے برزبان اہل شوق جاری وہرکس وناکس بذوق تمام قاری. گویند مذہب امامیہ داشت۔ حق آنست کہ مذہب رندانہ ومشرب عاشقانہ داشت. دیراست کہ آں برگزیدہ روزگار ازیں دار ناپائیدار بار برداشت

سیاحت اکبر آباد معلوم شد کہ مزدش بجلہ کہ می ماند گر دید ادراست ۔ فرد :۔

تھی عرب میں قیس کے دیوانہ پن کی ایک دکاں
یاں خدا کے فضل سے اب بھی کئی بازار ہیں

---

پردہ اٹھا کر رخ سے عیاں اس شوخ نے جن ہنگام کیا
ہم تو رہے مشغول ادھر یاں عشق نے اپنا کام کیا
سخت خجل ہیں اور شرمندہ رہ رہ کر پچھتاتے ہیں
خواب میں ان سے رات لڑے ہم کیا ہی خیال خام کیا
چھوڑ دیا جب ہم نے صنم کے کوچے میں آنے جانے کو
پھر تو ادھر اس شوخ نے ہم سے شکوہ بھرا پیغام کیا
اور ادھر سے چاہت تھی یوں بن کر بولے واہ واہ جی
اٹھتے چلتے بارے ملئے اب تو بہت آرام کیا
یار کی مستگوں چشم نے اپنی ایک نگہ میں ہم کو نظیر
مست کیا ، اوباش بنایا ، رند کیا بدنام کیا

---

ساقی ظہور صبح ترشح ہے نور کا
دے مے مجھے کہ وقت ہے نور ظہور کا
مے پی کہ عاشقی خرابات میں نظیر
نے ڈر ہے محتسب کا نہ صدر الصدور کا

---

نظر ہٹ جا کہیں سرک جا بدل لے صورت چھپالے منہ کو
جو دیکھ لیتا ہے وہ ستمگر تو مارے پھر ہے ابھی جھگڑا کا

---

سبھوں کو مے ہمیں خوناب دل پلاتا تھا
فلک ہمیں پہ نجھے کیا یہ زہر کھاتا تھا گ ب

---

## نظام۔ نواب عماد الملک غازی الدین خان

نظام تخلص، نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر زیب وسادہ وزارت مربع نشیں مسند صدارت۔ عالیشان بلند مکان ذوالجود والاحسان بیان حضرت شان بر بزنا دپیر عیاں و قصیدہ کہ مرزا رفیع در مدح ایشاں گفتہ مشہور دپیش ہر کہ وِمہ مالوف قدرت نطق بہرزبان حاصل بود کہ از میدان بلاغت گوے فصاحت ربود ببر شمس الدین فقیر دالہ داغستانی ندیم قدیم او بودہ از نتائج طبع اوست:۔

زلف کا کھولنا بہانا تھا مدعا ہم سے منہ چھپانا تھا

---

چھپایا مانگ میں اب اس نے منہ میں ڈھونڈوں کدہر
کہ آدھی رات ادہر ہے اور آدھی رات ادھر

---

## نعیم۔ نعیم اللہ خاں

نعیم تخلص، نعیم اللہ خاں از جہاں آباد است۔ مرد فہیم است۔ بحلیم و سلیم سخن او قلم خوردہ جانم است۔ از وست۔ شعر:۔

کوچہ یار سے دل ہم سے اٹھایا نہ گیا مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

---

آنت کی نشانی ہی رہے ہم تو زمیں پہ جو سنگ جفا چرخ سے ٹوٹا سو ہمیں پہ

## نعمت ۔ شاہ عبدالحق

نعمت تخلص، شاہ عبدالحق است مشہور بحکیم عبدالحق از برہمن بچگان سکندرآباد است۔ نام وے ہر سہائے بود چوں دلہ فیضان از بطون خدمت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در ربود نام خود تبدیل نمود۔ مرد ذی باطن و صاحب علم ظاہر و ہر فن یکتا و ماہر بود اکثر صحبت درخور جہ بخدمت شاہ فارغ رحمۃ اللہ علیہ داشتے و کلمات اخلاص بلوص دل خود نگاشتے چند است کہ ازیں جہاں درگزشت و بجوار رحمت حق پیوست قدس سرہ ادراست۔ شعر:-

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل میں ۔۔۔ اب آ کہیں اے باعث تسکین بغل میں

---

زلفوں کا اب تصور آنکھوں پہ چھا رہا ہے
سودا کہیں نہ ہووے یہ مجھ کو ڈر رہے ہے
ہر چند ضبط گریہ ہم نے کیا ہے تو بھی
یہ آستین و دامن ہر وقت تر رہے ہے

---

## نکہت ۔ نیاز علی بیگ

نکہت تخلص، نیاز علی بیگ گویند شعرش از نظر شاہ نصیر می گزشت۔ سکندر نامہ بہ زبان ریختہ از زبان و خامہ او ریختہ از دست۔ شعر:-

آج اک پردہ نشیں کو ہے مرے گھر آنا
آ ئیو اے ملک الموت تو کہہ کر آنا

## نوا ۔ ظہور اللہ خاں

نوا تخلص، شخصے است کہ ابتدائے ظہورش از بدایوں است۔ صاحب سخن و

موجد قانون ایں فن است نام سامی ظہور اللہ خاں است از ارشد تلامذہ بقاء اللہ خاں بقا۔ بارہا بہ لکھنؤ شتافتہ و با جرأت مہاجات گفتہ علوئے طبع وے از فصاحت کلام ظاہر و غلوے بلاغتش از معنی پرکار با ہر چند بار با یران شتافتہ و از والی آں ولایت صلہ و انعام گراں بہا یافتہ چہ جائے کہ کلامش معنی نداشتہ باشد بلکہ حسود تہمت محض برنگاشتہ کہ برشش عین معنی بود تصدیق دعوایش از لوایش پیدا باید شنید و شاید فہمید[1]۔ شعر:۔

تیر پہ تیر ناز کا دل پہ میرے گزار تھا
رخنہ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا

---

اس اوج تک توسیل سرشک اپنا جا پھرا
جس میں کہ ابر جوں کف دریا بہا پھرا

---

ترے دمبدم آنے جانے نے مارا — مجھے ہر گھڑی کے بہانے نے مارا
شب وصل بیٹھے بٹھائے یکایک — ترے بے سبب اٹھ کے جانے نے مارا
گزرتے ہیں دل پر ہزاروں توہم — نوا آج اس کے نہ آنے نے مارا

---

## نوازش۔ نوازش حسین خاں

نوازش تخلص، مرزا خانی است، کہ نام نامش نوازش حسین خاں بود از بنائر نواب ناصر خاں از تلامذہ میر سوز است۔ و از خدمت او بہرہ اندوز۔ شب و روز دل

---

۱؎ شیفتہ نے نوا کا تذکرہ نہیں کیا ہے اس لئے یہ اعتراض شیفتہ سے تعلق نہیں ہے

بسخن مایل اہل صاحب دیوان است۔ ایں از انتخاب آن است۔ شعر:۔

یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آب داری پر
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پہ — گ ب

مجھے رزنا نہ اپنے حال پر کس طرح سے آدے
نوازش پر بھی ہنسنی ہے میری بے قراری پر — گ ب

---

یہ سانس ہے، پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بہن — ؍؍

---

اس تند خو سے میں نے بوسے بصد سماجت
جب سو پچاس مانگے تب تین چار ٹھہرے — ؍؍

---

## نیاز۔ حضرت مولانا نیاز احمد

نیاز تخلص، حضرت مولانا نیاز احمد بریلوی امام الشیوخ قدوۃ الاولیا بود۔ کلام باریاب باطن می گفت آرے در می سفت چہ کلامش سراسر توحید است۔ کہ سالک با ہادی بتفرید رحمۃ اللہ علیہ از کلام معجز نظام اوست۔ غزل:۔

سزد آنکہ دم زدم من بہ کمال کبریائی
کہ سوائے حق نہ بینم بوجود فی فنائی

ہمہ ایں صفات دائم کہ لعالم شہود است
بخدا کہ اوست پیدا بلباس ماسوائی

نظرے بصورتم کن بخیال دیدہ دل
کہ نمایدت سراپا ہمہ جلوۂ خدائی

ہمہ دلبری و ناز است کہ بصورت نیاز است
کہ نیاز شان خاص است بشیون دلبرائی

---

تو نے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب منہ سے اٹھا دیا
وہیں محو حیرت بے خودی نے مجھے آئینہ سا بنا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش نے دامن یار کی اسے بھی زمیں سے مٹا دیا — گ ب
مجھے چین خواب عدم میں تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا میں پھنسا دیا — ر

---

## نادر، مرزا کلب حسین خاں

نادر تخلص، مرزا کلب حسین خاں ابن کلب علی خاں گورکھ پوری کہ مرد ذی اخلاص کریمہ و صاحب اشفاق عمیمہ ذوالاقتدار است۔ یعنی دریں ایام بعہدہ نظامت ملک کہ بعرف انگلینڈ ڈپٹی کلکٹری نامند در ضلع اٹاوا از طرف سرکار انگریزی مقرر است۔ طبع زکی دارد وبہرہ دستاں طلاقت آرد گویند کہ نسبت تلمذ خود بمرزا حیدر علی آتش منسوب می سازند۔ الحق خوش فکر بلیغ طبع است۔ چناں چہ درالہ آباد

---

ا۔ شاگرد ناسخ و آتش، سخن شعرا۔ اس سلسلہ میں قاضی عبدالودود حواشی تذکرہ شعرا مصنفہ ابن طوفان میں لکھتے ہیں "ناصر و محسن نے نادر کو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے صغیر بلگرامی نے تلامذہ ناسخ کے ذیل میں ان کا حال لکھنے کے بعد شاگردان آتش کی فصل میں بھی انہیں داخل کیا ہے نساخ ان کو آتش و ناسخ دونوں کا شاگرد لکھتے ہیں مگر انہوں نے دیوان غریب میں ناسخ کا شاگرد لکھا ہے۔ ص ۲۶

غزلہائے او شنیدہ شد، حالا دو سہ مطلع آں عزیزی نگارم۔ شعر:

دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے
ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے

اوروں کو جلا دیتے ہو اے رشکِ مسیحا
بیمار کو کیوں اپنے تم اچھا نہیں رکھتے

---

ارادہ ہے یہ اے قاتل ہمارے جسم قائل کا
کرے گا استخواں کو اپنے دستہ تیرے خنجر کا

---

ایک دن باقی رہا جب نبض میں میعاد کا
باغ میں نبض ہوا جب دوسرے صیاد کا

---

مرغ جاں کو قفس تن سے رہائی ہوتی
لیکن اس جانِ جہاں سے نہ جدائی ہوتی

سرمگیں آنکھوں کا ہوتا جو نظارا حاصل
نیل کی دیدۂ حاسد میں سلائی ہوتی

نیچی نظروں سے کیا سارا زمانہ پامال
کیا غضب ہوتا اگر آنکھ اٹھائی ہوتی

صفحۂ دل ہی پہ نقشا کھینچنا لازم فرہاد
سنگ پر صورتِ شیریں نہ بنائی ہوتی

فاتحہ پڑھنے کو تم آتے تو بہر پابوس
لاش بھی قبر سے باہر نکل آئی ہوتی

---

نہ کذا

## نور شاہ اللہ نور

نور تخلص، قدوۃ العارفین امام العاشقین عالم نکات وحدت وجود واقف رموز عالم شہود آشنائے دریائے نیرنگی غواص بحر بیرنگی جام کش میکدہ سرور مسرور بہ نشہ حضور صاحب ورع وصفا اہل المجاہدہ والزہد والتقی جناب فیض مآب شاہ اللہ نور است عمم اللہ فیضانہ زماہرح احسانہ کہ بالفعل برائے ہدایت خلق اللہ تشریف بٹونک می دارد۔ ومولد شریفش بلاسپور است۔ کہ بنواح رام پور افاغنہ واقع۔ لبعنفوان جوانی روزگار پیشہ بود۔ آخر چوں بحر محبت محبوب حقیقی جوش بدل زد دست ارادت بدامن حضرت نتاج شاہ قادر قلندری جے پوری رحمتہ اللہ علیہ درآویخت۔ وبخرقہ وکلاہ مشرف شدہ درفارسی وہندی دستگاہے بلیغ دارد۔ صوفی مشرب صاف طینتش از کلام معجز نظامش واضح۔ مثنوی سوز وگداز خوبے گفتہ است وصاحب دیوان ہندی است انیست چیزے ازاں بزرگ شعر۔

اب تو ہوتا ہے ستم یار ترے کوچے میں
روز مر رہتے ہیں دو چار ترے کوچے میں

---

وہی انجمن وہی ساز ہے وہی آپ ساز نواز ہے
وہی راز داں وہی راز ہے جو خودی کا پردہ اٹھا دیا

---

## خیابان واؤ

واقف۔

واقف تخلص درد لیشے فیض آبادی است۔ واقف برموز سخن وبہرہ اندوز ایں فن در اہل نظم بود برحالش زیادہ ازیں ناواقف ہستم۔ ازوست۔ شعر۔

عشق میں کیا نفعل و ہنر چاہیئے　　آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے　گ ب

و لہ

صبح پہ وصل یار کی ٹھہری　　بات تو پر انتظار کی ٹھہری

---

واؔلہ ۔

واؔلہ تخلص ہندوئے خوش گوئے است ۔ واؔلہ حسن شعلہ روئے ؎ ازوست شعر۔

اعجاز لب اس کا دم عیسیٰ سے نہیں کم
وہ پنجۂ سیمیں ید بیضا سے نہیں کم　گ ب

معدوم کو ثابت کوئی کیونکر کرے واؔلہ
مضمون کمر یار کا عنقا سے نہیں کم　"

---

واؔلہ ۔ رحمت خان

واؔلہ تخلص رحمت خانؔ ؎ اصلش از کشمیر فا بدہلی سکونت پذیر است ۔ داروغگی اخبار لکھنو بہ ید قدرت او بود فارسی ہم فکری نمود ازوست شعر۔

گنے جو بندوں میں اپنے تو ایک بار مجھے
تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے　گ ب

---

ہے عیاں جلوہ ترا انسان کی تصویر سے
صورت معنی ہو ظاہر لفظ تحریر سے ؎　"

---

؎ از ہندوان فیض آباد است بدہلی ہم آمدہ۔ گلشن بیخار۔ ؎ مرحمت خاں گلشن بیخار ؎ صورت معنی ہے ظاہر گلشن بیخار

## وفا۔ سید ببر علی

وفا تخلص، سید ببر علی نام۔ از سادات ذی احترام بارہ متوطن قصبہ چھتورہ از نبائر سید جمال علی خاں فرخ سیری چندے بسر می شد کہ در سرکار صاحبان والاشان گزرانده ہفت سنہ دہ سال در محال کول لعہدہ وکالت معزز مانده۔ سالہا است۔ کہ از گنگا پرشاد رند رسم دفا، دفاق بالاتفاق مرعی است۔ وبہم صحبت شان طبیعت بر سخن مایل وبہرہ ایں فن حاصل مرد سنجیدہ وصحبت دیدہ لیم پیر است دلطبع جوان از یادگاران زبدہ زبان است۔ شعر:۔

بعد مدت لگ گلے اس کے جو ہم نے عید کی
ڈالدی اشکوں نے اک مالا سی مروارید کی

---

شمشیر کھینچ کر جو وہ ہم پر سنبھل گئے
گھی کے چراغ دشمنوں کے گھر میں جل گئے

---

آخر تو چلے ہو پہ ادھر دیکھتے جاؤ
اے ماہ مبارک ہو سفر دیکھتے جاؤ

کیا پہلی ہی منزل میں جدائی سے ہوا حال
اس دل کے لگانے کا اثر دیکھتے جاؤ

شبنم نے کیا دامن گلشن جو یہاں تر
نرگس سے ٹپکتے ہیں گہر دیکھتے جاؤ

---

جا کسی کوچے میں اس دل کو لگایا چاہیے
چاہتا ہے جس کو جی اس کو دکھایا چاہیے

وصل کی دولت تو ہاتھ آئے جو اس کے منہ لگے
اس خوشی میں اے وفا نوبت بجایا چاہیے

---

سرو قد کا میری گر بند قبا وا ہووے — رنگ ہر گل چمن محو تماشا ہووے
جس طرح کٹتی ہے کاٹوں ہوں میں فرقت میں یہ شب — دیکھیے ہجر میں میرے تا سحر کیا ہووے
زلف کے پاس نہ جاؤ کہ ہے پیچیدہ ناگ — ہاتھ رکھے وہ جسے سانپ کھلانا ہووے

---

اس کے مکھڑے پہ جو بل زلف معنبر کھائے
خود بخود سلسلہ دل دھیان ٹھوکر کھائے

کیوں نہ اس اشک سے ہو نوح کے طوفان کو رشک
رات دن جس کے فلک سامنے چکر کھائے

سہہ کے لیلی کا ستم کر دیا ہر بت کو دلیر
رگ سودہ زدہ مجنوں تری نشتر کھائے

---

## وحشت۔ غلام علی خاں

وحشت تخلص، غلام علی خاں داماد مولانا محمد رشید الدین خاں دہلویست نژادش مراد آباد و بالنشو و نما یافتہ شاہجہان آباد[1] شنیدہ ام کہ در سرکار انگریزی دریں ایام در بلند شہر ملبند است و پیش ارباب سخن جہان آبادیان ارجمند است۔ ونزد محبت مومن خاں می بازد و ہم از و استفادہ می سازد و از وست۔ غزل:۔

---

[1] در نبارس: شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ۔ گلشن بے خار

ساتھ صاحب کے جو غیروں کے پرے پھرتے ہیں
اس لئے آپ سے ہم آپ پرے پھرتے ہیں
ہم یہ سمجھے تھے کہ ہیں ہم ہی دوانے آخر
شیخ صاحب کو جو دیکھا تو مرے پھرتے ہیں

---

غم فرقت سے عجب حال ہے کچھ وحشت کا
اے خدا ہووے نہ اپنے کوئی منظور سے دور
زار بیمار سراسیمہ و حیران و خراب
اپنے بیگانے اسے کہتے ہیں سب دور سے دور

---

## واثقی - شیخ حیدر علی

واثقی تخلص، شیخ حیدر علی نام۔ از مسکنش اطلاعے ندارم مگر ایں کہ از جوار ارم ثانی لکھنؤ باشد۔ شنیدہ ام کہ مثنوی خوش می گوید بالفعل در مدح شاہ اودھ جلدے مثنوی بنظم آوردہ الحق کہ خوش گفتہ است کمتر کسے دریں زمانہ می بینم کہ بہ جنبش گوید۔

منہ فی مدح السلطان

رحیم است ایزد چو بر بندگاں — زروے ترحم بر احوال شاں
دوصد بود و پنجاہ سر بر ہزار — کہ از بہر آسائش روزگار
برانگیخت شاہ عدالت پسند — . . . . . . . . .[1]
محمد علی شاہ گیتی ستاں — محیط کرم قبلۂ راستاں
شجاع زماں سرور نامدار — ثریا حشم شاہ گردوں وقار

---

[1] کذا

## خیابانِ ھائے ھوز

### ہادی ۔ میر محمد جواد علی خاں

ہادی تخلص، میر محمد جواد علی خاں نام ۔ از جام کشانِ خم خانۂ رفاقت عماد الملک بودہ بطریق تجردی پیمود[1]، ایں ابیات ازو ثبت نمود ۔ شعر:۔

اندیشہ کچھ نہ کر مری فریاد و آہ کا
فریاد رس ہے کون ترے داد خواہ کا — گ ب

---

صدقے ترے ہو کے مر گئے ہم — کرنا تھا یہی جو کر گئے ہم ،،
خنداں خنداں جا ہر سپرا وہ — گریاں گریاں رہ گئے ہم ،،

---

ہم تو مدت سے مر گئے ہادی — یار کو اب تلک خبر ہی نہیں

---

### ہدایت ۔ ہدایت خاں

ہدایت تخلص، ہدایت خاں عم ثنا اللہ خاں فراق مرید و شاگرد رشید خواجہ میر درد گردید ۔ بر موز نظم قادر و بخصوص آں ماہر چندے گزشت کہ ازیں جہاں درگزشت[2] ازوست ۔ شعر:۔

دیکھ اس کی چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میری جان دو ہی پیالوں میں چھک گیا — گ ب

---

[1] آخر الامر منزوی در ۱۲۱۵ ابگور آرمیدہ ۔ دیوانے ازو یادگار است ۔ گلشن بے خار

[2] در ۱۲۱۵ از جہان ثانی بہ عشرت گہ جاودانی نقل کرد ۔ ،، ،،

جس دم زباں پہ یار ترا نام آگیا　　کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا　گ ب

---

سینے کے تیرے کھلتے ہی اے میری جان بند
آئینہ ساز کرگئے اپنی دوکان بند　"

---

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہونے
استخواں شمع صفت بہہ گئے رونے رونے　"

---

ہمت۔ اخوند ہمت

ہمت تخلص، اخوند ہمت از رام پور است۔ صاحب علم و مائل سخن ذی شعور بیتے از و مسطور۔ بیت:۔

عجب گردش میں اپنی ان دنوں اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے　گ ب

---

ہوش۔ غلام مرتضیٰ

ہوش تخلص، غلام مرتضیٰ از اہالیٔ دہلی است۔ مرد ذی ہوش بودہ زیادہ بریں حالش بگوش نرسیدہ از اوست۔ شعر:۔

زاہد کا دل بخاطر مے خوار توڑیئے　　سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیئے　گ ب

---

ہوس۔ مرزا تقی خاں

ہوس تخلص، مرزا محمد تقی خاں نام، لکھنؤ مقام است۔ معدن مکارم محمودہ

مصدر لغوت مسعودہ در اہل سخن برگزیدہ ہوس شعر بسیار دارد گفتارش پرکار بدربار آغا نقی کہ از امرائے نامدار عالی نہاد فیض آباد بود بوقع و وقار روزگار گزرانید و بشادکام بانیان ومرام ماندے از حکیپدہ طبع اداب اشعار برچیدہ وکسیکہ تذکرہ خویش ہوش نوشتہ شاید بے ہوش بودہ وہوس خام پختہ[1]

بیت :-

ہم نے رو رو کے ترے ہجر میں دل شاد کیا
ہچکی آئی تو یہ سمجھے کہ ہمیں یاد کیا[2] گ ب

(غزل)

یہی کہتی تھی لیلیٰ پردہ نشیں نہیں کھاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا نہیں اور ہے غم اسی کشتہ ناز و ادا کی قسم
رُوکا پایا جو لیلیٰ نے مجنوں کا جی کہا کیوں ہو خفا مرے سر و ہی
نہیں ہیں نے کسی سے تو بات بھی کی مجھے اپنی ہی شرم و حیا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالوں سے جا کہو ناقہ یہاں سے کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتادے صبا تجھے لیلیٰ کی زلف دوتا کی قسم
کبھی ساغر وصل نہ میں نے پیا کبھی زخم جگر کو نہ میں نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم
مری آنکھوں سے ٹپکے ہے قطرہ خوں میرے رونے سے جاتے ہے صبر و سکوں
نہ تو کھائیو قمری زار و زبوں میری سرو کی فندق پا کی قسم

---

[1] شیفتہ نے ہوس ہی لکھا ہے۔ [2] آئی ہچکی تو کہا اس نے ہمیں یاد کیا۔ گلشن بیخار

نہ تو آئی ہوس کبھی پھولوں کی بو کبھو بیٹھا نہ جا کے میں بر لبِ جو
میری بے کلی دل کی گئی نہ کبھو مجھے باغِ جناں کی فضا کی قسم

---

ہدایت - ہدایت علی

ہدایت تخلص، ہدایت علی نام، از رؤسائے مراد آباد است۔ زین پیش بعہدہ نظارت فوجداری آں جا ممتاز بودہ۔ چند است کہ قطع سلسلہ روزگارش شد۔ مرد فہیم و زکی الطبع فکر رسا دارد و مضامین عالیہ در الفاظ متناسبہ می آرد۔ راقم آثم را باں حبیب لبیب صحبت ہا است۔ حق تعالےٰ آں عزیز را خوش و خورم دارد خوبک شخصے است۔ آنچہ از کلامش یاد دارم می نگارم از دست۔ شعر:-

کیوں کریں ہم غمِ ہجراں کو تلف شوخ سے مل
سالہا سال کے سرمایہ کو برباد کریں
بے وفا سے نہ ملیں ہجر میں رو رو مر جائیں
مشربِ عشق میں کچھ ہم بھی تو ایجاد کریں

---

## خیابان یائے تحتانی

یاس - خیر الدین

یاس تخلص، خیر الدین دہلوی طبع شگفتہ و کلام شستہ و رفتہ دارد بپاس خاطر یاران حق شناس بفکر شعر می پرداخت۔ نزد تلمذ بخدمت مومن خاں می باخت گویند دریں ایام بین الانام ترکِ سخن کردہ بکسب طب نام برآوردہ[1] از دست شعر:-

---

[1] اکنوں لفکر شعر نمی پردازد... دریں ہنگام طبعش بکسب طب مصروف است گویا ہمیں سبب ترک سخن بودہ است۔ گلشن بے خار

رابطہ غیر دل سے بڑھا مجھ سے وفا چاہتے ہو
دل میں سمجھو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو — گ ب
عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہیں سب مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو — ر

---

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو — ر

---

## یقین ۔ انعام اللہ خاں

یقین تخلص، انعام اللہ خاں سرہندیست وطنش در ہند جہاں آباد است با مرزا مظہر بسیار مربوط در رسم وفا باں یار باصفا مضبوط جوانے خوش رنگ خوبود بترتیب دیوان مایہ گراں خرچ کردہ ایں ابیات از دیوان او درج ۔

ابیات ۔

اتنا کبھو جہاں میں کوئی بے وفا نہ تھا[۱]
ملتے ہی تیرے مجھ سے یہ دل آشنا نہ تھا — گ ب
جو کچھ کہیں یہ تجھکو یقین ہے سزا تری
بندہ جو تو بتوں کا ہوا کیا خدا نہ تھا — ر

---

تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا
آج اس طرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس — ر

---

۱ے اتنا کوئی جہاں میں کبھو بے وفا نہ تھا۔ گلشن بے خار

## یکرنگ ۔ مصطفے خاں

یکرنگ تخلص مصطفے خاں مائدۂ اشعار او لذیذ ۔ مرزا مظہر رحمۃ اللہ علیہ را تلمیذ ۔ نژاد او از شاہ جہان آباد است ۔ و دلش بمحبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آباد چہ اسم را بامسمی نسبتے افتاد چوں لفظ را با معنی از دوست ۔ شعر ۔

کیوں ہوئے ہو تم کہو دشمن ہمارے اس قدر
دوست کا دشمن کوئی ہوتا ہے پیارے اس قدر          گ ب

---

روٹھتا ہوں اس سبب ہر بار میں          تا گلے تیرے لگوں اے یار میں          "

---

جدائی سے تری اے صندلی رنگ          مجھے یہ زندگانی دردسر ہے          "

---

## یوسف ۔ میر یوسف علی خاں

یوسف تخلص میر یوسف علی در اقلیم سخنوری ثانی ندارد و بانی مبانی سخندانی است ۔ در ہمہ فن فہیم و از شاگردان سلیم حکیم عزت اللہ خاں عشق است ۔ او راست ۔ شعر ۔

نہیں ہے غیر کے نفصے کی کچھ ہم کو خبر یوسف
زباں پر رات دن اس یار کا افسانہ رکھتے ہیں          گ ب

## تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان کتاب تذکرہ گلشن ہمیشہ بہار است ۔ و اللّٰھمّ صلّ علیٰ مُحمّدٍ النّبیّ الکریم وَ اٰلِہٖ وَ اَصحابِہٖ المَعروفینَ بِالخُلقِ العَظیم دیباچہ تصانیف اولی الابصا

نازم برین موهبت عظمی و سرفرازم بابن نعمت کبری که در اوان حمیده و ساعت سعیده
تذکرهٔ گلشن همیشه بهار که از لطافت مضامینش در چشم حاسدان خار است نے نے گلستانے
است که در گل اشجار سطورش عنادل خوشنوا چهچهه زن آں زهے زهے بوستانے است
که از تلاوت خیابان عبارتش هر صغیر و کبیر خندان بر چکیدهٔ طبع ابنائے زمن از مؤلفات
قدوهٔ علمائے زمان جناب مولوی محمد نصر الله خان سلمه الرحمن مادام القران للطبعان تاریخ
بست و دوم (۲۲) رجب المرجب سنه ۱۲۷۰ هجری باهتمام احقر افراد الانسان عثمان خان
خویشگی خورجوی مطبع فتح الاخبار کوال حلیهٔ انطباع پوشید و منظور نظر مقبولان گردید
فقط